# پنجابی ادب کی مختصر تاریخ

سکول وکالج اور ہر موضوع
پر کتابیں دستیاب ہیں
ادارہ بک سنٹر
2808

میری لائبریری
(۶۵)

پنجابی زبان کی تاریخ پر ہماری قومی زبان میں آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی پنجابی زبان میں عبدالغفور قریشی و منشی مولا بخش کی کتابیں کافی ضخیم ہیں لیکن ان میں بھی فقط حصہ نظم سے بحث کی گئی ہے نثر و اصناف نثر کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اردو میں ایک جامع تاریخ ادب کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔

''پنجابی ادب کی مختصر تاریخ'' میں پنجابی ادب کے ہر پہلو کے متعلق مکمل اور سیاسی حالات کے حوالے سے مکمل بحث کی گئی ہے اور کتاب میں وہ تمام معلومات آ گئی ہیں جو کسی زبان کی تاریخ کے لئے ضروری ہیں۔

زبان ـ

# فہرست


ابتدائیہ، ۹

## حصّہ اوّل،

تاریخی پس منظر، ۱۳

اقسامِ زبان، ۱۶

رسم الخط، ۱۷

## حصّہ دوم — (نظم)،

اقسامِ سخن، ۱۹

اصنافِ سخن، ۲۰

ابتدائی عہد (لودھیوں کا زمانہ) ۳۱

اورنگ زیب کا زمانہ، ۵۴

عہد مغول اواخر، ۷۱

سکھی عہد، ۹۲

انگریزی عہد، ۱۱۸

پاکستانی عہد، ۱۹۵

مشرقی پنجاب کا ادب، ۲۴۰



موضوع یاب ہیں

بک سنٹر

حصّہ سوم —

لوک گیت ، ۲۹۲

لوک ناچ ، ۲۷۲

پنجابی عشقیہ قصص کا ادب میں حصّہ ، ۲۷۵

حصّہ چہارم — (نثر)

مذہبیات ، ۲۹۵

شرعیات ، ۲۹۷

ناول ، ۲۹۸

ڈرامہ ، ۳۰۶

کہانی ، ۳۱۲

مقالے ، ۳۲۱

تاریخ و تنقید ، ۳۲۴

فنونِ لطیفہ ، ۳۳۰

کتب متفرق ، ۳۳۲

اخبار و رسائل ، ۳۳۸

طابع و ناشرین ، ۳۴۲


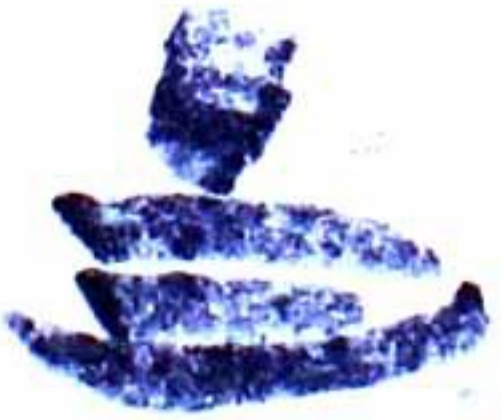

# ابتدائیہ

آج سے نصف صدی قبل **بابا بدھ سنگھ** صاحب ایگزیکٹو انجینئر لاہور کو پنجابی ادب پر لکھنے کا خیال آیا۔ انہوں نے ۱۹۱۳ء میں سنہس چوگ سے اِس کام کی بنیاد رکھی۔ پھر ۱۹۱۶ء میں کوئل کوُ اور بعد میں پپیہا بول اور پریم کہانی یکے بعد دیگرے چار مجموعے ترتیب دئے۔ جن میں پنجابی شعراء کا حال لکھا — ڈاکٹر **موہن سنگھ دیوانہ** ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی سابق ریڈر پنجابی اورنٹیل کالج لاہور نے "اے ہسٹری آف پنجابی لٹریچر" انگریزی زبان میں لکھی۔ اِس کے بعد اب تک اِس موضوع پہ کافی کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مثلاً :۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ پنجابی زبان دی جان پچھان | ڈاکٹر سریندر نرولا۔ |
| ۲۔ پنجابی ادب دی تاریخ | پروفیسر سریندر سنگھ کوہلی |
| ۳۔ ساڈے پرانے کوی | ایس۔ ایس مُول |
| ۴۔ پنجابی کہانی | گورمکھ سنگھ جیت |
| ۵۔ پنجابی ناول | سرجیت سیٹھی |
| ۶۔ پنجابی ادب | محمد سرور |
| ۷۔ پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ | عبدالغفور قریشی |

۸۔ مہکدے پھُل — فقیر محمد فقیر

۹۔ پنجابی شاعراں دا تذکرہ — منشی مولا بخش کشتہ

۱۰۔ پنجابی شہ پارے — سلطان محمود

۱۱۔ پنجابی صوفی پوئٹس — مس را ما کرشنا لاجونتی (انگریزی)

۱۲۔ پنجابی زبان دی مختصر تاریخ — ڈاکٹر موہن سنگھ

ان میں سے صرف دو کتابیں اردو زبان میں لکھی گئیں۔ سرور صاحب کا پنجابی ادب اور سلطان محمود صاحب کے پنجابی شہ پارے، ان کے سوا پنجابی زبان کی تاریخ ہماری قومی زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی۔ پنجابی زبان میں عبدالغفور قریشی اور منشی مولا بخش صاحب کی کتابیں کافی ضخیم ہیں لیکن اُن میں بھی صرف حصّہ نظم ہی سے بحث کی گئی ہے، نثر اور اصناف نثر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اردو زبان میں ایک جامع تاریخ ادب کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

زیرِ نظر کتاب اِسی کمی کو محسوس کرتے ہوئے لکھی گئی ہے۔ یہ تاریخ حقیقت میں اُس جامع اور مفصل کتاب تاریخ ادب پنجابی کی تلخیص ہے جس میں پنجابی ادب کے ہر دور کے متعلق ملکی اور سیاسی حالات کے حوالے سے مکمل بحث کی گئی ہے۔ یہ مفصل تاریخ پنجابی ادبی بورڈ کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔ یہ اطمینان ضرور ہے کہ اِس تلخیص میں وہ تمام ضروریات فراہم کی گئی ہیں جو کسی زبان کی تاریخ کے لئے ضروری ہیں۔ تلخیص کی تیاری میں محترم دوست حکیم محمد علی صاحب فائق بھدروی بھی شریک رہے۔

اِس بات کا دعویٰ نہیں کہ یہ تاریخ ہر لحاظ سے مکمل اور خامیوں سے مبرّا ہے۔ بہر حال اپنی سی کوشش کی گئی ہے۔ اِس میں مجھے کہاں تک کامیابی ہوئی، قارئین خود فیصلہ کریں گے۔

مفصل تاریخ کی تیاری میں سات سو کے قریب کتابوں سے استفادہ کیا گیا تھا۔ یہ کتاب اسی تفصّل کا اجمال ہے۔ اِس کے آخر میں اختصار کی خاطر کتابیات کی فہرست درج نہیں کی گئی۔

اِس مسودے پر ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے نظرِ ثانی کی ہے۔ جس کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔

اس کے علاوہ جناب شہباز ملک کا بھی خاص طور پر ممنون ہوں کہ جدید پنجابی ادب کے بارے میں ان کی معلومات سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

محمد آصف خاں صاحب بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان کے بعض مقالات سے بھی میں نے استفادہ کیا گیا۔

گوجرانوالہ
ستمبر ۱۹۶۲ء

قریشی احمد حسین احمد

# حصّہ اوّل

۱۔ تاریخی پس منظر
۲۔ رسم الخط کا مسئلہ
۳۔ زبان کی قسمیں

## پنجابی زبان کی مختصر تاریخ

پنجابی زبان سے عام طور پر وہ زبان مراد لی جاتی ہے جو پانچ دریاؤں کی وادی میں بولی جاتی ہے۔ اس کا یہ مفہوم بہت وسیع ہے۔ کیونکہ ہند و پاکستان کی سرزمین جس میں پنجاب کا خطّہ شامل ہے بہت پرانی تاریخ کا حامل ہے جس میں صدہا تہذیبیں گذریں اور ہزارہا بولیاں مروج ہوئیں۔

لیکن یہاں پنجابی زبان سے وہ زبان مراد نہیں جو ان تمام تہذیبوں پر حاوی ہے۔ اس جگہ پنجابی سے مراد وہ پنجابی زبان ہے جو ہم آج کل بولتے ہیں۔ موجودہ پنجابی زبان کی تاریخ اتنی پرانی نہیں جس قدر کہ ہند و پاکستان کی تاریخ پرانی ہے جس میں "موہن جوداڑو، ہڑپّہ اور ٹیکسلا" وغیرہ کی تہذیبیں بھی شامل ہیں۔ تاہم پس منظر کے طور پر ابتدا میں پاک و ہند کی قدیم زبانوں کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

ہند و پاکستان کی باقاعدہ اور مربوط تاریخ آریہ قوم کی ہندوستان میں آمد سے شروع ہوتی ہے۔

اس زمانے میں ویدی سنسکرت میں چاروں وید تصنیف ہوئے۔ رگ وید، یجروید، اتھروید، سام وید ـــــ ان میں رگ وید سب سے قدیم ہے اور آریاؤں کے اس دور کی یادگار ہے جب یہ قوم اس خطے میں رہتی بستی تھی۔ جو پنجاب کا علاقہ کہلاتا ہے۔ تاریخی عمل نے اپنا آپ دکھایا تو اشوک کے زمانے تک مقامی پراکرتوں نے اہمیت حاصل کر لی۔ پھر کلاسیکی سنسکرت کا دور آتا ہے۔ مسلمانوں کی آمد سے کچھ قبل پراکرتوں نے پھر سر اٹھا لیا۔

مسلمانوں کی آمد سے فارسی اور عربی نے ہندو پاکستان کی تہذیبی زندگی میں دخل حاصل کیا۔ اس کے نتیجے میں جو آمیزہ تیار ہوا اُسے اس دور کے مصنفین نے 'ہندوی' کے نام سے یاد کیا ہے۔ دورِ حاضر کے محقق ہندو پاکستان کی اس دور کی زبانوں کو آپ بھرنش (یا بگڑی بولی) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس ادب کے ابتدائی شعرا میں مسعودِ سعدِ سلمان کا نام لیا جا سکتا ہے۔

اس کے رحمٰن کی سنیہہ راسک اور خسرو کی بعض منظومات کا نمبر آتا ہے۔ خسرو کے کلام کے جو نمونے ہم تک پہنچے ہیں وہ غالباً بہت کچھ بدلی ہوئی شکل میں ہیں اور ان سے کوئی تسلی بخش لسانی نتیجہ نکالنا مشکل ہے۔ پرتھوی راج راسا جو چند بردائی سے منسوب ہے، دراصل اکبری دور کی تصنیف ہے اور اسے پرتھوی راج اور معزالدین محمد بن سام کے زمانے کی قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔

سلطانی دور کے آخر میں فارسی کی جگہ ایک بار پھر مقامی زبان کا پلّہ بھاری

ہو جاتا ہے۔ بابر کے حملے نے حالات کو کچھ بدل دیا اور اس کی سرکاری اور مرکزی حیثیت مستحکم ہو گئی۔ لیکن مقامی زبانوں کی ترقی جاری رہی۔ بابر کے زمانے کے گرد و پیش پنجابی ادب کے آثار ملنے لگتے ہیں۔ یہ زمانہ پاک و ہند کی تاریخ میں صوفیانہ رجحانات کے لئے اہم ہے بھگتی کی تحریک نے اسی زمانے میں جنم لیا۔ آدی گرنتھ بھی اسی تحریک کی یادگار ہے۔

بھگتی کے سرکردہ گورو نانک ہیں۔ ان کے اشلوک ہم تک پہنچے ہیں جس سے اُس زمانے کی زبان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ہماری رائے میں آدی گرنتھ ہی کو پنجابی ادب کی پہلی باقاعدہ کتاب سمجھنا چاہیئے۔ اس سے قبل کے ادب کے جو نمونے ہمیں ملتے ہیں ان میں سے بعض کو بعد کے دور کا ماننا زیادہ صحیح ہو گا اور بعض اس مشترک زبان کے ابتدائی نمونے ہیں جو پنجابی کی ماں ہے اور جسے اس دور کے مسلمان ادبا 'ہندوی' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ پنجابی زبان کو ناتھ جوگیوں کے عہد سے شروع کرتے ہیں جس کی ابتدا ۱۰۰۰ء سے ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں موجودہ پنجابی زبان کی ابتدا جوگیوں کے عہد سے نہیں ہوتی بلکہ گورو صاحبان کے عہد سے ہوتی ہے۔

گرنتھ کا اس لحاظ سے پنجابی زبان کا نقش اول سمجھنا چاہیئے۔ اس میں زیادہ تر گورو نانک صاحب کا کلام درج ہے۔ بابا صاحب پنجابی زبان کے پہلے شاعر ہیں۔ گورو گرنتھ صاحب میں ان کے علاوہ دیگر گورو صاحبان کا صوفیانہ کلام بھی موجود ہے جس کو گورو ارجن دیو نے ۱۵۹۹ء بکرمی (۱۶۰۴ء) میں جمع کیا۔

اس ڈھب کی دوسری مذہبی دستاویز دسم گرنتھ ہے۔ لیکن قدامت کے لحاظ

سے آدی گرنتھ ہی کو اہم سمجھنا چاہیئے۔

# زبان کی اقسام

اِس سے قبل کہ گورو گرنتھ صاحب کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ یہ ضروری ہے کہ اِس امر کی وضاحت کر دی جائے کہ یہ ایک طویل بحث ہے۔ زبان پر آب و ہوا اور لوگوں کی آمد و رفت کا اثر ہوتا ہے۔ شاید اُسی اُصول کے پیشِ نظر کہا جاتا ہے کہ ہر بارہ کوس کے فاصلے پر زبان بدل جاتی ہے۔ پھر پنجاب میں جہاں آئے دن نو وارد حملہ آور مختلف ممالک سے آتے رہے، یہاں زبان میں تغاوت ضروری تھی۔ اور اس زبان کا اختلاف اور علاقہ بندی مندرجہ ذیل ترتیب سے کی جاتی ہے۔ اور پنجابی زبان کو مندرجہ ذیل گیارہ حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ ماجھی :۔ وہ زبان ہے جو لاہور، امرتسر اور گورداسپور کے علاقہ میں بولی جاتی ہے۔

۲۔ دوابی :۔ یہ زبان جالندھر، کپورتھلہ اور ہوشیارپور کے اضلاع کی زبان ہے۔

۳۔ پوادھی :۔ حصار، انبالہ، پٹیالہ اور ریاست جیند کے لوگوں کی زبان ہے۔

۴۔ مالوئی :۔ فیروزپور، لدھیانہ، فرید کوٹ اور مالیر کوٹلہ کے لوگ یہ زبان بولتے ہیں۔

۵۔ مغربی پنجابی :۔ گجرات، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، لاہور، منٹگمری اور بہاول پور والوں کی زبان ہے۔

۶۔ بھٹیانی :۔ حصار اور بیکانیر کے راٹھے، اور فیروزپور کے راٹھور بولتے ہیں۔

۷۔ ڈوگری :۔ جموں اور کانگڑے کی بولی کا نام ہے۔

اِن سب میں سے بھٹیانی بولنے والوں کی تعداد بہت کم اور ماجھی بولنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

۸۔ لمبی یا ماجھی :۔ ماجھا سے آگے راوی پار علاقہ ساندل بار کی زبان ہے

۹۔ جانگلو :۔ ساندل بار اور نیلی بار کے علاقہ کی زبان ہے جس میں منٹگمری اور پاک پٹن کے علاقے آتے ہیں۔

۱۰۔ ملتانی :۔ کہا جاتا ہے پنجابی کی بنیاد ملتان کے علاقہ میں رکھی گئی۔ بہرحال پنجابی زبان میں ملتانی زبان ایک خاص مقام رکھتی ہے۔

۱۱۔ لہندی :۔ پوٹھوہار، آزاد کشمیر، ہزارہ اور کیمبلپور کے علاقہ کی زبان کو کہتے ہیں راولپنڈی اور جہلم کے علاقے اسی کے زیر اثر ہیں۔

## رسم الخط

گورو نانک صاحب کے بانو ۹۲ سال بعد گورو انگد دیو صاحب نے بابا نانک کی بانی کو ایک نئے رسم الخط میں ڈھالنے کی کوشش کی اور انہوں نے لنڈے شاردا، اور ٹھاکری کو سامنے رکھ کر ایک نیا رسم الخط ایجاد کیا جو گورو کی مناسبت سے گورمکھی (یعنی گورو کے منہ سے نکلی ہوئی) کہلایا۔ اس کے بعد حکومت کا لٹریچر اسی رسم الخط میں لکھا جاتا رہا اور یہی رسم الخط سکھوں میں رائج رہا۔ دفتری زبان فارسی ہی تھی۔ حتیٰ کہ سکھی عہد آیا۔ اس زمانے میں بھی فارسی ہی سرکاری زبان تھی۔ مذہبیات کے سبب گورمکھی رسم الخط بہرحال سکھوں میں رائج رہا۔ تاہم مسلمان مصنفین

اور شعرا اپنی کتابیں عربی اور فارسی رسم الخط میں لکھتے ہیں۔

شاہجہان اور اورنگ زیبؒ کے زمانہ سے ہی بعض نصاب ملتے ہیں۔ تدریس کے لئے کہرلی، سنامی نے ۱۱۰۵ھ میں ایزوباری، اُمید نے اللہ باری، خدا بخش نے ۱۱۰۶ھ میں نصاب ضروری اور گنیش داس نے صنعت باری لکھی۔ یہ کتابیں اُس زمانے کے نصاب تعلیم میں شامل تھیں اور یہ سب کتابیں فارسی رسم الخط میں لکھی ہوئی ملتی ہیں۔ رسم الخط کے ارتقاء کی صورت یہ رہی کہ سکھ اس کو اپنی مذہبی زبان سمجھ کر اس کو اپنی زبان تصوّر کرتے رہے۔ اس میں ماجھے کی زبان اور سنسکرت اور پراکرتی کا پلہ بھاری رہا۔ عربی رسم الخط میں تحریر کا سلسلہ جاری رکھا اور عربی، فارسی اور ترکی کے الفاظ اپنائے۔ اول الذکر سکھی پنجابی اور سکھی رسم الخط اور موخر الذکر اسلامی پنجابی اور عربی رسم الخط کہلائے۔

سکھی پنجابی ادبی کام کی کثرت کے سبب ایک معیاری ادبی زبان بن گئی۔ لیکن مسلمانی پنجابی میں مقامی لہجے اور بولیاں نمایاں رہیں اور اس کی کوئی واضح ادبی سطح (لسانی اعتبار سے) مدت سے قائم نہیں ہو سکی۔

# حصّہ دوم

اقسامِ سخن — عہدِ مغول

اصنافِ سخن — سکھی عہد

ابتدائی عہد — پاکستانی عہد

اورنگزیب کا زمانہ — مشرقی پنجاب کا ادب

## پنجابی نظم کی اقسام

پنجابی ادب میں نثر سے زیادہ نظم کا ذخیرہ موجود ہے۔ اِس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مختلف اصناف کا کچھ تعارف کرایا جائے۔

**۱۔ مذہبی شاعری** :- جس میں شرعیات یعنی مذہبی مسائل بیان کئے جائیں جس کو عبداللہ لاہوری، عبدالکریم فقیر ورزی اور حافظ برخوردار وغیرہ اصحاب نے فروغ دیا۔

**۲۔ صوفیانہ شاعری** :- جس میں تصوّف کے مسائل، اخلاق اور نیکی کی تعلیم دی گئی ہو۔ اِس میں گورو صاحبان کی شاعری، بابا فرید، مادھو لال حسین، حضرت سلطان باہوؒ، سید بُلھے شاہ جیسے بزرگ شامل ہیں۔

**۳۔ رومانی شاعری** :- اِس شاعری میں عشقیہ قصص اور عشقیہ مضامین

آتے ہیں جس کو دمودر، احمد، پیلو، مقبل، وارث شاہ اور فضل شاہ جیسے شعراء نے فروغ دیا۔

**۴۔ رزمیہ شاعری:۔** رزمیہ شاعری سے وہ شاعری مراد ہے جس میں جنگی مضامین اور جوانمردی کو ابھارا جائے۔ اس میں جنگ نامے اور پنجابی کی واریں شامل ہیں۔ جن میں سے گورداسجن دیو گورو گوبند سنگھ جنڈی دی وار مشہور ہیں ان کے علاوہ حقیقت رائے دی وار، چٹھیاں دی وار، ولا بھٹی دی وار، ویر جو دی وار، نادر شاہ دی وار، شاہ محمد کے بینت اور دیگر جنگ نامے اس موضوع کی اہم مثالیں ہیں۔

**۵۔ مزاحیہ شاعری:۔** یہ اُس شاعری کا نام ہے جس میں طنز و مزاح یعنی ہنسانے والے تخیلات واضح کئے گئے ہوں۔ اس فن کے امام ستھرا شاہ، حلیمن مصدی، چرن سنگھ شہید اور الیشر سنگھ بتائے جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں حکیم ناصر صاحب اس موضوع کے لئے مشہور رہیں۔

## اصنافِ سخن:۔

محولہ بالا اقسام کے علاوہ پنجابی شاعری کے ملحاظ فن مختلف انداز ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

**۱۔ سی حرفی:۔** نظم کی وہ قسم جس میں الف سے لے کر ی تک ایک ایک حرف سے شروع کر کے جو مصرعہ بند لکھا جاتا ہے۔ عام سی حرفیاں بحرِ طویل میں ملتی ہیں۔ پرانے شاعروں کا اکثر کلام سی حرفیوں کی صورت میں دستیاب ہوتا ہے نظم کی اس

صنف میں وہ عشقیہ مضامین اور تصوّف کے مضامین بیان کیا کرتے تھے۔ چونکہ فارسی میں حروف ابجد تیس ہیں اور جب پنجابی پر فارسی کا رنگ غالب آیا تو پنجابی شاعروں، خاص کر مسلمان پنجابی شاعروں نے اسے خوب اپنایا۔ مثلاً

ج - جاڈھا سو ہنایت خانے متھے تلک تے نعل قرآن وسدا
اِکّی ہتھ مالا، اِکّی ہتھ تسبیح نراوہ ہندو تے نہ مسلمان وسدا
کیتا یار دا دین قبول میں بھی، ایہدے وچ اسلام ایمان وسدا
محمد بوٹیا جلوہ یار سندا سانوں چمکدا وچ جہان وسدا

۲- بینت :- یہ وہی صنفِ سخن ہے جس کو فارسی میں بیت کہتے ہیں۔ کسی حرفی کے ہر دو مصرعوں کو جب علٰحدہ علٰحدہ پڑھا جائے تو بینت کہلاتا ہے۔ وارث شاہ صاحب نے ہیر کا قصّہ بینتوں ہی میں لکھا ہے۔ مثلاً ؎

جیٹھ مینہ تے سیال نوں دامندی کتک ماہ وچ منع ہنیریاں نی
رونا ویاہ وچ، گاونا وچ سیلے ستریں مجلساں کرن مندیریاں نی

۳- چوپ مصرعہ :- چار مصرعوں کے بند کو کہتے ہیں۔ یہ پنجابی زبان میں رباعی کے قائم مقام ہے۔ عموماً کسی حرفی میں ہر ایک علٰحدہ حرف سے متعلق بند چوپ مصرعہ کہلاتا ہے۔ مثلاً ؎

آوے یار تے بیٹھ کے گل کریے ایسے وچ خیال دے پیاں میں
پہلاں حسن لٹی، فیر عشق کٹھی، لاہ سٹیاں زمیں تے پیاں میں
ڈھلڈھل پہن نمانی دے زخم سیتو! بنھ تھکیاں پھٹاں تے پیاں میں
کدھرے بیٹھ نویلے نہ رگڑ ہوے: تیریاں یاد کریلیاں پیاں میں

۴۔ فرد :۔ غزل کا مطلع چھوڑکر باقی اس کا ہر شعر اپنی اپنی جگہ پر فرد کہلاتا ہے۔ مثلاً ؎

کم ظرفیوں رندتے شیخ دونوں اِک دُوجے تے حکڑّ اچھالدے نیں
گلے دچ جپھا پاکے مُنہ دیکھن، دونویں ننگے نے ایس حمام دے دچ

۵۔ کامن :۔ پنجابی اصنافِ سخن کی ایک خاص قسم ہے جو عورتیں اکثر بیاہ شادیوں میں برات کے استقبال پر گاتی ہیں۔ ہر تین مصرعوں کے بعد ایک مصرع خاص طرز کا ہوتا ہے اور ہر بند کا آخری چوتھا مصرعہ دوسرے تمام بندوں کے ہر چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ اِس چوتھے مصرعہ میں سارے بند کا نتیجہ ہے اور اِس کا انداز خاص ہوتا ہے۔ مثلاً ؎

چڑھ چڑھ دے چنّاں! توں ہُن کر روشنایاں  کالیاں راتاں ساڈیاں ربّ مدکانیاں
پرتے نیں دن رُتّاں سوہنیاں آیاں  چلّیاں نیک ہوائیں
چلّیاں نیک ہوائیں دے ہادیا تیریاں دُور بلائیں

۶۔ ڈیوڑھ :۔ فارسی میں اِسے مستزاد کہتے ہیں۔ اِس کے چار مصرعے ہوتے ہیں جن کو ایک بند کہتے ہیں۔ پھر ہر ایک مصرعے کے عروضی ارکان ڈیوڑھے ہوتے ہیں، یعنی اگر مصرع کے پہلے حصہ میں چار ارکان ہیں تو ساتھ کے مصرع میں دو ارکان اور علیٰ ہذا القیاس پنجابی کی ڈیوڑھ میں عشقیہ قصص بھی لکھے ہوئے ملتے ہیں مثلاً فضل شاہ صاحب نواں کوٹی کی ڈیوڑھیں نہایت اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ نمونہ

چیتر چین نہیں دل میرے باہجوں دلبر جانی  ہوئی دیوانی
دور دو یاد کر نیندی سیو! سینے لگڑی کانی  دچ جوانی

برہوں پھوک جلایا تن من، بھٹی ہوش جہانی  کوئی نہ جانی
میلے یار نیاز جے مولا سوہنا یوسف ثانی  ہووے ہاں قربانی

۷۔ دوہڑا:۔ حقیقت میں ایک چوپ مصرعہ ہوتا ہے جس میں غیر فانی خیالات پائے جاتے ہیں۔ نمونہ

تن دی چھنہ بناوے دیپک تاں آ جلن پروانے
بھانبڑ ہور ہزاراں وسدے پراوس تینگ دیوانے
اپنا آپ بناوے کوئلے سو کرے کباب بگانے
ہاشم رہ ولاں دی دل مرچ ہور جاوے سحر بہانے

۸۔ کافی:۔ کافی بھی دوہڑے کی طرح ایک غیر فانی نظم ہے ایک مصرع بار بار آتا ہے جسے پڑھنے والی ٹولی بار بار پڑھتی ہے۔ شاہ حسین اور بلھے شاہ کی کافیاں مشہور رہیں۔ نمونہ

درد وچھوڑے دا حال نی میں کنہوں آکھاں
برہوں پیا خیال نی میں کنہوں آکھاں
جنگل جنگل پھراں ڈھونڈیندی، اجے آیا نہیں مہیوال
نی میں کنہوں آکھاں

دھن دھوئیں شاہاں والے جاں پھولاں تاں لال
کہے حسین فقیر رہانا دکھ نمانیاں دا حال۔ نی میں کنہوں آکھاں

۹۔ باراں ماہ:۔ عاشق کی زبان سے معشوق کے ہجر میں سال کے بارہ مہینوں میں ہر مہینے کا نام لے کر جدائی کی کیفیت بیان کی جاتی ہے کہ فلاں مہینہ یوں گذرا

اور فلاں مہینہ یوں :۔ مثلاً

پوہ۔ پون پاسے بڑے قہر والے برہوں سر پر ہاں سر سے تے ٹٹیاں فی
سے کے لیف نہالیاں سون سیاں، اساں لاہ رضائیاں سٹیاں فی
کراں والیاں رانگلی سیج اُتے، سینے لاکے سجناں گھٹیاں فی
گھر آ مسافر اتدھ باہجوں اکھیں روندیاں نیر نکھٹیاں فی

۱۰۔ اٹھوار } باراں ماہ کی طرح عاشق معشوق کی جدائی میں آٹھ دن کی کیفیت
ست وار } بیان کرتا ہے۔ مثلاً

سو موار۔ پیراں وا وار — ہیں چرخہ ڈاہنا نہیں
منگلوار منگو چرواناں — ہیں چرخہ ڈاہنا نہیں
بدھ وار نہیں سدھ کوئی — ہیں چرخہ ڈاہنا نہیں
جمعرات ہے ٹھنڈا وار — ہیں چرخہ ڈاہنا نہیں
جمعہ تے ملنوں چھٹی ہوئی — ہیں چرخہ ڈاہنا نہیں
ہفتہ، سنیچر وار نکمّاں — ہیں چرخہ ڈاہنا نہیں
اتوار ملنوں لوک اتیوار کھن — ہیں چرخہ ڈاہنا نہیں

۱۱۔ مثنوی :۔ فارسی کی طرز میں جس کتاب میں کوئی مسلسل قصہ بیان کیا جائے اور اس کتاب کا ہر ایک شعر ہو مثنوی کہلاتی ہے جس طرح مولوی غلام رسول عالم پوری اور مولوی عبدالستار صاحب کی یوسف زلیخا، اور میاں محمد جہلمی کا سیف الملوک وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

۱۲۔ غزل :۔ سخن کی وہ صنف ہے جس کا پہلا شعر بیت ہو اور باقی اشعار فرد۔

اِس میں عموماً عشقیہ یا تصوّف کے مضامین ہوتے ہیں۔ اشعار کی تعداد بھی طاق ہوتی ہے اور تعداد بھی محدود۔ تیرہ اشعار سے زیادہ غزل نہیں لکھی جاتی۔ وہ قصیدہ بن جاتا ہے۔ مثلاً ؎

جبکر میری قسمت اندر نہیں سی میل صنم دا — ایڈی بھیڑی قسمت والا کی سی جے ناں جمدا
غلطی کرنا، بچھوتانا، رو رو کے بخشانا — ایسے فعلوں سب توں ڈاہڈا رتبہ ہے آدم دا
بندے دا اصلی کم ایہو، ہوراں دے کم آونا — جیہڑا کم کسے نہ آوے اوہ بندہ کس کم دا
توں ہیں نور جمال الٰہی میں موسیٰ کوہ طوری — توں سورج دیاں پہلیاں رشماں میں قطرہ شبنم دا

دونہہ ہتھاں دے کھوٹھے دیچ دونوں جگ پوانا
دونہہ ہتھاں دے کھوٹھے اگے کی شے ساغر جم دا

**۱۳۔ بانی۔** بانی ہندوؤں کے نزدیک وہی عرفانی نظم ہے جس کو مسلمان کافی کہتے ہیں۔ اِس کے مضامین صوفیانہ اور ناصحانہ ہوتے ہیں۔ اشعار کی تعداد کم از کم دو ہوتی ہے۔ نمونہ

ایک نے کہی دوجے نے مانی
نانک کہے دونو گیانی

**۱۴۔ شلوک:۔** بھگتوں اور صوفیوں کی شاعری کی خاص صنف ہے جس میں درویشانہ خیال بیان کئے جاتے ہیں۔ ان کی صورت بینت کی سی ہوتی ہے شلوک بابا فریدؒ، شلوک بابا نانک مشہور ہیں ؎

فریدا خاک نہ نندیئے خاک جیڈ نہ کوئے
جیوندیاں پیراں تلے، مویاں سر تے ہوئے

اُٹھ فریدا سُتیّا واڑھی آیا بُور
اگّا نیڑے آگیا، پچھا رہ گیا دُور

**۱۵۔ بیشن پدے :۔** ہندو لوگ اپنے ویدی دیوتاؤں کی تعریف میں حمد و نعت جو بیان کرتے ہیں اُنہیں بیشن پدے کہتے ہیں۔ جیسے مسلمان شعراء خدا اور رسولؐ کی شان میں حمد و نعت لکھتے ہیں۔ مثلاً ؎

پریم نگر یادھوم پڑی من موہن روپ دکھائیو رے
شکل اندھیرا مٹ گیا، سادھو کرشن مراری آئیو رے
وہم دُوئی کا مٹ گیا، من سے اونکار کے سودھن سے
جَپ اور جاپ گئے مٹ دونوں جب گور گیان بتائیو رے

**۱۶۔ شبد :۔** ہندی زبان میں اُن شعروں یا مصرعوں کو جنہیں بطور وظیفہ پڑھا جائے شبد کہتے ہیں۔

**۱۷۔ ٹھال :۔** چھیّ چھاں جیہے ماں

نمونہ :۔ کھکھڑیاں خربوزے کھاں  کھاندی کھاندی کابل جاں
کابلوں آندی۔ گوری گاں  گوری گاں، گلابی وچھّا
مارے سنگ تُڑاوے رسہ  مُنڈے کھیڈن گلی ڈنڈا
کُڑیاں چڑیاں نہاوندیاں  مرد کرن لیکھا پتا
رناں گھر وساؤندیاں  آل مال ہر یا ٹھال

**۱۸۔ سرکھنڈی :۔** انگریزی میں بلینک ورس کی طرز کی جو نظم پنجابی میں لکھی جائے اُس کو سرکھلّی یا سرکھنڈی یا نظم آزاد کہتے ہیں۔ اِس میں ردیف اور قافیہ

کی پابندی نہیں ہوتی ۔

**۱۹۔ کورڑا :۔** اِس میں چار یا چھ مصرعے ہوتے ہیں اور ہر مصرعہ میں چھ، سات یا تیرہ تک حروف ہوتے ہیں۔ مثلاً ؎

بھلّ نہ کڈھے کدے موہنوں گال جی — کرے نہ لڑائی کدے کسے نال جی
کرکے کپّت دھن نہ گوا دناں — جھگڑے لڑائی دے نہ نیڑے جا دناں

**۲۰۔ کُنڈلی :۔** نظم کی وہ قسم ہے جس کے چھ مصرعے ہوتے ہیں، جس کے الفاظ کی آپس میں ملاوٹ اِس طرح کی ہوتی ہے کہ ہر ایک لفظ دوسرے کے ساتھ پرویا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً

مارمی کرماں ماریاں تھاں تھاں تھکی لوڑ — وے بچا کر مہر توں واگاں گھرنوں موڑ
واگاں گھرنوں موڑ، سناواں میں ہدبیتی — ایسا گیوں وچھوڑ پرت کے سار نہ لیتی
دُکھئے سینے وچہ پھرے درداں دی آری — تڑپ تڑپ کیراں نیر کرماں دی ماری

**۲۱۔ کِبت :۔** یہ سخن کی وہ صنف ہے، جس میں متعدّد مصرعے ایک ہی وزن اور ردیف قافیہ کے ساتھ مسلسل آتے ہیں۔ اور آخری مصرعہ اُن سے علیٰحدہ ہوتا ہے۔ اِس صنف میں نیاز دے کبت مشہور رہیں۔ مثلاً

پوہ ماہ دا جاڑا بُرا — روٹی اتوں جھاڑا بُرا — بھادروں دا کاہڑا بُرا
ہک تائیں ساڑ دے — دانے ایہہ وچارے

**۲۲۔ مثلث :۔** وہ نظم ہے جس کے ہر بند کے تین مصرعے ہوں۔ سر شہاب دین نے مسدّس حالی کا پنجابی مثلث میں ترجمہ کیا ہے ؎

کیتی سُرت نہ دلیری قوم نے، گئی ملک پر ہتھ نہ ہار دی اے

پھٹی پوہ، نہ اُگھڑی نیند مٹھی، ہوئی بھس پرست ہنکار دی اے
گئی پت پریت پرشرم ناہیں، ناہیں ریس گوا ہنڈن دی ماردی اے

۲۳۔ مخمّس :۔ جس نظم کے ہر بند کے پانچ مصرعے ہوں، وہ مخمّس کہلاتی ہے۔
مثلاً ؎

جھوٹھ آکھاں تے کجھ بچدا اے — سچ آکھاں بھانبڑ مچدا اے
جی دوہناں گلاں توں بچدا اے — بچ بچ کے جیبھا کہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

۲۴۔ مسدّس :۔ جس مسلسل نظم کے ہر بند کے چھ مصرعے ہوں۔ حکیم عبداللطیف عارف گجراتی نے مسدس حالی کا ترجمہ پنجابی مسدّس میں ہی کیا ہے مثلاً ؎

پتہ نہیں ایہہ لمحے حیاتڑی دے کہڑے رنگ اندر سانوں رنگ جاسن
ناگ حادثے ہور مصیبتاں دے کیہڑی کیہڑی نشاط نوں ڈنگ جاسن
خورے ہور کی کی ایتھے دیکھنا ایں کیہڑے رنگ اندر پا کے بھنگ جاسن
بھلا وقت مصیبتاں والیاں دے اینویں لنگھدے لنگھدے لنگ جاسن
تیری قبر تے رحمتاں لان جھڑیاں خوشیوں روح تیری دیوے خبان دسے
ایدھر باغ پروار جو چھڈ گئی ایں خوشیاں نال ایہہ وچ جہان دسے

ان کے علاوہ ساخت کے لحاظ سے پنجابی نظم کے اور بھی اصناف سخن ہیں۔ جو فی زمانہ مروج نہیں رہے۔ لہٰذا یہاں صرف اُن کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

سوئیا۔ کلیا۔ کافی۔ چوبولا۔ اشٹ پدے۔ سورٹھ

# معنوی لحاظ سے اصنافِ سخن

۱۔ حمد:۔ وہ نظم ہے جس میں خداوند تعالیٰ کی تعریف بیان کی جائے۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی تعریف کے لئے مخصوص ہے۔

۲۔ نعت:۔ وہ نظم ہے جس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کی جائے۔ یہ لفظ بھی حضور صلعم کی تعریف کے لئے خاص ہے۔

۳۔ منقبت:۔ جس نظم میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا اولیائے عظام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی تعریف ہو۔

۴۔ معراجنامہ:۔ جس نظم میں حضورِ پاک کے واقعہ معراج کا ذکر ہو۔

۵۔ نورنامہ:۔ جس نظم میں حضورِ پاکؐ کی ولادت یا اسلامی مسائل (جن کو نور سے تعبیر کیا جائے) کا ذکر ہو۔

۶۔ اشترنامہ:۔ اُس تصوف بھری نظم کا نام ہے جس میں مصنف اپنے آپ کو اونٹ کی طرح بردبار سمجھ کر عشق کی تکالیف برداشت کرنے کا ذکر کرتا ہے۔

۷۔ چوہریڑی نامہ:۔ وہ نظم ہے جس میں شاعر اپنے آپ کو جوگن تصور کرکے عجز و انکسار کا اظہار کرکے محبوبِ حقیقی سے وصال کی درخواست کرتا ہے۔

۸۔ جوگی نامہ:۔ یہ بھی چوہڑیئی نامہ کی طرح کی نظم ہوتی ہے، جس میں شاعر اپنے آپ کو جوگی یا جوگن تصور کرتا ہے اور اظہارِ انکسار کرتا ہے۔

۹۔ جنگ نامہ:۔ وہ نظم ہے جس میں لڑائی کے واقعات درج ہوں خاص طور پر یزید اور امام حسینؓ کی لڑائی کا واقعہ بیان کرنے والی نظم جنگنامہ کہلاتی ہے۔

۱۰۔ **فقر نامہ** :۔ وہ نظم جس میں سلوک و معرفت کی باتیں ہوں۔

۱۱۔ **حلیہ شریف** :۔ وہ نظم جس میں جناب نبی پاکؐ کا سراپا درج ہو۔

۱۲۔ **سلام** :۔ وہ خاص طرز کی نظم جس میں حضور نبیؐ اکرم پر سلام بھیجا جائے۔

۱۳۔ **ہجو** :۔ وہ نظم جس میں کسی کی بُرائی بیان کی جائے۔ پنجابی میں اسے پھٹک یا نندکہتے ہیں۔

۱۴۔ **چوٹاں** :۔ وہ صنفِ سخن جس میں کسی شعر یا مصرعے میں کسی دوسرے پر چوٹ کی جائے۔ یا چھیڑا جائے۔

۱۵۔ **وار یا پوڑی** :۔ وہ رزمیہ نظم جس میں کسی لڑائی کے مسلسل واقعات ہوں۔ یہ ایک مخصوص انداز میں لکھی اور پڑھی جاتی ہے کہ سننے والے خواہ مخواہ جوش میں آجاتے ہیں۔ "نادرشاہ دی وار"۔ "چھیاں دی وار" مشہور واریں ہیں۔

۱۶۔ **چرخہ نامہ** :۔ وہ نظم ہے جس میں تصوّف کے رنگ میں شاعر اپنی مثال چرخے سے دیتا ہے اور چرخے سے کاتے ہوئے سوت کو اعمالِ حسنہ سے تشبیہ دیتا ہے۔ پنجابی میں "چرخے ناموں" کی تعداد کافی پائی جاتی ہے۔

۱۷۔ **جندڑی** :۔ جس میں شاعر اپنی جان کو مخاطب کر کے اعمالِ حسنہ کی ترغیب دیتا ہے اور جان کو ایک اجنبی مسافر سمجھتا ہے۔

# ابتدائی عہد

## سنہ ۸۸۰ھ تا سنہ ۱۰۶۸ھ

(ولی دھیوں کا زمانہ تا اورنگزیب)

گذشتہ اوراق میں اقسامِ اصنافِ سخن کے مفصّل بیان کے بعد ضروری ہے کہ اُس لٹریچر کا بھی ذکر کیا جائے، یا اُن شعراء کا نام لیا جائے جنہوں نے اِن اقسام و اصناف کو اپنایا۔

پنجابی زبان کی تحریری صورت کی ابتداء گورو نانک جی مہاراج سے ہوئی۔ اور وہ یہ زمانہ ہے جس میں مختلف زبانوں کی کھچڑی ابھی پختہ نہیں ہوئی تھی اور الفاظ مختلف زبانوں میں اپنی اصلی صورت میں نمایاں نظر آتے تھے۔ اِس لحاظ سے اس دَور کی زبان کو خالص پنجابی نہیں کہا جا سکتا۔ گرنتھ میں پنجابی کے علاوہ دوسرے علاقوں کی زبانیں بھی پائی جاتی ہیں۔ سکھ گورو بھگتی کے پیرو تھے۔ اس پر ان کے تصوف کی عمارت کھڑی ہے۔ اِس سکھی مذہبی ادب کے مجموعے اودی گرنتھ اور دسم گرنتھ کی صورت میں مِلتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی گوروؤں کی دیگر بانیاں اور اِسی

نوعیت کا کافی لٹریچر اِس دَور کی یادگار ہے۔ جن میں گورو تیغ بہادر، سنت رین جی مہاراج، کاہنا بھگت اور چھجّو بھگت ہو گزرے ہیں۔

تصوّف کے ساتھ ساتھ سکھ قوم اپنی بہادری اور جوانمردی پر بھی فخر کرتی ہے اِس جذبے کا اظہار انہوں نے اپنی واروں میں بڑے بڑے جوش و خروش سے کیا ہے۔ جن میں بھائی گورداس کی چالیس واریں، گورو گوبند سنگھ کا کلام اور عبدل ٹنڈل کا کلام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

جیسا کہ اِس بات کا اوپر بھی ذکر کیا گیا ہے کہ پنجابی زبان کی گاڑی مسلمانوں اور ہندوؤں دو برابر پہیّوں سے چلی۔ اِس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسلامی تصوّف کا بھی ذکر کیا جائے۔ ہندوؤں کے تصوّف کے ساتھ ساتھ اسلامی تصوّف کا بھی کافی ذخیرہ اِس دَور میں ملتا ہے جن میں سے بابا فریدؒ ثانی، مادھولال حسینؒ اور شاہ شرفؒ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ ان لوگوں کو قلبی صفائی اور راہ راست کی طرف راہنمائی باری تعالیٰ کے ساتھ عشق و محبت آج تک لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

تصوّف کے ماسوا شرعیات یعنی اسلامی اصولوں کی تعلیم کے لئے بھی اپنی زبان میں اِس دَور میں کچھ کتابیں لکھی گئیں۔ جن میں عبدی، عبداللہ لاہوری اور حافظ معزالدّین کے نام آتے ہیں۔ عشق و محبت کے قصص بھی اِس دَور میں لکھے گئے۔ اگرچہ اُن کا ماحصل بھی عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف تصوّف کے مضمون کی ایک کڑی ہے۔ پھر بھی ان سے ایک نئے موضوع یعنی رومانی شاعری کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ اِس باب میں دمودر اور پیلو کے نام آتے ہیں۔

بزمیہ شاعری میں مزاح کی پیدائش بھی اسی دور میں ہو چکی تھی، جس میں بسنتھر اتشاہ اور جلھن کا کلام آتا ہے۔ نیز فنی شاعری میں حکیم دردیش کی منظومات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بعض دیگر فنون بھی پنجابی نظم میں ڈھل چکے تھے۔ غرض اس تھوڑے سے عرصہ میں ہی پنجابی زبان میں ہمہ گیری کی صورت پیدا ہو چکی تھی۔

## گورو صاحبان کا عہد اور گورو گرنتھ صاحب

### گورو نانک صاحب

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ پنجابی نظم کی ابتدا بھگتی لہر کے بانی گورو نانک صاحب سے ہوتی ہے۔ گورو نانک ۱۴۶۹ء میں بمقام تلونڈی ضلع شیخوپورہ مہتہ کالو راے کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ ایک اچھے بزرگ تھے۔ جنہوں نے درویشی چولا پہنا۔ اور لوگوں کو ہدایت اور نیکی کی باتیں بتائیں۔ انہوں نے ان ہدایت کی باتوں کو پنجابی نظم کی صورت میں ڈھالا۔ اور آپ کے پیروکاروں نے بھی اسی طرزِ عمل کو اپنایا جن کو بعد میں جمع کر کے گرنتھ کا نام دیا گیا۔ اس لحاظ سے گرنتھ سکھوں کی مذہبی کتاب ہے۔ گرنتھ دو ہیں۔ ایک کا نام ادھ گرنتھ اور دوسرے کا نام دسم گرنتھ۔ ادی گرنتھ میں گورو نانک کی بانی درج ہے۔ اور یہ سب سے پہلے معرضِ وجود میں آیا۔ دسم گرنتھ میں سکھوں کے دسویں گورو گوبند سنگھ کا کلام درج ہے۔

گورو گرنتھ میں صرف گورو نانک کا کلام ہی درج نہیں بلکہ اس میں دیگر گورو صاحبان، بھگتوں اور پیروں فقیروں کا کلام بھی ہے۔ اس مجموعے میں ۳۳۸۴ شبد

ہیں۔ جن کو ۱۶۰۳ء میں سکھوں کے پانچویں گورو، گورو ارجن دیو نے امرت سر میں جمع کر کے بھائی گورو داس سے لکھوایا۔ پھر اِس میں اپنا کلام اور دیگر ہم عصر بھگتوں کا کلام شامل کر کے ۱۶۰۴ء میں ختم کیا۔ گورو گرنتھ صاحب میں گوروؤں، بھگتوں، پیروں اور فقیروں کے درج شدہ کلام کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

پہلے گورو کے ۲۹۴۹ مصرعے۔ دوسرے گورو کے ۵۷ مصرعے۔ تیسرے گورو کے ۲۵۲۲ مصرعے۔ چوتھے گورو کے ۱۷۳۰ مصرعے، پانچویں گورو کے ۶۲۰۴ مصرعے۔ نانویں گورو کے ۱۹۶، دسویں گورو کا ایک، بھگت کبیر کے ۱۱۴۶، نام دیو کے ۲۳۹، شیخ وید کے ۱۴۹، روید اس کے ۱۳۴، مروانے کے ۳، رائے بلوندے کے ۸ اور میراں بائی کے ۴، اور باقی بھگتوں کے ۱۲۸ مصرعے درج ہیں۔

**دسم گرنتھ**:۔ ادھ گرنتھ سے علیحدہ ہے۔ یہ سکھوں کے دسویں گورو گوبند سنگھ کا کلام ہے۔ گورو گوبند سنگھ جی ہندی کے بہت بڑے شاعر ہیں۔ ادھ گرنتھ کی طرح یہ گرنتھ بھی بہت ضخیم ہے۔ لیکن زبان ہندی ہے۔ جس میں "چنڈی یا بھگوتی" کی وار پنجابی نظم میں ہے۔ گورو گوبند سنگھ جی کی پنجابی زبان کافی واضح ہے۔ مثلاً ؎

مِتّر پیارے نوں حال مریداں دا کہنا

تُدھ بن ردگ رضائیاں دا اوڈھن، ناگ نواساں دے رہنا

سُول، صُراحی، خنجر، پیالہ، بنگ قصائیاں دا سہنا

یار ڑے دا سالوں ستّھر چنگا، بھٹھ کھیڑیاں دا رہنا

اِن گرنتھوں کی زبان خالص پنجابی نہیں۔ کہیں کہیں ہندی، مرہٹی اور سنسکرت کے شلوک بھی ہیں۔ اِن پر سنسکرت کا گہرا اثر ہے۔ نیز ان ہر دو گرنتھوں میں یہ بنیادی موضوع

بار بار آیا ہے کہ روح اپنے خالق یعنی خدا کے ساتھ مِل جائے اور یہ میل سچّے گورو کی راہنمائی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

گرنتھ میں درج شدہ کلام کے علاوہ گورو نانک صاحب کے کلام کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے۔

(۱) نصیحت نامہ۔ (۲) ریختے۔ (۳) مناجات۔ (۴) پران سنگلی یا ست محلّ کی کتھا۔ (۵) گیان سرودہ ہے۔ (۶) کافیاں۔ (۷) کتھا کرشن چندر۔ (۸) باونی اکھر وغیرہ۔ کچھ فارسی میں شبد اور نثر میں حاضر نامہ بتائے جاتے ہیں۔ گورو نانک صاحب کی وفات ۱۵۳۹ء میں ہوئی۔

گرنتھ میں جن گوروؤں کا کلام درج ہے، اُن کے اسمامی حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ گورو نانک ۱۴۶۹ء سے ۱۵۳۹ء تک

۲۔ گورو انگد دیو جی ۱۵۰۴ء سے ۱۵۵۲ء تک

۳۔ گورو امر داس جی ۱۴۷۹ء سے ۱۵۷۴ء تک

۴۔ گورو رام داس جی ۱۵۳۴ء سے ۱۵۸۴ء تک

۵۔ گورو ارجن دیو جی ۱۵۶۳ء سے ۱۶۰۶ء تک

## بھائی گورو داس بھلّہ

بھائی گورو داس گورو رام داس جی کے بھتیجے تھے۔ ہندی اور پنجابی کے اچھے شاعر تھے۔ سکھ گوروؤں کی بانیوں میں آپ کا کلام عمدہ درجے کا مانا جاتا ہے۔ آپ کی چالیس واریں مشہور ہیں۔ آپ کا جنم ۱۵۵۹ء میں ہوا اور آپ نے ۱۶۳۷ء کو وفات پائی۔ آپ کے اشعار سے آپ کا علمی تفوق ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کی ایک

وار سے چند اشعار بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں:۔ ؎

سوئی تانبا رنگ سنگ جیوں کیہاں ہوئی
سوئی تانبا جیت مل پیتل اوہ لوئی
سوئی شیشے سنگتی بھنکار بھلوئی
تانبا پارس پرسیا، ہو کنچن سوئی
سوئی تانبا بھسم ہوئے اوکھت کرچھوئی
آپے آپ درت واسنگت گن ہوئی

## بھائی بیر سنگھ :۔

ان کے کلام میں آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے سری گورو گوبند سنگھ جی کے درشن کی خواہش نمایاں نظر آتی ہے ؎

چڑھیا پھگن ناگ پوتر — موئے پرچھ ڈال پھل پتر
کس پس تایا کھنڈا اُتر — کہے کو لیشر بدھ چلیتر
دھن گورو ارجن گورو ہر — سنگھاسن ست گورنیٹھے راج
سو ساجے انگ بھابت سکھ سماج — گوبند سنگھ تین لوک سر تاج
چند چھپ کلغی کر پر باج — سورے سبھ سکھاں دُسے کاج
بخشی آوندے ست گورراج — مہر دی نظر کر

## گورو تیغ بہادر :۔

آپ سکھوں کے چھٹے گورو ہرگوبند جی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ یہ اورنگ زیب کے زمانے میں امرت سر میں ۱۶۲۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ

۱۶۵۴ء میں گدی نشین ہوئے۔ لیکن اپنے بھائی سوڈھی سورج مل کی شرارتوں سے تنگ آکر انند پور ضلع ہوشیار پور میں چلے گئے۔ آخر آپ ۱۶۷۵ء میں دہلی میں قتل ہوئے۔ گورو گوبند سنگھ جی آپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔

نمونہ کلام

سادھو رچا رام رچائی

اِک بِنسے اِک استر مانے، چرج لکھیو نہ جانی
کام کرودھ موہ لبھ پرانی، ہرمورت سپرائی
جھوٹا تن ساچا کر مانیو، جیوں سُپنا دینائی
جو دیسے سو سگل بنا سے جیوں مادر کی چھائی
جی نانک جگ جانیو، ہتھیار رہیو رام سرنائی

## شیخ فریدالدین ابراہیم۔ فرید ثانی :۔

عام مورخوں کا خیال ہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔ لیکن اُن کی تحقیق غلط ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں جس صاحب الاحترام ہستی کا کلام درج ہے، وہ یہ شیخ فریدالدین ابراہیم المعروف فرید ثانی ہیں۔ آپ گورو نانک صاحب کے ہم عصر تھے۔ گورو نانک صاحب اور آپ کی ملاقاتوں کا ذکر ہر جنم ساکھی اور گلزارِ فرید میں ملتا ہے۔ گورو نانک صاحب کے ساتھ ساتھ آپ بھی پنجابی کے پہلے شاعر ہیں۔ اور صوفی شاعر ہیں۔ آپ کا نام شیخ بہرام بھی اکثر جگہ لکھا ہوا ملتا ہے۔ آپ کا زمانہ ۱۴۵۰ء مطابق ۸۵۴ھ اور ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ھ بتایا جاتا ہے۔

**آپ کی تصنیفات:۔** کچھ کافیاں اور ایک سو تیس اشلوک ہیں۔ ان کے علاوہ ایک نصیحت نامہ ہے جس کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں بتایا جاتا ہے۔

## مکالمہ گورو نانک و شاہ بہرام:۔

سوال گورو نانک:۔

پڑھتے پڑھتے دند گھسے کہے نہ کیتی ہو

جواب شاہ بہرام:۔

ویکھو حرف پریم کا، پڑھے سو پنڈت ہو

سوال بابا نانک:۔

صاحب دیاں دو حدّاں کسنوں پکڑاں، کسنوں چھڈاں

جواب شاہ بہرام:۔

صاحب کی دو حدّ سچ نوں پکڑ، کوڑ نوں چھڈ

سوال بابا نانک:۔

کلمہ کہاں تاں کل پوے بن کلمیوں بھی ناں
ہندو کہاں تاں ماریاں مسلمان بھی ناں

جواب شاہ بہرام:۔

دوہاں تے پانی وار پی جے پانا بھگوان
اِیکو برہم پچھان کے دُنیا ناسی جان

دیگر نمونۂ کلام

بڈھا ہویا شیخ فرید کنبن لگی دیہہ جے سو ورہیاں جیونا بھی تن ہونا کھیہہ

شیخ حیاتی جگ نہ کوئی تھر رہیا　　جس آسن ہم بیٹھے کیتے بیس گیا
بولئے سچ، دھرم جھوٹ نہ بولئے　　جو گرو سے اٹ فریدا جولئے

آپ نے پورے ۴۲ سال سجادہ نشینی کی اور ۹۵۹ھ میں وفات پائی۔

## سنت رین جی مہاراج :-

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ، آپ کو گورو نانک صاحب کا ہم عصر بتاتے ہیں۔ قریشی عبدالغفور صاحب آپ کو بلیسوا (بہاولپور بی پنجاب) کے مشہور اداسی مہاتما بتاتے ہیں۔ پنجابی میں آپ کی مالجھاں، دو ہڑے اور چار سی حرفیاں ملتی ہیں۔ آپ پنڈ بھون ریاست مالیر کوٹلہ کے رہنے والے تھے۔ مالجھاں کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

نمونہ کلام

دیہہ وبدار سک لاہ اساڈی۔ ایس درس تیرے دے پیاسے
ایہہ منگاں کجھ ہور نہ منگاں اک خیر پوے وچہ کاسے
ڈھونڈاں تینوں تو ملیوں مینوں ایس عجب حیران ہر اسے
سنت رین اوہ پیارا ملیا، جیہڑا اگے ہی ملیا سے

تدھ سائیں وچ فرق نہ کوئی جے ٹک دوئی گوائیں
اتے باہر ڈھونڈن تھیں تو چھٹیں دل وچ دلبر پائیں
چھڈ شک تے حق پچھاتے ہر دم ہر دل لائیں
سنت رین سکھ ہتھ نہ آوے جے نہ ویکھیں دائیں بائیں

## مادھولال حسین :-

پیدائش ۹۵۴ھ مطابق ۱۵۳۹ء وفات ۱۰۰۸ھ بعمر ۶۳ سال

آپ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد ہندو تھے۔ جنہوں نے فیروز شاہ کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا۔ آپ کے والد صاحب کو لوگ شیخ عثمان کے نام سے پکارتے تھے۔ شاہ حسین نے ۱۲ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ ایک خدا رسیدہ بزرگ ابو بکر نامی آپ کے اُستاد اور شیخ بہلول آپ کے پیر طریقت تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں آپ نے یہاں تک کمال کیا، کہ آپ سے کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ اور آپ مست الست شہر میں پھر کر قرآن حکیم کی تبلیغ کرتے لیکن داڑھی وغیرہ منڈوا رکھی تھی۔ اور طریقۂ ملامتیہ اختیار کر رکھا تھا۔ اکبر مغل بادشاہ آپ کے تقدس کا بہت قائل تھا۔ آپ کے مجمعوں میں ایک خوبصورت لڑکا مادھولال بھی شریک ہوا کرتا تھا۔ وہ آپ کا مقبول نظر ہو گیا۔ ماں باپ نے اُسے ہزار روکا لیکن وہ نہ رکا۔ وہ شاہ حسین کی کرامات کا حد درجہ تک قائل ہو چکا ہے۔ پیر و مرید کی محبت یہاں تک پہنچی کہ حسین، مادھو لال حسین کے نام سے مشہور رہے۔ آپ کا مزار باغبانپورہ میں ہے۔ ہر سال مارچ کے آخری اتوار کو شالامار باغ میں میلہ چراغاں ہوتا ہے حالانکہ یہ میلہ ایک موسمی تقریب ہے۔ لیکن لوگوں نے اِس تہوار کو سولھویں صدی کے نامور پنجابی صوفی بزرگ اور شاعر مادھو لال حسین کے نام سے منسوب کر رکھا ہے۔ یہ میلہ ایک عرس کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ قوالی ہوتی ہے۔ چڑھاوے چڑھتے ہیں۔ قوال آپ ہی کی کافیاں گاتے ہیں۔

بحیثیت شاعر مادھو لال حسین پنجابی شعرا میں ایک بہت بلند مرتبے کے

حامل ہیں۔ آپ کے کلام میں سوز کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ زبان سادہ، میٹھی، عام فہم اور رسیلی ہے۔ آپ کی کافیاں ایک دفعہ تو ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے اور دوسری دفعہ مع شرح محمد افضل نے شائع کیں۔ محترم دوست غلام یعقوب انور صاحب نے ان کا انگریزی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ نمونہ کلام

آپ کمینہ تیری عقل کمینی کون کہے توں دانا ایتھیں اہیں جاندے ڈھڈے میرک سلطانا
آپ مارے تے آپ جواوے غیر نہ کوئی بہانا کہے حسین فقیر سائیں دا ایہ مصلحت اوکھا جانا

تانے پیئے اکو سوتر دو تیا بھاؤ نہ جانا چوسی سنسی چھڈ کراہی حضوری وچ وچھانا
تانا آندا، بانا آندا، آندا چھ پرانا اکھن دی کجھ حاجت ناہیں جو جانے سو جانا

چار پلے چونڑی نین روندی دے بھنے کت نہ جانا پونیاں دینی آں منے
اون اودن کہہ گئے، بارہ ماہ پنے اک انہیری کوٹھڑی اک متروچھنے
کالے ہرناں چر گیوں شاہ حسین دے بنے

ونڈا اول رانجھن راول منگے جنگل بیلے پھراں ڈھونڈیندی رانجھن میرے سنگے
مہیں آیاں میرا چاک نہ آیا ہیر کوکے وچ جھنگے
راتیں دہیں پھراں وچ جھل دے پڑاں بنبولاں دے کنڈھے
کہے حسین فقیر نمانا، رانجھن ملے کت ڈھنگے

## دمودر :-

دمودر گھلاٹی ذات کا ہندو تھا۔ جھنگ میں اس نے اپنی دکان کھول رکھی تھی۔ سر رجپ ڈٹمپل لکھتے ہیں کہ دمودر نے ہیر رانجھا کا معاشقہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ہیر کے والد چوچک سے اس کے گہرے مراسم تھے۔ دمودر کہتا ہے کہ ہیر رانجھے کا واقعہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں ہوا۔ سب سے پہلے ہیر رانجھا کا قصہ دمودر نے ہی لکھا ہے۔ لکھتے ہیں ؎

پندرھ سے اُنہتر سخت بکرم دا اے ہیر تے رانجھا ہوئے اکٹھے جھگڑے رب مکائے

بادشاہی جو اکبر سن دی دِلی دن تیج سوائے

لیکن دمودر کے بیانات کو نقاد تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ سمت ۱۵۶۹ بکرمی اکبر کا زمانہ نہیں۔ اکبر نے سمت ۱۶۱۳ بکرمی سے سمت ۱۶۶۲ تک حکومت کی ہے۔ لہٰذا یہ واقعہ اور دمودر کا یہ شعر تاریخی لحاظ سے درست نہیں لیکن راجندر سنگھ بیدی ہیر کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :-

"ایہہ یقین اے کہ کوی دمودر نے ایہہ قصہ اکھیں ڈٹھا لکھیا اے۔ تے سب توں پہلاں تے پُرانا تے واقعات نوں اصلی رنگ وچ دسن والا اے۔ ایس کر کے چھپ چکیاں سب قصیاں نالوں قدر یوگ تے سچا اے۔ ایہہ قصہ جھنگ دے علاقے وچ پڑھیا تے گانویاں جاندا رہیا اے۔ اصل وجہ ایہو پہلا قصہ اے، جہدا اَسرا لیکے یا سُن سنا کے مقبل تے وارث شاہ وغیرہ کویاں نے کئی تبدیلیاں نال قصے رچے۔"

رانجھا جب قاضی کی عدالت سے ہیر کو ساتھ لے کر نکلتا ہے تو دمودر لکھتا

ہے ؎

بادشاہی جو اکبر سندی دِن دِن چڑھے سوائے
آکھ دمودر دیندے سیساں شہر دِں باہر آئے

بہر حال سب سے پہلے ہیر کا قصہ لکھنے والا دمودر ہی ہے۔ اور راج سمت کا بھی اسی نے ہی پتہ دیا ہے ممکن ہے کاتبوں کی غلطی سے یہ سمت تبدیل ہو گیا ہو۔

دمودر کی اصلی ہیر کا نسخہ فارسی رسم الخط میں تھا۔ لیکن جب یہ گورمکھی رسم الخط میں لکھا گیا تو اس میں بہت سے الفاظ بدل گئے۔

نمونہ کلام

مائے نی! میں چاک لدھوئی نت اُٹھ مجھیں چارے
برکت تینڈی گھاہ نہ سُکے، مجھ نہ کٹی ہارے
جتی بھورا مول نہ منگے، لتے پورے چارے
اوڑا مول نہ لگے کدا ہیں ساون دستے پھوہارے

## محبت اور پیار کا منظر:۔

ہیر ـــ وچ رانجھا حال نہ جانے کوئی رانجھا رانجھا میں کنہوں آکھاں آپے رانجھا ہوئی
رانجھا ہیر تے ہیر رنجھیٹی رتی فرق نہ ہوئی آکھ دمودر بھار عشق دی ڈوبی جان مکائی

## کاہنا بھگت:۔

جہانگیر کے زمانہ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ہندوؤں میں ان کی بڑی قدر و منزلت

تھی۔ جب گورو ارجن دیو جی گرنتھ جمع کر رہے تھے کاہنا بھگت ان کے پاس پہنچے۔ اور اپنے کلام کو گرنتھ میں شامل کرنے کے لئے کہا۔ گورو جی نے کہا "ذرا اپنی بانی تو سناؤ۔" آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

میں اوہ ہی رے، میں اوہ ہی رے جان کو سرزمنجن کھوجت نہ پاوت کوئی رے

گورو جی نے ویدانتی خیال سن کر شامل کرنے سے انکار کر دیا۔

## نمونہ کلام

اوجھڑ پنتھ پریم دے پینڈے، میں اِک اکلڑی مُٹھی
گجھی سانگ لگی تن میرے کرک کلیجے نوں اٹھی!
بے سو آکھے مڑساں ناہیں جے کر لاہو کھلّ اپٹھی
کاہنا کہے میں تھل چڑھ کوکاں میں عشق پنوں دے مٹھی

آپ نے ۱۶۰۶ء میں وفات پائی۔

## چھجو بھگت :-

لاہور میں صرافی کی دکان کرتے تھے۔ وہاں آپ کا چوبارہ مشہور تھا۔ بھگوت گیتا کا ترجمہ نظم میں کیا اور شبد لکھے ہیں۔ قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہیں۔

آپ نے ۱۰۵۲ھ میں وفات پائی

نمونہ کلام

کچی وات نہ جوڑیا، پیری روگ نہ بندھ
چھجو جتھے عقل نہ اپڑے تتھے مریاں دی سندھ

## حکیم درویش :-

یہ حکیم درویش ہی تھے، جنہوں نے ویدک طریقۂ علاج اور یونانی طب کو پنجابی نظم کے قالب میں ڈھالا۔ اور اس علم کو قارئین کے لئے دلچسپ بنا دیا آپ گڑھ کلاس (کلاس کے) ضلع گوجرانوالہ کے باشندے تھے۔ آپ شاہجہان کے عہد میں ہوئے۔ آپ کے فن کا شہرہ سارے ملک میں پھیل چکا تھا۔ کہتے ہیں کہ شاہی حرم میں کسی بیگم کو ورم پستان کا مرض لاحق ہو گیا۔ شاہی طبیبوں نے بہتیرا زور مارا لیکن شفا کہاں؟ آخر کسی نے حکیم درویش کا نام لیا۔

حکیم درویش کی دربار شاہی میں طلبی ہوئی۔ مریضہ کو دیکھنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔ حکیم صاحب نے پردے کے باہر بیٹھ کر ہی ایک کلائی کے ساتھ بندھے ہوئے ریشمی دھاگے کے ذریعہ نبض کی حرکات کا جائزہ لیا اور تشخیص مکمل کی فصد کے بغیر مریضہ تندرست نہیں ہو سکتی تھی۔ آپ نے ایک مکان میں راکھ بچھوائی۔ مریضہ کو ننگے پاؤں اوپر سے گذرنے کو کہا۔ آپ نے ایک پاؤں کے نشان میں ایک مخصوص جگہ نشتر کھبو دی۔ اور مریضہ کو پھر انہی نشانوں پر پاؤں رکھ کر گذرنے کو کہا۔ مریضہ گذری۔ جب مریضہ کا پاؤں اس نقش پر بیٹھا جہاں نشتر گڑا ہی تھی۔ نشتر چبھ گئی۔ فصد ہو گیا۔ اُدھر پاؤں سے خون بہہ رہا تھا۔ اُدھر پستان کی ورم کم ہو رہی تھی۔ جب پستان ٹھیک حالت پر آگیا تو خون بند کر دیا گیا۔ بادشاہ نے اس مسیحائی پر خوش ہو کر ایک گاؤں جاگیر میں دیا جو آج کل بھی "درویش" کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کی قبر بھی وہیں ہے۔

حکیم صاحب کی فنی اور ادبی یادگار "پران سکھ" نام ایک چھوٹا سا منظوم ہندی

رسالہ ہے جس میں طب ہندی کی رُو سے چیدہ چیدہ امراض کا علاج درج ہے۔
یہ رسالہ مطبع عام لاہور میں چھپ چکا ہے۔ ہمارے ملک کے ویدا ور طبیب آج
تک اِس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ حکیم صاحب نے اِس رسالہ میں اپنے وطن
کے متعلق اِن اشعار میں ذکر کیا ہے ؎

جب درویش حکیم بجھائے راز — تب گڑھ کیلاس بہے شیراز
گڑھ کیلاس کی ایسی گیتا — بولن سانچ جھوٹ نہیں ریتا

اور تاریخ تصنیف رسالہ "پران سُکھ" حسب ذیل ہے ؎

سمت پوتھی دیکھ کر لکھیا گھنے گھمیر — وائے شاہ جہان دے وائے یوسف میر
ایک ہزار چھیاسٹھ سن نبیؐ کا جا — سولاں سے ساہا رھوائی سمت بکرم رائے
۱۰۶۶ھ ۱۶۱۲ بکرمی

علاوہ ازیں مفتاح الحکمت۔ دافع المرض، حکیم درویش کی علم طب میں
مشہور کتابیں ہیں۔ مفتاح الحکمت فارسی میں منظوم رسالہ ہے۔ اِس کا دیباچہ
فارسی نثر میں ہے جس میں حکیم درویش اپنے آپ کو بابا فرید شکر گنج کا مرید ظاہر
کرتے ہیں۔

## نمونہ کلام
## دافع المرض میں سے
### علاماتِ سوزاک

ایہہ نشان رکھو ترے آکھ سناداں قول — گرمی سردی دیکھ کر علاج سوزا کی بول
ہے گرمی بول کریندیا آلت بہت سڑے — پیلا بول اِس گرم تِرہ تا لُو خشک رہے

## نامردی کا دُور کرنا

سوکھا، سنچل، کتھ، لے ترے اک اِک دام — رس برگ چنبیلی کڈھ بھی تیل تلاں دا خام
ایہہ دونویں پکا پاؤ پاؤ دچ کڑاہی پا — اگ جلائیں نرم نرم پانی سب کھپا
ٹھنڈا کر کے ——— راتیں مل کے برگ دھتورہ اپر بھ لئے
سرد پانی تھیں پرہیز ہو، بادی ترش نہ کھا — نامردی نوں ردّ کرے منگے فضل خدا

## پیلو:-

پیلو گورو ارجن دیو جی جن کا زمانہ ۱۵۶۳ء سے ۱۶۰۶ء تک بتایا جاتا ہے، کے ہم عصر تھے۔ قصہ مرزا صاحباں سب سے پہلے آپ ہی نے پنجابی میں نظم کیا۔ اور اِسی قصّہ کے سبب آپ کی شہرت ہوئی۔ حتیٰ کہ آنے والے شاعروں نے بھی بڑے اہتمام سے آپ کا ذکر کیا ہے۔ خاص کر حافظ برخوردار نے تو آپ کی بہت تعریف کی ہے ؎

یار و پیلو نالی برابری شاعر بھل کریں — جنہوں سچاں پیراں دا تھاپنا کنڈیں دست دھریں

(حافظ برخوردار)

پیلو کون تھا، ہندو یا مسلمان، اس کے متعلق اختلاف ہے بعض تو پیلو کو ماجھے کا مسلمان زمیندار بتاتے ہیں۔ باوا بدھ سنگھ صاحب اِسے ہندو لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ دو پیلو بتاتے ہیں۔ ایک گورو ارجن دیو کا معاصر اور دوسرا پیلو ستارھویں صدی عیسوی کا۔ عبدالغفور قریشی ایک ہی پیلو کے قائل ہیں اور اسے مسلمان ثابت کرتے ہیں۔

### نمونہ کلام

پیلو آکھے شاعر اکت ول گیا دھیان — بہہ بہہ گیاں مجلساں لگ لگ گئے دیوان

پیلو اساں نالوں نے بھلے جمدے امی موئے　　اوہناں چکڑ پاؤں نہ بوڑیا نہ آلودے تھیئے

عورت کی محبت کے متعلق پیلو کا یہ بند خاص طور پر مشہور رہے ہے

چڑھدے مرزے خان نوں حبٹ دنجھل ویندا مت

بھجّ رناں وی دوستی کھڑی جنہاں دی مت

ہس کے لاندیاں یاریاں روکے ویندیاں دسّ

بتھیں یار کو باندیاں دھر چھاتی تے لت

عبدالغفور قریشی نے یہ شعر یوں لکھا ہے۔

پہلوں ہسّ ہسّ لاندیاں یاریاں پچھوں روندیاں دسّ

## عبدل :-

آپ گورو گوبند کے ہم عصر تھے۔ وار خوب لکھتے تھے۔ مشہور وار ہے، لیکن نایاب ہے۔

نمونہ کلام

## تیر کمان کی تعریف

ٹھٹے تے ملتان وچ نوچیز بنایاں　　روغن رنگ ولایتی سونے چمکائیاں

مارن مرداں گھوڑیاں تیر بھتّ صفایاں　　جن کر سرخاں جال وچ نوکاں ابھرائیاں

## ستھرا شاہ :-

ستھرا شاہ ۱۶۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ گورو ہرگوبند صاحب متوفی ۱۶۴۴ء کے ہم عصر تھے۔ اٹھارہ شلوک آپ کی یادگار ہیں۔ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

نمونہ کلام

جے متّر کم نہ آوے ویلے بھیڑ دے — جے دولت ہتھّ نہ آوے ملے امیر دے
جے دارو نفع نہ دیوے، وچ سر یہ دے — جے سینہ صاف نہ ہووے ملے فقیر دے
جے تُرت مراد نہ پاونڑیں سوریاں پیر دے — تاں سُتھر پانچے گھت وگا وچ وہندے نیر دے

## جلّھن[1]:

پنڈ بھڈانا ضلع امرت سر کے رہنے والے تھے۔ سندھو ذات کے زمیندار تھے۔ فرماتے تھے اگر محبّت نہیں تو عبادت فضول اور بے معنی ہے۔ گورو ہرگوبند صاحب متوفی ۱۶۴۴ء کے ہم عصر تھے۔ ان کے شبد ۱۹۱۴ء میں چھپ چکے ہیں لیکن آج کل نایاب ہیں۔

نمونہ کلام

(۱) نکّے ہُندے ڈھگے چارے، ڈڈے ہوئے ہل واہیا
بڈھے ہوئے مالا پھیری رب دا الاہنبا لاہیا

(۲) جے پڑھ گڑھ کے رکھیں ہو نہہ — جلّھن آکھے تیرا فٹے مُنہ

(۳) جاگے چورتے بھونکے کتّا — جلّھن لے سورد پن سُتّا

## ولی رام:

یہ شاہجہان کے زمانہ میں ہوئے۔ ان کی وفات ۱۶۵۸ء میں ہوئی۔ عشق حقیقی کی لگن والے بزرگ تھے۔ عربی اور فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔ ان کی مثنوی ملقب بہ "شش وزن" نادر العلوم میں چھپ چکی ہے۔

---

[1] ایک روایت سے موضع جلّھن تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کے باشندے بتائے جاتے ہیں اور جلّھن آپ کے ہی نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

نمونہ کلام

سجن تیرے دوار تے جاٹیں　　سجن تینوں کیا صلاحیں
میں تے سجن ایکو فی گلاّں　　دل دے ہتھ سنیہے گھلاں
تیتھوں گھول گھمائیں

شیرانی صاحب نے آپ کی اُردو کی ایک نظم بھی "پنجاب میں اردو" میں درج کی ہے۔

## شاہ شرف :-

بٹالہ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ یہاں آپ کے والد قانونگو تھے۔ خاندانی اعتبار سے پوری ذات کے کھتری تھے۔ دادا مسلمان ہوئے۔ آپ ۱۶۵۹ء میں پیدا ہوئے۔ شادی ہوئی۔ پھر بیوی سے ناراض ہو کر ترکِ دنیا کے خیال سے لاہور آگئے۔ یہاں شیخ محمد فاضل قادری کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے ۱۷۲۵ء میں مطابق ۱۱۳۷ھ وفات پائی۔ آپ کی تصانیف کافیاں ہیں۔ کافیوں کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

نمونہ کلام

اکھیاں دُکھ بھری میری ویکھن یار تسانوں
ڈُھٹھے باہجوں رہن نہ موسے لگی چوٹ نیناں نوں
جے تن لگے، سو تن جانے گجھی دیدن ارسانوں
شاہ شرف دِل درد گھنیرے معلم حال متراں نوں

## عبدی :-

کو دھن ذات کے تھے۔ والد صاحب کا نام محمد تھا اور موضع باتو کے رہنے والے تھے۔ رسالہ مُہندی آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ یہ رسالہ ۱۰۹۷ھ میں لکھا گیا۔ یہ اورنگ زیب کے معاصر تھے۔ رسالہ مُہندی کے علاوہ ایک اور تصنیف معنی نماز بھی ہے جو اتنی مشہور نہیں۔ رسالہ مُہندی میں فقہی مسائل درج ہیں۔ فرائض یا بھی اسی رسالہ کا دوسرا نام ہے۔

منونہ کلام رسالہ مُہندی

رونے ماہ رمضان سُنے سب ہی فرض پچھان — سبھناں کارن نیتنا فرض کیتا رحمان
چھوڑن کھانا پیونا، کرن ترک جماع — ایہو روزہ بجھو توں نال قیاس سماع

معنی نماز سے

معنی دُعا قنوت دے کریں بیان متین — جیتے معنے یاد کر معدے نال یقین
اسیں یاری تدھ دھکیں ربا بخشن ہار — توں خدا کریم ہیں، توں غفار ستار

## عبداللہ لاہوری :-

عبداللہ لاہوری پہلے مسلمان شاعر ہیں جن کا کلام کافی تعداد میں ملتا ہے۔ ان کی مشہور کتاب بارہ انواع ہے جس میں فقہ کے بارہ رسالے شامل ہیں جو مختلف سنین میں تصنیف ہوئے۔ اُن رسائل کے اسما حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تحفہ سنہ ۱۰۲۵ھ
۲۔ خلاصہ سنہ ۱۰۳۴ھ
۳۔ انواع العلوم سنہ ۱۰۴۶ھ
۴۔ خیر العاشقین کلاں سنہ ۱۰۵۴ھ
۵۔ سراجی سنہ ۱۰۵۸ھ
۶۔ نص فرائض سنہ ۱۰۳۰ھ
۷۔ خلاصہ معلومات سنہ ۱۰۴۳ھ
۸۔ حصار الایمان۔
۹۔ خیر العاشقین خورد سنہ ۱۰۶۵ھ

۱۰۔ معرفت الٰہی ۱۰۴۵ھ ۱۱۔ صیقل اوّل ۱۲۔ صیقل دوم

بعض مؤرخین عبدی مصنّف رسالہ مُہتدی اور عبداللہ کو ایک ہی آدمی تصوّر کرتے ہیں جو صحیح نہیں۔ عبدی کے متعلق باوا بدھ سنگھ صاحب مصنف پریم کہانی لکھتے ہیں کہ آپ ہانس علاقہ منٹگمری کے رہنے والے تھے۔ ابتدا میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بعد میں علم حاصل کیا۔ اور اپنی زندگی اسلامی تبلیغ کے لئے وقف کر دی۔ پھر آپ منٹگمری سے لاہور چوک جھنڈا میں آکر رہنے لگے اور چکی پیس کر گذارہ کرتے تھے۔ عبداللہ کا تمام کلام شرعیات پر مبنی ہے۔

## نمونہ کلام

ارکانِ ایمان :۔

اللہ باب آسان کر ایمانے وا ذکور — رُکن ایمان تصدیق قرار ایہہ مخلوق ظہور
توفیق ایمان تاثیر بجھیں رب عطا — ایہہ غیر ہین مخلوق دو مسعودی منہ ما

## حافظ معزالدین :۔

آپ لاہور کے رہنے والے تھے۔ آنکھوں سے نابینا تھے۔ خان سعداللہ خاں وزیر شاہ جہاں کے کہنے پر آپ نے ۱۰۹۸ھ میں قصیدہ امالی کا ترجمہ پنجابی میں مسجد سپراوالی لاہور میں بیٹھ کر لکھا۔ آپ کی دوسری تصنیف توبہ نامہ ہے جس کا ایک قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔ نمونہ کلام

یارب تینوں واحد جاتا — اِسماں صفتاں نال پچھاتا
پاک محمد حق پچھاتا — مٹیا حکم نہ کراں عدول
یارب توبہ کریں قبول

ان کے علاوہ اِسی دَور کے مذہبی رسائل لکھنے والوں میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

**دولت علی** نے ۱۰۵۴ھ میں نورنامہ تصنیف کیا جس میں فقہ کی مشہور کتابوں کے افادہ سے بعض عقائد کے مسائل درج ہیں۔

**درویش محمد**:۔ مولوی عبداللہ لاہوری کے اہم مقلدوں میں سے ہیں۔ فرائض درویش محمد آپ کی مشہور کتاب ہے جس کے قلمی نسخے اکثر ملتے ہیں اور یہ کتاب انواع مولوی عبداللہ کے ساتھ مدارس اسلامیہ میں متداول رہی ؛

# اورنگ زیب کا زمانہ

## ۱۰۶۸ھ سے ۱۱۱۸ھ تک

اورنگ زیب کا زمانہ ہندو پاکستان کی تاریخ میں ایک سنہری زمانہ مانا گیا ہے۔ لودھیوں سے لیکر اورنگ زیب کے زمانہ تک بلکہ اورنگ زیب کی وفات تک پنجابی زبان کی کھچڑی پختہ اور لذیذ ہو چکی تھی۔ حتیٰ کہ بذاتِ خود پنجابی زبان کی صورت میں نمایاں حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ پرانی زبانوں کے الفاظ اِس کے ذاتی الفاظ معلوم ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ اس وقت تک یہ ایک مکمل زبان کی صورت میں معرضِ وجود میں آچکی تھی جس کی تفریق آج کی زبان سے بھی نہیں کی جا سکتی۔

پروفیسر محمود شیرانی اپنی کتاب "پنجاب میں اُردو" میں لکھتے ہیں کہ اورنگزیب کے زمانے سے ہی پنجابی زبان میں بچوں کے لئے نصابی کتابوں کے لکھنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ کہرل رائے سنامی نے ۱۱۰۰ھ میں ایزد یاری اور امید نے ۱۱۰۱ھ میں اللہ یاری تالیف کی۔ عبدالرحمٰن بن قاسم قصوری نے فارسی نامہ لکھا۔ ارشاد شاہ

نے اپنی کتاب ہیر را نجھا میں۔ رازق باری اور واجد باری کا ذکر کیا ہے۔ اِس کے علاوہ اِس زمانہ میں کئی اور مصنفین نے اِس موضوع پر کتابیں لکھیں، خدا بخش نے نصاب ضروری مرتب کیا اور گنیش داس نے صفت باری لکھی۔ اِس ذریعۂ تعلیم سے پنجاب میں دیگر علاقوں کی نسبت نصاب تعلیم بہتر تھا اور ذریعۂ تعلیم خالص پنجابی تھی۔

شعر و سخن کے باب میں شرعیات کی تعلیم، تصوّف کے حقائق و معارف کے علاوہ عشقیہ قصص اور اشعار، رزمیہ شاعری میں جنگ نامے معرضِ وجود میں آئے۔

تصوّف کے باب میں پنجاب کا جلیل القدر صوفی سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ اِسی زمانے کی قابل قدر یادگار ہیں۔ شاہ حریف کے عشقیہ بہت بھی اِسی موضوع کی یاد دلاتے ہیں۔

شرعیات کے باب میں حافظ برخوردار کی انواع، عبدالکریم کی نجات المومنین، فقیر ورزی کا اخبار الآخرت اور فقہ اصغر، عبدالرحمٰن منہاس کا بحر المسائل اور سعید کا رسالۂ قرأت مدتوں تک اِسلامی مدارس میں متداول رہے۔ بلکہ تقسیم ہند و پاک تک بھی نجات المومنین اور اخبار الآخرت بچیوں کو گھروں میں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں۔

عشقیہ شاعری کے باب میں اِس موضوع کی ابتدا حافظ برخوردار کے قصۂ یوسف زلیخا، تصنیف ۱۰۹۰ھ مرزا صاحباں اور سسی پنوں سے ہوئی۔ بعد میں احمد کا قصۂ ہیر را نجھا اور میراں کی ہیر بھی اِسی زمانہ کی پیداوار ہیں جو کہ آنے والے شعراء کے لئے سنگِ بنیاد کا کام دیتی رہیں۔

رزمیہ شاعری کی ابتدا پیر محمد کاسبی نے ۱۰۹۲ھ میں کی اور یہ سلسلۂ سخن

بھی اِسی عہد سے شروع ہوا۔ اِسی دَور میں حافظ برخوردار نے بھی ایک جنگ نامہ تصنیف کیا، جو مشہور نہ ہو سکا۔ اس کا قلمی نسخہ ہمارے کتاب خانے میں موجود ہے۔

اب یہاں ہم اُن ہستیوں کا ذکر ذرا تفصیل سے کرتے ہیں جو اِس دَور کی نمایاں اور درخشاں یادگاریں ہیں۔

## سُلطان باہوؒ :-

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کا شمار متفقہ طور پر پاک و ہند کے سب سے بڑے صوفیائے کرام میں شمار ہوتا ہے۔ آپ رمضان ۱۰۳۹ھ کو بمقام اعوان کے علاقہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام حضرت سلطان بایزید تھا جو کہ خراسان سے ہندوستان میں آئے اور شاہ جہان بادشاہ کی طرف سے جاگیردار تھے۔ حضرت سُلطان باہوؒ مادر زاد ولی تھے اور صاحبِ تصانیف کثیرہ ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد چالیس سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ آپ کے متفرق پنجابی اشعار کو جمع کر کے ملک محمد فضل دین ککے زئی نے بنام "مجموعہ ابیات سلطان باہو" لاہور سے شائع کیا جس میں آپ کی پانچ سی حرفیاں پائی جاتی ہیں۔ آپ کے کلام سے عشقِ حقیقی، حق گوئی اور راست کرداری کے جذبات ظاہر ہوتے ہیں۔ کلام نہایت عمدہ اور شُستہ ہے۔

### نمونہ کلام

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی دتّا ہر رگ وچ ہر جائی ہو
اندر بُوٹی مشک مچایا، جاں پھُلّن تے آئی ہو

جیوے مُرشد کامل باہوؒ جیں ایہہ بُوٹی لائی ہو

مذہباں دے دروازے اُچّے راہ حقانی موری ہُو
پنڈتاں تے ملوانیاں کولوں چھُپ چھُپ لنگھے چوری ہُو
اُڈّیاں ماران، کران بکھیڑے، دردمنداں دیاں گھوری ہُو
باہوؒ چل اُتھائیں ویسے جتھے دعویٰ کسے نہ ہوری ہُو

نہ میں عالم نہ میں فاضل نہ مفتی نہ قاضی ہُو
نہ دل میرا دوزخ منگے نہ بہشتیں راضی ہُو
نہ میں تریہے روزے رکھے، نہ میں پاک نمازی ہُو
باہجہ وصال اللہ دے باہوؒ دُنیا کوڑی بازی ہُو

آپ کی وفات جمعہ کے دن ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۰۲ھ بمطابق سنہ ۱۶۹۱ء ہوئی۔ آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔

## حافظ برخوردار:۔

حافظ برخوردار اِس دَور کی ایک اہم شخصیت نہیں۔ ان کے نام سے پنجابی ادب میں بہت سا ذخیرہ کُتب ملتا ہے جن میں سے حسب ذیل ہمارے پاس بھی موجود ہیں۔

(۱) فرائض در نثر سنہ ۱۰۸۱ھ۔ (۲) یوسف زلیخا سنہ ۱۰۹۰ھ (۳) سسّی پنوں۔ (۴) مرزا صاحباں۔ (۵) حکایت پاک رسول دی۔ (۶) جنگ نامہ امام حسینؑ۔

(۷) ترجمہ قصیدہ غوثیہ۔ (۸) ترجمہ قصیدہ بانت سعاد۔ (۹) رسالہ نادریہ (۱۰) قصہ کھنیری
(۱۱) ہیر رانجھا۔ (۱۲) متفرق نظمیں۔ (۱۳) چرخہ نامہ۔ (۱۴) انواع برخوردار،
جس میں اُنیس ۱۹ رسائل ہیں۔ سن تصنیف ۱۱۷۶ھ۔

اِن تصانیف کے سنین تصنیف میں فرق کچھ اس نوعیت کا ہے کہ یہ ایک آدمی کی تصانیف معلوم نہیں ہوتیں۔ دوسرے مختلف النوع مذاق اِس کی تائید کرتا ہے۔ سب سے بڑی اُلجھن یہ ہے کہ اِن کتابوں میں حافظ کے حالات، خاص طور پر جائے رہائش مختلف مقامات ہیں جس سے حافظ کے حالاتِ زندگی مرتب کرنے میں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً فرائض درشہ میں مسلمانی چمیہ چھٹہ پرگنہ صوبہ لاہور کا ذکر ہے اور علم پڑھنے کا ذکر جہان آباد میں کیا ہے۔ انواع اور ترجمہ قصیدہ غوثیہ میں اپنا وطن تخت ہزارہ ظاہر کیا ہے اور سیالکوٹ سے علم حاصل کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ترجمہ قصیدہ "بانت سعاد" میں رسول نگر، رہائش بتاتے ہیں۔ نیز اُن کی پہلی تصنیف ۱۱۰۱ھ اور آخری تصنیف انواع ۱۱۷۶ھ کی ہے۔ اِن دونوں سنین میں فرق اتنا ہے کہ ہمیں اتنی لمبی عمر کا آدمی کہیں سے معلوم نہیں ہو سکا جو اتنا عرصہ تصنیف و تالیف میں مشغول رہا ہو۔

علاوہ ازیں بعض دیگر پنجابی شاعروں، مثلاً احمد یار، میاں محمد اور مولوی دلپذیر نے اپنی کتابوں میں اِس بات کا ذکر کیا ہے کہ حافظ برخوردار دو ہوئے ہیں۔ ایک حافظ برخوردار مسلمانی پنڈ والا، اور دوسرا تخت ہزارہ والا۔ لیکن سنین کے اتنے فاصلہ میں قرابت کے لحاظ سے اِن دو کو جُدا کرنا بھی مشکل ہے بعض احباب کا خیال ہے کہ حافظ برخوردار ایک ہوا ہے جس کا اصلی وطن تخت ہزارہ تھا۔

تحصیل علوم کی خاطر جگہ بہ جگہ پھرتا رہا اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ رکھا جس جگہ کوئی کتاب لکھی اُس جگہ کا نام لکھ دیا۔ مسلمانی، جہان آباد، رسول نگر سے ہوتا ہوا آخر سیالکوٹ پہنچا۔ اِسی جگہ سے تحصیل علوم کی اور آخر یہیں کا ہو رہا۔ اس کی قبر چھتی شیخاں، متصل سیالکوٹ تا حال موجود ہے۔

بہرحال اِن پر دو بیانات کی توثیق مشکل ہے۔ اگر حافظ برخوردار دو سمجھے جائیں تو تصانیف کے سلسلہ کی یوں تقسیم ہو گی۔ حافظ برخوردار مسلمانی والا کی تصانیف فرائض ورثہ، یوسف زلیخا، مستی پنوں اور مرزا صاحباں ہونگی۔ دوسرے حافظ برخوردار کی تصانیف حکایت پاک رسول دی۔ جنگنامہ امام حسینؓ۔ ترجمہ قصیدہ غوثیہ۔ ترجمہ قصیدہ بانت سعاد۔ رسالہ نادریہ۔ قصہ کھیتری۔ ہیر رانجھا۔ متفرق نظمیں۔ چرخہ نامہ اور انواع حافظ برخوردار یہ ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ اِن ہر دو حصص میں فنِ شعر کا بھی فرق نمایاں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب:۔

انواع کے رسالے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) شمس العلوم۔ (۲) بحر العلوم (۳) فقہ اجمال۔ (۴) مفتاح الصلوٰۃ۔ (۵) نجات المسلمین۔ (۶) شرف النکاح۔ (۷) تنبیہ المستدین۔ (۸) رسالہ نماز۔ (۹) نہر العلوم۔ (۱۰) سایہ اصلی۔ (۱۱) میزان شریعت۔ (۱۲) مفتاح الفقہ۔

علاوہ ازیں ذیل کے رسائل بھی انہیں میں شامل ہیں۔

۱۔ مسئلہ بانگ و نکاح۔ (۲) شرح الحمد شریف۔ (۳) رسالہ مجمل نماز۔ (۴) شرح خلاصہ کیدانی۔ (۵) مفتاح السعادت۔ (۶) سراج المعاملات۔

## نمونۂ کلام

# سیالکوٹ کی تعریف

اللہ شہر سلکوٹ نوں کرے فضلاں آباد
ہر خانہ دارالفضل ہے، عملوں فضل آباد

کھبے وانگوں قافلے طالب علموں آ
ہک فاضل ہک شغل فضیلت علم دے علم الا

ہر جا درس کتاب فضیلت ہر جائے تکرار
ہر جا سیر مسائل کتب ہر جائے گلزار

ہر مسجد وچ ذکر شغل تلاوت درس قرآن دا راد
ہر گھر صورت خضرؑ ہے، زیارت کرنوں شاد

ایہہ دوم بخارا فضل وچ ظاہر باطن آ
ایہہ معنی عالم جاندے، عامی کیہہ دل لا

وچ ولایت اوہ بخارا، وچ پنجاب ایہہ
جو منکر اس فضل تھیں اس دے سر پر کھیہہ

ایہہ چشمہ شیریں علم دا، جو آوے پی جا
سبھناں یاراں نہ ہووے بھر بھر بھانڈے جا

جے اس کافر کرن خراب شرف نہ مولے جا
کھبہ بہتی دا رخراب، عزت اوس نہ جا

بد فضیلت احتساب فاضل کراں ادا
ایہہ فرض کفایہ ادا کر نہیں لوکاں راہ وکھا

اس عاصی جس استاد پڑھیا ہے کجھ آ
رب دیوس ایمان سلامت بہشت نصیب کرا

حضرت کرے شفاعت اوس دی حشر وہاڑے جا
حور قصور بہشتی میوے دیوے رب لقا

ربا! اس بہا گلزارنوں دا نہ لا
بدل امن وسا اوس اتے نہ ایہہ گل گرا

## یوسفؑ زلیخا سے

نین یوسفؑ دے بلن مثالاں جھات زلیخا پائی
جل بل خاک ہویاں سب رناں تالبش رہی نہ کائی
اکناں چولے کپڑے پاڑے اکناں ململ خاصے
اک گیاں در تک مجذوبہ اک کرن پیاں ہاسے

پلکاں تیر جگر وچ مارے، ابرو کھچ کمانان
لگی قہر زلف یوسفؑ دی، بھلا ہوش زمانان
بھل گئے اوہ فخر زناں دے، لافاں وسر گیاں
یوسفؑ وے ول تاریاں وانگوں تر تر وکھین پیاں
چھریاں نال ترنج کٹ دیاں پر زے ہتھ کیتونے
قلم دنگشتہ شنگرف ہویاں سر خط لکھ دتونے

## عبدالکریم :-

مولوی عبدالکریم ضلع جھنگ لگھیانہ کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ ۱۰۸۶ھ میں آپ نے ایک فقہی رسالہ لکھا جس کا نام نجات المومنین رکھا۔ اِس رسالہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اُس زمانہ سے لے کر آج تک ہمارے اسلامیہ مدارس میں متداول ہے۔ آپ کی ایک کتاب "نجات الایمان" بھی بتائی جاتی ہے۔

نمونہ کلام :- ایمان لانے کے بیان میں

پچھے عقل بلوغ دے ایمان فرض پچھان — واجب ہون اطاعتاں سبھے بعد ایمان
منوں چاہے یار بھی دِل سچے تصدیق — اونہاں وچ بہشت بھل جہ ہون اونہاں رفیق
ایمان اندر فرض ترے اوّل منّن ذات — دوجا وحدت ربّ دی تریجا من صفات
ایمان آنن ہکواری ایہا فرض پچھان
سنّت ایہہ ہی وت بھی جان بہادی تان

## فقیر دورزی :-

مولوی حبیب اللہ المتقلب فقیر دورزی موضع چوڑھووالی ضلع گجرات کے باشندے

تھے۔ آپ کے والد کا نام طیبؔ تھا۔ فقہ اصغر اور اخبار الآخرت آپ کی تصانیف ہیں جن میں سے اخبار الآخرت زیادہ مشہور رہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۱۰۲ھ میں لکھی گئی اور اس میں پندرہ سو اشعار ہیں۔ فقہ اصغر کے اشعار تعداد میں ۹۹۰ ہیں۔

نمونہ کلام :۔ قیامت کی نشانیاں۔

روز قیامت حق ہے دل تھیں آن یقین
علم الیقین جو ایہا ہوسے عین الیقین

وچ ارشاد المسلمین بحر مجالس تھئیں
لکھیاں ایہہ علامتاں سبھو کراں متئیں

بجھئیں حق نشانیاں روز قیامت کون
جاں اوہ اوّل ہوسی آوسے اوہ تدوں

کون ترک نماز تھئیں ہور جماعت تھئیں
اوس نوں سہل جو جانسن کافر ہون یقین

ہور علامت بجھ توں کرسن بہت خیانت
ناحق غبن جو بیع وچ ویسن چھوڑ دیانت

ہور علامت بجھ توں حاکم قاضی چور
کرسن ہور بدا عتاں وڈھی لیسن چور

لعنت اوہناں رسول دی طعنہ ویسن لوک
ننگ نہ ہوسی مہنیاں درسن ناہیں خوک

ہور علامت کرسن اچے کوٹ منار
منزل محل چوبا ریاں سوہنے نقش نگار

غافل ایہہ نہ جانسن تھئیں محل فنا
حساب قیامت نفس تے رہسی کل بقا

## کمال دین بھنّو :۔

اِسی موضوع کے ایک اور شاعر مولوی کمال دین بھنّو ضلع ہزارہ کے باشندے تھے جن کے والد کا نام مولوی غیر الدین تھا۔ آپ نے سنہ ۱۱۱۲ھ میں فقہی مسائل پر مشتمل ایک کتاب لکھی :۔

نمونہ کلام

ایمان آن غیب تے پہلی شرط ایمان — خبراں غیب خدائے نوں ہور کسے نہ جان
تریجا ڈرن خدا تھیں، چوتھا کرن اُمید — رحمت منگ خدائے تھیں اس تھیں کر اُمید
پنجواں جان حلال توں چھیواں جان حرام — آپے آن ایمان توں حکم کیتا نعمان

ایہہ ستے شرطاں یاد کر ودا اجر پا
جے کوئی اینہاں تے عمل کرسی راضی ہوسی خدا

## عبدالرحمٰن منہاس :-

اِن کے باپ کا نام تاج دین تھا اور راج پورہ لاہور میں رہتے تھے ۱۱۱۱ھ میں جبکہ عالمگیر غازی کا سینتالیسواں جلوس تھا فقہی مسائل پر مشتمل ایک کتاب موسوم بہ "بحرالمسائل" لکھی جس میں حمد و نعت، وضو، نماز اور روزہ کے مسائل درج ہیں۔ کتاب کے کل ۱۰۳۰ اشعار ہیں۔

نمونہ کلام

منّ خدا رسول نوں نال اقرار زبان — دل تھیں کرے سچ من ایہہ دو رکن ایمان
کلمہ کافر جے پڑھے ناقص حال انجان — قتل بند نہ اوس نوں، نہ کر بُرا گمان
ایہہ دُنیا تے پنج دو فائدہ آخر ویہہ وار — ایس خلاصی دوزخوں ہوسی جنّت بہار
خبراں غیب خدا نوں ایمان غیب نے آن — خیار اُمید بے تھیں دوناں حلال حرام پچھان
من خدا دے فرشتے، کُتب رسول دہ حشر — نیکی بدی مار اُٹھالن جو کچھ خلقت بشر
جنّت دوزخ کرسی عرش لوح رُوح قلم — ایہہ ستے چیزاں نہ ہوسن فانی رہسن ایہہ مسلم

شرط بقا ترے ظلم نہ کیجے ڈر ے قہر خدا
ایمان بدلے شکر ہمیشہ مت ہوسے ایہہ فنا

## محمد سعید:۔

آنکھوں سے نابینا تھے۔ چک ملوک اپنا وطن بتاتے ہیں۔ شرعیات میں علم قرأت کا رسالہ آپ کی تصنیف ہے۔

اِن شعراء کے علاوہ جنہوں نے اپنا موضوع مذہبیات اور شرعیات رکھا، اِس دَور میں کچھ وہ شعراء بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے رزمیہ اور بزمیہ اصناف سخن میں بھی طبع آزمائی کی۔ جن میں سب سے اوّل نام پیر محمد کاسبی کا آتا ہے۔

## پیر محمد کاسبی:۔

آپ بافندہ قوم سے تھے۔ پیدائش موضع کوٹلی متصل پنیاکھا ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ پیر محمد، شیخ تاج محمد ساکن چک اگو کا مرید تھا۔ اورنگ زیب کے زمانہ میں ۱۰۹۲ھ میں پیر محمدؒ نے جنگنامہ امام حسین تصنیف کیا۔

### نمونہ کلام

### در مقتل امام حسینؑ

عقبا، تزیدہ پھنّ کی وڈی مدینے پھیر — مٹھا ہو یا غلغلہ ماتم بیٹھے شیر
گنتیا لکھ یزیدنوں گھلّے حقیقت دی — پاک محمدؐ میریاں بھرے شفاعت جی
ہیرا دتا حسنؑ نوں، کتنا دغا کما — کارن تیری بادشاہ کیتا رِنج خدا
لکھیا دیکھ یزید پھیر دل وچ ہو یا شاد — توں کیوں جھُریں عتبیا! تینوں دیساں داد
منصب ہور ودھایا گھلّ دتا سر دپا — مارا امام حسینؑ نوں کرکے کوئی وا
عتبے دا دل کنبیا، لکھیا دست لیا — وَیری شاہ حسینؑ دا راتیں چھُپ گیا
کہے امام حسینؑ نوں توں سن میری گلّ — لکھیا پھیر یزید دا آیا میرے وَلّ

یتیوں چاہے مار یا حضرت دے فرزند
ہیر اڈنا حسنؑ نوں اوس کرائی بند

میں کی کراں عُتبیا! امرت العافوں دیہہ
عتبہ کہے امام نوں کر ہیر وطن دیہہ

شہر مدینہ چھڈ نوں، مکے کرنوں واس
اوتھے فتح نہ کیسے دی، کھو دکھانوں پاس

مصلحت شاہ حسینؑ نوں دل وچ لگی خوب
شہر مدینہ چھڈیا، دشمن ہون منغوب

روضے پاک رسولؐ دے، دعا کرن لگیا
آکھیں ..... پھر اوہ مکہ اں وچ پیا

روضے کہہ کے فاتحہ، سُتا کہ کے خواب
دیکھے پاک رسول فوں، نوکیتی مہتاب

حضرت بیٹھا چنؑ جیوں تارے لاٹاں یار
گردے گردی ایتنے چن جویں پروار

## احمد:

اورنگ زیب کے زمانہ میں احمد نے ہیر رانجھا کا قصہ لکھا جو ۱۶۹۳ء میں مکمل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ مقبل اور وارث نے اسی کی تقلید میں قصہ ہیر رانجھا تصنیف کیا۔

### نمونہ کلام

نظم باز پھر وا وچ کھیڑیاں دے جائے اتنیں پاؤندا جھاتیاں جی
اِک ہسدیاں کھیڈدیاں گاوندیاں نی، اِک بیٹھیاں چپ چپاتیاں جی
کوئی ساولیاں کوئی گوریاں نی، کوئی لمیاں کوئی سنگھاتیاں جی
اِک ہتھے دن انوپ کھڑیاں، اِک سوہنیاں نی اِک واتیاں جی
اِک نظر چھپا کے ویکھدیاں اِک ظاہرا ماردیاں کاتیاں جی
اِک کڈھ گھنگھٹ شرماؤندیاں، اِک کھول وکھاندیاں چھاتیاں جی

کوئی ویاہیاں کوئی کواریاں نے سبھے رنگ بھریاں رس مانیاں جی
کدوں آلیوں وے راولا جا کہہ دے مل ناتھ نوں پچھدیاں باتیاں جی

## میراں :-

اسی زمانہ میں میراں نے عیش نامہ اور ایک سی حرفی ہیر تصنیف کی۔

نمونہ کلام

ب۔ برہاں نے مار ستایا میں میرا حال بھی بہت بے حال ہویا
نیندوں کھاونا پیونا ہنس کھیل سب خراب خیال ہویا
ستیاں چھڈ گیاں میں اکڑی نوں، میرا جانناں دکھاں دے نال ہویا
مرن سکھ توں جگ تل بیٹھدا اے، دکھ کٹنا بہت محال ہویا

## شاہ ظریف :-

آپ لاہور کے رہنے والے تھے۔ ان کا زمانۂ حیات ۱۰۳۴ھ سے ۱۱۱۱ھ تک بتایا جاتا ہے۔ آپ کی ایک سی حرفی مشہور ہے۔

نمونہ کلام

ت۔ توڑیا کفر نوں شاہ مرداں نال کر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چور کیتا
سے کے سبق قرآن دا نبی کولوں منسوخ توریت زبور کیتا
مسلمان کیتا علی کافراں نوں سینہ صاف دلاں ادہ پُر نور کیتا
لکھ واری علیؓ دے نام اُتوں دکھ درد ظریف دا دور کیتا

اِن شعراء کے علاوہ اِس دور میں کچھ فنی شعرا بھی نظر آتے ہیں، جنہوں

نے مذہبی اور رومانی شاعری کے علاوہ کچھ ایسی تصانیف پنجابی میں کیں جو کہ نصابی کتب کے طور پہ استعمال ہوتی رہیں۔ جن کا ذکر گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔ جن میں سے فارسی نامہ

عبدالرحمٰن قصوری کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ ؎

قسم غلّہ کے سُن توں یار — تیرے اگے کراں اظہار
گندم کنک علیف ہے موٹھ — شاماخ سوانک لب ہے ہونٹھ
ارزہے چاول جرّت جوار — عدس مسور کم ہے کار
ارزاں چنیاں کنک نے کال — گاؤرس مڈھل مٹک چُوال
جاورش باجرا، شعیر ہے جَو — کودرم، کودہرا ترس ہے بھَو
سرشف سرسوں خردل رائی — سمسم کُنجد تل ہے بھائی
کتان، السی باقلہ رواہ — ریحان تُلسی دام ہے پھاہ
شملیت، میتھنی سبزت ہے سویا
حیّ زندہ مُردہ ہے مویا

اس کے علاوہ اللہ باری، واحد باری اِس دَور کی اِس موضوع کی قابلِ ذکر کتابیں ہیں۔

## نعمت خاں جانؔ

آپ کا پورا نام دیوان نعمت خاں تھا، جانؔ تخلص کرتے تھے۔ سن پیدائش ۱۶۵۰ء بکرمی اور وفات ۱۷۲۹ء بکرمی۔ فتح پور آگرہ کے باشندے تھے۔ اِن کی وار "دیوان الف خاں دی وار" کے نام سے مشہور ہے۔

نمونہ کلام

نام محمد لیجیے سبھناں سردار　　پنتھ وکھالیا دین دا سگلے سنسار
جنہاں کلمہ آکھیا تے لگے پار　　دل میں رکھیا جن دغا تے سٹی مار

## بہاری لال :-

گورو گوبند سنگھ جی کے درباری شعرا میں سے تھے۔

نمونہ کلام

ہائے محبت کہی لائی میرے سینے اندر رڑکے
جیوں جیوں دیکھاں باغ ماہی دا میرے اندر آتش بھڑکے
امبڑی جھڑکے مینوں بابل مارے مینوں دیر بلا دن لڑکے
ایس دکھ وڑے دی آتش کولوں دم نکل جاوے سڑکے

## چراغ :-

چراغ دین چراغ قوم اعوان، موضع کھیڑو، ضلع ڈیرہ غازی خاں کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۰۰ھ کے قریب آپ پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۱۲۱ھ میں ہیر رانجھا کا قصہ لکھا۔ زبان اکثر ملتانی ہے۔

نمونہ کلام

بھابی لال پلان کچاوے ستر سنگار بھر بندے
جت جھلے کر ہتھ مہاراں خوب سنبھال چھکیندے
بانکی چال دسن سب کھیڑے سوراں خان ولیندے

ڈنگی پیچ بدھن دستاراں کمر بند چلکیندے
شملے خوب دوپٹے چیرے سیج کنوں دل دیندے
کنگن دست بھوٹے غنوسہن وگ چلیندے

تتمہ :-

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے اپنی کتاب "اے ہسٹری آف پنجابی لٹریچر" میں مندرجہ ذیل شعرا کے نام درج کئے ہیں۔ افسوس ان کے حالاتِ زندگی اور نمونہ کلام میسّر نہیں ہو سکتے۔

**اناتھ داس** :- اس نے وچہ مالا لکھی، جو ۱۶۹۹ء میں ختم ہوئی قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی میں موجود ہے۔

**چترداس** :- سنت داس کے مرید تھے بلکہ ۱۶۰۲ء میں بھگوت گیتا لکھی۔ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

**دیال انامی یا دیال داس** :- گورو نانک جی کے بعد پانچویں گورو تھے۔ بھگت ہلاس ۱۶۷۵ء میں لکھا جس میں سماہر واٹدھ بھی شامل ہے۔ نیز اگیان پدمنی کا ایک نسخہ بھی پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

**ہردوئے رام** :- ۱۹۳۰ء میں ہنومان ناٹک تصنیف کیا جو کہ طبع ہو چکا ہے۔ ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

**حسین بالتی بلگرامی** :- باقر کے کہنے کے مطابق غلام نبی کے بیٹے تھے۔ ۱۱۵۶ھ میں راس ہرابودھ لکھا۔

**دیوان لکشمی رام:-** بدھ پرکاش درپن ۱۶۸۱ء میں لکھا۔ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

**ہرلاہد:-** وٹال چھپیسی لکھی۔ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

**سین پتی:-** گورو گوبند سنگھ جی کے معاصر تھے۔ انہوں نے چانکیہ نانی کا ترجمہ پنجابی ہندوی میں کیا جو کہ ۱۷۰۹ء میں ختم ہوا۔ انگلو سنسکرت پریس لاہور میں طبع ہوا ہے۔

**سیتا رام:-** قومی ترنج فارسی سے پنجابی میں نظم کیا۔ یہ حکمت کی ایک کتاب ہے جو ۱۶۵۱ء میں ختم ہوئی۔ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

ان شعرا کے علاوہ یوسف زلیخا کا قصہ اسی دور میں ۱۵۷۴ء میں لکھا گیا جس کا مصنف معلوم نہیں ہو سکا۔ اس کا قلمی نسخہ ڈبلن لائبریری میں موجود ہے صرف یہی نہیں اس دور میں داستان کا وسیع سلسلہ ملتا ہے جن کے مصنفوں کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔ ٹنڈا سراج۔ سکندر بہرام۔ ملک مراد۔ چندر ہار الوہار۔ رائے مہا ماتھنا۔ کلیاس ملاذو اور موسیٰ۔ ان واروں کے حوالہ جات ادی گرنتھ میں درج ہیں۔ ان میں سے اکثر واریں نانک کے زمانہ میں لکھی گئیں اور بعض نانک سے قبل کی ہیں۔ ان ادبی کارناموں سے قطع نظر فنی ذخیروں میں بھی کوئی کمی نہیں۔ حکیم درویش نے ہران سکھ فن حکمت میں پنجابی کی کتاب تصنیف کی بسیتا رام نے ۱۶۵۱ء میں فارسی سے پنجابی میں ایک حکمت کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ محمد سعید نے علم قرأت میں ایک رسالہ لکھا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

# عہدِ مغول اواخر

## سنہ ۱۱۱۸ھ تا سنہ ۱۲۱۶ھ

## تیسرا باب

اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغلیہ خاندان کا وہ عروج نہ رہا اور یہ عظیم الشان سلطنت روبہ تنزّل ہونے لگی۔ طوائف الملوکی کا دور آیا۔ سکھوں اور مرہٹوں کی یورشیں، نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں نے ملک میں ابتری پھیلا دی۔ اور پنجاب کی سیاسی حالت خراب سے خراب تر ہونے لگی۔ لیکن اس ابتری کے دور میں پنجابی شاعری نے وہ عروج حاصل کیا، جو کسی دوسرے دور کو نصیب نہیں ہوا۔ پنجابی زبان کا سرتاج الشعرا شاعر سید وارث شاہ اسی دور کی یادگار ہے۔ نیز بلھے شاہ، مقبل، علی حیدر، حامد شاہ عباسی، کوی نجابت اسی زمانے کے درخشندہ ستارے ہیں۔ اس کے علاوہ موضوع کے لحاظ سے شرعیات کا سلسلہ بھی بدستور رہا اور تصوف کے موضوع نے فنِ شاعری کو اور بھی ترقی دی۔ قصہ گوئی (رزمیہ۔ بزمیہ) عروج

پہنچی۔

شرعیات کے سلسلے میں حسب ذیل شعراء کا نام قابل ذکر ہے۔ ان کی تصانیف اُن کے اسامی کے ساتھ درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ حافظ محمد اکرم :-

گجرات سے مغرب کی جانب موضع ٹھٹی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حافظ امان اللہ بن الباری بن ابوالفضل بن فتح اللہ بن مخدوم عثمان بن مخدوم نصیرالدین ہے۔ ان کا اصلی وطن ملتان تھا۔ ۱۱۲۱ھ میں سراج القاری رسالہ شیریں اور طریقہ تلاوت وغیرہ لکھیں۔

۲۔ عبداللہ لاہوری عرف برخوردار :-

والد کا نام میاں مرزا ہے۔ انہوں نے ۱۱۳۹ھ میں ذبح نامہ پنجابی میں تصنیف کیا جس میں ذبح کے متعلق شرعی احکام درج ہیں۔

۳۔ حاجی نور محمد صاحب ساکن شیرگڑھ سندھ نے ۱۱۴۰ھ میں رسالہ میّت نامہ لکھا۔

۴۔ علاول خاں ولد درویش محمد :-

آپ نے مقدمۃ الانوار نام کا رسالہ فقہی مسائل میں لکھا، اور یہ اُس زمانے کی بات ہے جبکہ لاہور میں خان بہادر صوبے دار تھا۔

۵۔ مولوی محمد عابد وزیرآبادی :-

ان کا زمانۂ حیات ۱۱۶۵ھ بتایا جاتا ہے۔ علومِ دین کے جیّد فاضل تھے۔ حل المشکلات (شرح قصیدہ غوثیہ) نجات المساکین۔ مرغوب القلوب اور منطق کے

چند رسالے اِن کی اہم یادگاریں ہیں۔ پنجابی نظم میں رسالہ عقیقہ لکھا جس کا سنِ تصنیف معلوم نہیں ہو سکا۔

۶۔ محمد فقیر نے ۲۰ ماہ رمضان ۱۱۸۶ھ کو رسالہ راستِ گفتار تصنیف کیا۔

۷۔ غلام نبی نے یکم شوال بروز جمعہ ۱۱۸۶ھ کو جامع الوجوہات تصنیف کی جو کہ ۱۲۴۰۔ اشعار کا مجموعہ ہے اور اس میں فقہی مسائل درج ہیں۔

۸۔ حافظ رمضان:۔

ساکن موضع چک سکندر ضلع گجرات۔ ذات کے کاسبی تھے معرفت الآخرت اور کسب نامہ بافندگان اِن کی تصانیف ہیں۔ معرفت الآخرت میں قیامت کے متعلق مسائل ہیں۔ اور یہ کتاب ۱۷۳۰۔ اشعار کا مجموعہ ہے۔

۹۔ واصل گجراتی:۔

ساکن موضع خواص پور ضلع گجرات۔ انہوں نے ۱۱۹۶ھ میں معاشرت نامہ تصنیف کیا۔

۱۰۔ سید محمد مخدوم دمانی:۔

ساکن چک بگن جمالی لاداں۔ ضلع سید پور متصل پنڈ دادنخاں، ۱۰ جمادی الاول کو کسب نامہ نعلبین دوزی لکھتے ہیں جو کہ ۱۲۵۔ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱۱۔ محمد یار ولد پیر محمد:۔

ساکن کوٹ کالی، بارراکھیاں والی متصل تخت ہزارہ نے ۱۱۹۶ھ میں آفرینش نامہ (در ذکر ولادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اور ۱۲۰۲ھ ہجری میں نافع الصلوٰۃ لکھیں۔

۱۲۔ **مولوی نور محمد صاحب** ولد چوہدری جھنڈا قوم جویا۔ ساکن رانیاں تحصیل سرسہ ضلع حصار ۱۷۸۲ء میں پیدا ہوئے۔ آبِ حیات۔ خطبات مولود۔ شہباز شریعت۔ چراغ شریعت۔ خورشید شریعت۔ مفادِ شریعت آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔

اِن مذہبی شعراء کے علاوہ صوفی شعرا کی بھی اِس دَور میں کمی نہیں بلکہ پنجابی کے اکابر صوفی شعرا اِسی دَور میں سوئے ہیں جن میں سب سے پہلے ذکر خواجہ فرد فقیر کا آتا ہے۔ خواجہ فرد فقیر گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ کا زمانہ حیات ۱۷۲۰ء سے ۱۷۹۰ء تک قیاس کیا جاتا ہے۔ ۱۱۶۲ھ میں آپ نے کسب نامہ لکھا۔ آپ کی تصانیف میں سے بارہ ماہ۔ دوہڑہ جات۔ سی حرفی نصیحت نامہ کسب نامہ بافندگان۔ صوفی خیال کی پنجابی نظم میں مشہور کتابیں ہیں جن کے مجموعہ کو دریائے معرفت کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ مجموعہ متعدد بار مسلم سٹیم پریس لاہور سے شائع ہوا۔ اِن کے فقر نامہ کا ایک قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اِن کے علاوہ فرد فقیر کی شہرۂ آفاق کتاب روشن دل ہے جو کہ عبدی کے رسالہ مُنتدی، عبداللہ کی انواع اور عبدالکریم کی نجات المومنین کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب ابھی تک اسلامیہ نظامیہ مدارس میں متداول ہے۔ روشن دل میں فقہی مسائل درج ہیں جن کے متعلق فرد فقیر کے اپنے تاثرات یہ ہیں:۔

فرد فقیرا سرے تے چایا ای ڈاہڈا اہار
ایہہ اوکھے مسئلے فقہ دے سنبھل کریں شمار

کسب نامہ بافندگان میں ایک بافندہ کی صورت میں تصوف کے مسائل درج ہیں۔ فرد فقیر کا بارہ ماہ ایک خاص صنفِ سخن کا حامل ہے۔ سی حرفی کا انداز بیان

عام سی حرفیوں سے علٰحدہ ہے۔

نمونۂ کلام (روشن دل سے)

جیکر مُنی تینوں آئیکے بچھے ایہہ بیان — کیتوں ہویوں دس کھاں کہ دا مُسلمان
اگوں اُس نوں دس توں نال زبان حلیم — میں ہویا روز میثاق دا مسلمان قدیم

(باراں ماہ سے)

رتا کہندے چیستر آیا — میرے جانی کیوں چہ لایا
میریاں چشماں یوہو چھٹیاں — میں رو رو بہت نکھٹیاں
میریاں دردِاں لکیاں کڈھیاں — جاں آئی رت بہار دی
نت پتن سُکن ہڈیاں — میریاں سُولاں شاخاں کڈھیاں
سل پوچھی نار پریم دی — دل چھووے چہ ——
میں دتیاں بہت سنایا — اج رو رو آہیں مار دی

## سیّد حضرت بُلھے شاہ ؒ

سیّد بُلھے شاہ صاحب پنجابی کے سرتاج صُوفی شاعر ہیں۔ آپ کا اصلی نام عبداللہ شاہ تھا اور والد صاحب کا نام سیّد درویش محمد تھا۔ آپ کے بزرگوار اُچ گیلانیاں علاقہ سندھ سے ملکہ ال میں آکر آباد ہوئے۔ بعد میں ایک گاؤں پانڈوکے بھٹیاں تحصیل قصور میں آگئے۔ یہاں سید بُلھے شاہ کی پیدائش ۱۶۸۰ء میں بتائی جاتی ہے۔ بُلھے شاہ کی تربیت اسلامی طریق پر مساجد میں ہوئی۔ بعد میں آپ کی طبیعت میں تصوّف کا جوش پیدا ہوا اور آپ لاہور آکر ایک قادری سلسلہ کے بزرگ عنایت شاہ شطاری متوفی ۱۱۴۷ھ جو کہ علی رضا شاہ شطاری کے خلیفہ تھے اور

باغبانپورہ کے ارائیں قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، سے ملے۔ اور آپ ان کے مریدوں کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔ آپ کے کنبہ کے لوگوں کو اس بات کا سخت قلق ہوا کہ ایک سید ارائیں کا مرید کیوں ہو۔ اکٹھے ہو کر بلھے شاہ کو روکنے آئے۔ اس واقعہ کا ذکر خود بلھے شاہ صاحب نے کیا ہے ؎

بلھے نوں سمجھاون آیاں بھیناں تے بھرجائیاں
آل نبیؐ اولاد علیؓ دی نوں بلھیا توں کیہہ لیکاں لائیاں
منّ جا بلھیا ساڈا کہنا چھڈ دے پلّا رائیاں

لیکن بلھے شاہ شرابِ شوق میں سرمست تھے۔ جواباً فرمایا۔ ؎

جیہڑا سانوں سیّد آکھے دوزخ ملن سزائیاں
جیہڑا سانوں رائیں آکھے بہشتیں پینگاں پائیاں
جے توں باغ بہاراں لوڑیں بلھیا ہو جا طالب رائیاں

بلھے کو اپنے پیر سے بے حد عقیدت تھی اور اس شرابِ معرفت میں وہ اس قدر مست ہوئے کہ شرعیات سے بھی آزادانہ روش اختیار کر لی۔ آپ کی تصانیف وہ مشہور کافیاں ہیں، جن میں آپ نے سلوک و معرفت، جذبۂ حق و صداقت اور القائے الٰہی کے گیت بڑی بے باکی سے گائے ہیں۔ دیکھئے! آپ کا ایک بے باکانہ شعر کیسا زوردار ہے ؎

بلھیا! پی شراب تے کھا کباب، بیٹھاں بال ہڈاں دی اگ
چوری کرتے جنّ گھر ربّ دا، اوس ٹھگاں دے ٹھگ نوں ٹھگ

بلھے شاہ ایک عالم فاضل ہونے کے باوجود علوم کو جہالت سے تعبیر کرتے ہیں۔

لوکاں دیاں سب گلڑیاں تے اللہ اللہ دی گل
کجھ رولا پایا عالماں، کجھ ورقاں پایا جھل

بلھے شاہ کی کافیاں متعدد بار مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہیں اور لوگوں کو کافی سے زیادہ زبانی بھی یاد ہیں۔ حال ہی میں پنجابی ادبی اکیڈمی نے ایک نفیس نسخہ کلیات بلھے شاہ کے نام سے شائع کیا ہے۔ بلھے شاہ کے کلام میں عشق الٰہی، حق گوئی، بے باکی اور راست کرداری کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ زور کلام مثالی ہے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے بلھے شاہ کا نام پنجابی شعراء کی صف اوّل میں لیا جاتا ہے۔ بلھے شاہ کی وفات ۱۱۷۱ھ کو ہوئی۔

کلیات میں کافیاں۔ سی حرفیاں۔ دوہڑے۔ اوہو آ۔ اور بارہ ماہ شامل ہیں۔

ان کے کلام کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ان کی بعض منظومات کو ——— (C. S. USBRANA —) نے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ حال ہی میں ہمارے محترم دوست قریشی غلام یعقوب انور بی۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ ساکن گوجرانوالہ نے کلیات بلھے شاہ کا انگریزی نظم میں ترجمہ کیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہوا۔

نمونہ کلام

وید قرآناں پڑھ پڑھ تھکے سجدے کر دیاں گھس گئے متھے
نہ رب تیرتھ، نہ رب مکے جس پایا تس نور جمال

عشق دی نویوں نویں بہار

ہیر رانجھے نے ہوئے میلے بھل ہیر ڈھونڈیندی بیلے
رانجھا یار بغل وچ کھیلے سدھ نہ رہیا سرت سنبھال

عشق دی نویوں نویں بہار

پھُوک مصلّی تے بھنّ سوٹا　　نہ پھڑ تسبیح عاصا لوٹا
عاشق کہندے دُے دُے ہوکا　　ترک حلالوں کھا مُردار

عشق دی نویوں نویں بہار

عمر گنوائی وچ مسیتی　　اندر بھریا نال پلیتی
کدے نماز وحدت نہ نیتی　　ہن کرناہیں شور پُکار

عشق دی نویوں نویں بہار

جاں میں سبق عشق دا پڑھیا　　مسجد کولوں جھوڑا ڈریا
ڈیرے جا ٹھاکر دے وڑیا　　جتھے وجدے ناد ہزار

عشق دی نویوں نویں بہار

عشق بھلایا سجدہ تیرا　　ہن کیوں پانویں اینویں پھیرا
بُکھّا ہوندا چپ بتیرا　　عشق کریندا مارو مار

عشق دی نویوں نویں بہار

ناں میں مومن وچ مسیتاں　　ناں میں وچ کفر دیاں ریتاں
ناں میں پاکاں وچ پلیتاں　　نہ میں موسیٰؑ نہ فرعون

بلھیا کیہ جاناں میں کون

نہ میں بھیت مذہب دا پایا　　نہ میں آدم حوّا جایا
نہ میں اپنا نام دھرایا　　نہ وچ بیٹھن نہ وچ سَون

بُلّھیا! کیہ جاناں میں کوَن

اوّل آخر آپ نوں جاناں　　نہ کوئی دوجا ہور پچھاناں
میتھوں کوئی نہ ہور سیانا　　بُلّھیا شوہ کیہڑا ہے کون

بُلّھیا کیہ جاناں میں کوَن

نہ خدا مسیت نہ مندر نہ خانے کعبے　　نہ خدا فُرقان کتابیں نہ خدا نمازے
نہ خدا اے تیرتھیں اینویں پنڈے جھاکے　　بُلّھیا شوہ نوں مرشد ملیا چُھٹّے سب تقاضے

حاجی لوک مکّے نوں جاندے اساں جاناں تخت ہزارے
جتّول یار اوتے ول کعبہ بھانویں نیکھ کتاباں چارے

## سیّد علی حیدر:-

سیّد علی حیدر ضلع ملتان کے قصبہ قاضیاں میں یکم شعبان ۱۱۸۱ھ مطابق ۱۷۶۹ء پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام شیخ محمد امین تھا۔ آپ جیلانی سیّد تھے اور خواجہ فخرالدین دہلوی کے مُرید تھے۔ پنجابی صوفی شعرا کی مصنفہ مس راما کرشنا لاجونتی آپ کے سیّد ہونے پر شک کرتی ہیں۔ علی حیدر کا کلام صوفیانہ حقائق سے بھرپور ہے۔ اگرچہ یہ بلّھے شاہ کے کلام کے پایہ کا نہیں۔ تاہم اکابر شعرا کے کلام شامل ضرور ہوتا ہے۔ ان کا یہ کلام مدت تک غیر مدوّن رہا جس کو بعد میں ملک فضل دین گگے زئی نے حضرت غلام میراں کی مدد سے مکمل کر کے "مکمل مجموعہ ابیاتِ علی حیدر" کے نام سے ۱۳۲۵ھ میں شائع کیا جس میں چھ سو حرفیاں شعرق

ابیات اور ایک قصہ ہیر شامل ہے۔ قصہ ہیر تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ علی حیدر ملتانی کا نہیں بلکہ غلام قادر حیدر جلال پوری کی تصنیف ہے۔ اور اس مصنف کا قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ علی حیدر کی وفات ۱۱۹۱ھ میں ہوئی۔

## نمونہ کلام

ت :۔ تاریاں لاریاں تینڈیاں نے مینوں لاریاں کاریاں ماریاں فی
ہیر جیہیاں سے گولیاں گھولیاں نے عدتے کیتیاں تے تیتھوں وا ریاں فی
چوہڑ مار تروڑ پاسے پاسے، توڑ دتیاں ہڈیاں ساریاں فی
حیدر کون کھلاریاں، تیتھوں اساں جتیاں بازیاں ہاریاں فی

ا :۔ ایتھے اوتھے اساں آس تینڈی اتے آسر اتینڈڑے ورداے
مہیں سب حوالڑے تینڈڑے فی اساں خوف نہ کھندڑے چوراے
توں ہی جان سوال جواب سبھو، سانوں خوف نہ اوکھڑی گوراے
علی حیدر نوں سک نہیں تینڈڑی اے تینڈے باجھ ناہیں ساکی ہوراے

ع :۔ عشق ماہی دی بھٹی تپ دی، تپ دی تے بھاہ بھاہ کرے
عاشق سڑوے تے تڑ تڑ کردے باہر عشق پیا واہ واہ کرے
سلیمان بھٹیاری دا بھٹ جھوکے اتے سنگ مچھیانی دے ڈاہ کرے
جنہاں اپنا آپ ماریا دے حیدر تیری جنت دی کی پروا کرے

ع :۔ عرش کنبے ہوئے عشق دی تھیں، کرسی ہو حیران کھلو رہی
پیا شور رسی وہاں جہاناں اندر تدوں چھپ کے کینی سی جال وچی
عاشق ب پت نہ جاندے فی نہیں جاندے صیغہ امر نہی
حیدر والے جائیے انہاں عاشقاں دے جنہاں امر وچوں کیتا رب حیّ

## مُقبل :۔

مُقبل محمد شاہی عہد کا مشہور اور نامور شاعر ہے۔ آنکھوں سے نابینا تھا۔ قصہ ہیر، جنگنامہ امام حسینؑ، اور ایک سی حرفی در مدح پیران پیر آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ جن میں سے قصہ ہیر بہت مشہور ہے۔ اِس قصہ میں کل ۴۳۳ بند ہیں۔ مختصر ہونے کے باوجود جامع اور دلکش ہے۔ وارث شاہ کی ہیر اسی کی تقلید میں لکھی گئی۔ اس کا جنگنامہ ۱۱۵۹ھ تا ۱۱۶۰ھ میں نظم ہوا۔ مقبل کی تصنیفات متعدد بار شائع ہو چکی ہیں اور بازار میں عام ملتی ہیں۔

نمونہ کلام۔ (ہیر میں سے)

راجے عدلی نے وہاں نوں وداع کیتا داتے رب دا نام دھیا کے جی
ہیر آکھدی رانجھنا جان میری! کران گل جے سنیں دل لا ئیکے جی
ساڈا عشق قبول درگاہ پیا، لیلیٰ مجنوں دے نال رلائیکے جی
میں آکھنی ہاں گل منّ میری مُقبل سوال خدا دا پائیکے جی

پہنچی جھنگ سیال نوں ہیر ڈھونڈھی، رانجھا تخت ہزارے نوں جاوندا اے

پنج پیراں نوں رانجھنے یاد کیتا، پلے کن درست کراوندا اے

## امام حسینؑ کی شہادت

زینب آہیں ماریاں، نلے آپ کلثوم — ویرا سانوں کر گیوں نمانیاں تے مظلوم
بی بی چوڑا بھنیاں پٹ پٹ سٹے وال — سایاں کر پٹدی، چیکاں مار بے حال
نکّاں نتھ اتار کے کہندی کر کر وین — ڈیرا رنڈا کہ کیوں دد لوشاہ حسینؑ

## سیّد وارث شاہ :۔

سیّد وارث شاہ پنجابی زبان کا بلا شبہ سرتاج الشعرا رشاعر ہے۔ اور پنجابی زبان اِس ہستی پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے لیکن یہ بات نہایت افسوس سے لکھنی پڑتی ہے کہ جس قدر اِس کی شاعرانہ عظمت نمایاں ہے اُسی قدر اس کی زندگی کے حالات مخدوش ہیں۔ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش، تاریخ وفات اور خاندان کا علم کہیں سے میسر نہیں آسکا، سوائے آپ کے اس مصرعہ سے۔ ع

بناں عمل دے نہیں نجات ہوندی، پیا مارئیں قطب دیا بیٹیا دے

اِس مصرعہ سے آپ کے والد صاحب کا نام سید قطب شاہ مستنبط ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کی زندگی کے تمام پہلو غیر مصدقہ روایات پر مبنی ہیں۔

بہرحال قصہ ہیر رانجھا آپ کی وہ زندۂ جاوید تصنیف ہے جو وارث شاہ کو ہمیشہ زندہ رکھے گی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قصہ ۱۱۸۰ھ میں تصنیف ہوا۔ اِس قصہ میں وارث شاہ نے اپنا وطن جنڈیالہ بتایا ہے جو ضلع شیخوپورہ میں اب جنڈیالہ شیرخاں

کے نام سے

وارث شاہ دسنیک جنڈیالڑے دا تے مرید مخدوم قصوری دا سے

مخدوم قصوری سے بعض محقق سیّد غلام مرتضیٰ مراد لیتے ہیں اور بعض مولانا غلام محی الدین قصوری بتاتے ہیں۔ غلام محی الدین قصوری والی روایت تو قطعی طور پر غلط ہے۔ غلام مرتضیٰ صاحب والی روایت کے متعلق کچھ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس کے علاوہ قصّہ ہیر رانجھا کا سبب تصنیف وارث شاہ کا بھاگ بھری سے معاشقہ بتاتے ہیں جو کہ محض افواہ ہے اور ہمارے نزدیک قطعی طور پر غلط ہے۔

بعض تذکرہ نگار یہ بھی لکھتے ہیں کہ سید وارث شاہ، حضرت بلھے شاہ قصوری اور سید علی حیدر ملتانی کے ہم درس تھے۔ یہ قصہ بھی محض روایت کی حیثیت رکھتا ہے۔ وثوق سے اس کے متعلق بھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ تینوں شاعر ہم عصر ہوں۔ کیونکہ بلھے شاہ کی وفات ۱۱۷۱ھ میں ہوئی۔ علی حیدر ۱۱۹۱ھ میں فوت ہوئے اور وارث شاہ کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے ہیر ۱۱۸۰ھ میں لکھی۔ ان کے ہم درس ہونے کا ثبوت کہیں سے نہیں ملتا۔

وارث شاہ کی ہیر پنجابی ادب کا وہ شہ کار ہے جس کا جواب آج تک پیدا نہیں ہو سکا۔ لیکن اس کے بارے میں بھی یہ بات نہایت افسوس سے لکھنی پڑتی ہے کہ اس میں ترتیب کے وقت ترمیم و تنسیخ کا کام اس زیادتی سے لیا گیا ہے کہ وارث شاہ کی اصلی ہیر پر بھی شبہ ہونے لگتا ہے کہ آیا وہ اب موجود ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہیر کے ناشرین نے اس کی طباعت کے وقت ہمیشہ یہی خیال پیش نظر

رکھا ہے کہ اِس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے۔ تاکہ لوگوں میں زیادہ سے زیادہ مقبول ہو۔ اور وہ سب سے اوپر بڑے فخر سے لکھتے ہیں۔

"سب توں وڈی تے اصلی ہیر"

اس کو بڑی اور اصلی بنانے کے لیئے اشعار کا اِس قدر اضافہ کیا کہ اس کی اصلی صورت بگڑ گئی۔ اس کی طباعت کی کہانی خان بہادر مولوی محمد شفیع صاحب اور سر رچرڈ ٹیمپل لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے ہیر "ہوپ پریس" میں شائع ہوئی ۱۸۶۰ء اور ۱۸۷۰ء کے درمیان رائے صاحب منشی گلاب سنگھ، حاجی سراج الدین چراغ دین ملک ہیرا مصطفائی پریس لاہور نے یکے بعد دیگرے اِس کو شائع کیا۔ امرت سر میں بھائی چیتر سنگھ، جیون سنگھ نے بھائی میلا سنگھ صاحب کے اُستاد سے لکھوا کر گورمکھی حروف میں طبع کروائی۔ اِس کے بعد بھائی کشن سنگھ عارف اور نیاز علی نے افغانی پریس سے طبع کرائی۔ اس کی اِس قدر مقبولیت سے اس پر اضافات کا سلسلہ شروع ہوا، چنانچہ اِن اضافات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

میاں رُکن دین کے نسخہ میں ۱۶۷۳ مصرعے ہدایت اللہ نے زیادہ کہے۔ میاں پیرا نذتہ نے ۱۱۹۲ مصرعے، محبوب عالم نے ۷۵۰ مصرعے، محمد دین سوختہ نے ۷۹۴ مصرعے، اشرف علی نے ۵۰۰ مصرعے اور عبدالرحمٰن نے ۶۶۰ مصرعے زیادہ کہے۔

اِس کے علاوہ عزیز دین نے بھی کچھ مصرعے زائد کہے، جن کی تعداد معلوم

نہیں۔ ان اضافات کے پیشِ نظر وارث شاہ کی اصلی ہیر کہاں ہے۔

ہیر کے علاوہ وارث شاہ کی تصنیفات چوہڑیٹی نامہ، معراج نامہ، اشتر نامہ، دو ہڑے، ترجمہ قصیدہ بُردہ، وصیّت نامہ اور مدح غوث الاعظم مشہور ہیں۔

نمونہ کلام

مرد صاف چہرے ہین، نیکیاں شئے صورت رَنّ دی میم موقوف ہے نی
مردِ عالم فاضل اتے اصل قابل کسے رَنّ نوں کون وقوف ہے نی
صبر فرح ہے منّیاں نیک مرداں اتے صبر دی واگ معطوف ہے نی
دفتر مکر فریب نے خچّر دادی اہناں پستیاں وچ تلفوف ہے نی
اندر خاص جے عمل نہ نیک ہووَن، انسان کہاونا زُوف ہے نی
"اِنّ کیدکُنّ" حق عورتاں دے انہاں وچ قرآن حروف ہے نی
رَنّ مرد دی سدا محکوم ہوندی، ایہہ تاں کُل مشہور معروف ہے نی
وارث شاہ ولایتی مرد میوے، اتے رَنّ مسواک دا صُوف ہے نی

چینیاں خیر دنیا مندا جوگیاں نوں، مچھی بھلڑے نوں، ماس بہمناں نی
کیف بھگت قاضی، تیل کھنگ والے، ڈوھ ٹٹناں لوگ پلیہناں نی
زہر جیوندے نوں آن سن والے، پانی ہلکیاں نوں دُھرن سا بہمناں نی
سہیا چُوہڑیاں نوں، بیاج مومناں تے، روچکڑ یدا ہونا ضامناں نی
مندی جھڑک یتیم مسکین سائل، دانوں ہٹک دینا دیاں دانیاں نی
مندا مُور رکھاں دے وچ واس کرنا، پندھ چلنا نال ارگانتاں نی

دانشمند دی مجلسوں ترک کر نی، اتے احمقاں نوں یار جانتاں نی
اوڑ خمریاں نوں، شیرا کنجراں نوں دینا اٹھیاں ضرب چھپانتاں نی
بُرا جھگڑنا نال فقیر ہوندا، جانوں مار دینا عقل دانتاں نی
وارث شاہ جیوں کھیا چوہیاں نوں سکھ ملاں نوں تے بانگ بہتاں نی

## صُبح کا منظر

چڑی چُوہکدی نال جاں ٹُرے پاہندی پیاں دُھدے وچ مدھانیاں نی
صبح صادق ہوئی جدوں آن روشن، تدوں لالیاں آن مچلانیاں نی
اِکناں اُٹھ کے ریڑھ کا پا دتا، اِک ھوندیاں پھرن دُدھانیاں نی
اِک اُٹھ کے بلیں تیار ہوئے اِک ڈھونڈے پھرن پرانیاں نی
لیاں کڈھ ہرنالیاں ہالیاں نے سیاں بھوئیں نوں جنہاں نے لانیاں نی
گھر بار رناں چکیاں جھونیاں نے جنہاں تاؤناں گُھنّ پکانیاں نی
کاروبار وچ ہویا جہان سارا، چرخے ڈاہندیاں اُٹھ سوانیاں نی
اُٹھ غسل دے واسطے جان ڈُبے، سیجاں جنہاں نے رات دیاں مانیاں نی

صبح وسدیاں جیڈ نہ بھلا کوئی، بُرا نہیں جے کم فتور جیہا
دان دیون نے جیڈ نہ عمل کوئی، ذکر رب دے جیڈ نہ نور جیہا
غصّے جیڈ ناہیں کوڑی چیز کوئی، مٹھا یار دے لباں دے بُور جیہا
صحت جیڈ ناہیں کوئی ہور نعمت، منداڈکھ نہ گھاہ نہ ٹھُور جیہا

مُردی نفس دے جیڈ پلید ناہیں، بے غیرتا بُرا نہ شُور جیہا
وارث شاہ جیہا گنہگار ناہیں، بخشنہار نہ ربّ غفور جیہا

## حامد شاہ عبّاسی :-

حامد شاہ عباسی ہنڈ چوفتہ پرگنہ پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ سن پیدائش ۱۱۶۱ھ، والد کا نام سید عطاء اللہ اور دادا کا نام سید اعظم شاہ تھا۔ ان کے دادا تبلیغ اسلام کی غرض سے ہندوستان میں علاقہ ماوراء النہر سے آئے تھے۔ حامد شاہ، نُورپُور کے راجہ کے مصاحبوں میں سے تھے اور اپنے گاؤں میں امام مسجد تھے۔ حامد شاہ کثیر تصنیفوں کے مالک ہیں تفصیل جن کی ذیل میں درج ہے۔

۱۔ جنگ نامہ حامد۔ (۲) اخبار حامد۔ (۳) ہیر حامد (۴) گلزار حامد۔ (۵) تفسیر حامد۔ (۶) فقر نامہ جدید (۷) احکام الصلوٰۃ۔ ان میں سے جنگنامہ اور ہیر بہت مشہور ہیں۔ جنگنامہ حامد ۱۱۸۱ھ میں شروع ہوا تھا اور ۱۱۹۱ھ میں پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

### نمونہ کلام

اکھیاں قاسم شیر دیاں میٹھے مہتّاں نال — ریش مبارک اُپّروں پُوسنجے خون رُوال
زلف قاسم شیر دی جوسی گرد غبار — کنگھی زلفاں پاک کر ہوئی بہت بھنجال
کہندی میر باقاسماں، ہویوں وچ شہید — کیہہ کھڑیا تُدھ سی الیں شہ یزید
بے تقصیر امار یوں کوئی نہ گناہ — نہ سی دشمن کسے دا بندہ نیک اللہ

اُٹھیں میرا قائمؔا! نال میرے لگ گل  جگر دا اچھالا ہو گیا، گیا کلیجے سَل

## صدیق لالی :-

صدیق لالی کے حالات کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے۔ صرف یہی معلوم ہو سکا ہے کہ آپ نے ۱۱۳۵ھ میں قصّہ یوسفؑ زلیخا تصنیف کیا جس کے متعدد نسخے پُرانے کتب خانوں سے دستیاب ہوتے ہیں۔

## نجابت :-

"نادرشاہ دی وار" پنجاب کے علاقہ میں ایک اہم کتاب ہے جو گذشتہ زمانے میں مراسیوں اور بھانڈوں کو زبانی یاد تھی اور وہ عام مجلسوں میں ایک خاص انداز سے سنایا کرتے تھے۔ لوگ اِس وار کو نہایت اشتیاق اور انہماک سے سنتے تھے۔ اِس میں نادرشاہ کے ہندوستان پر حملہ کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ ۱۸۹۲ء میں سر ایڈورڈ میکلیگن صاحب بہادر جب کالونائزیشن آفیسر مقرر ہوئے تو انہوں نے خانقاہ ڈوگراں کے ایک میراثی سے سُن کر اسے مرتب کیا اور رومن رسم الخط میں لکھا۔ اِس کا کچھ حصّہ "خالصہ نیگ ٹین میگزین" میں شائع ہوا۔ پھر خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی نے مینیجر میگزین کی اجازت سے اسے ٹریکٹ کی شکل میں شائع کیا۔ پھر یہ وار پنجاب ہسٹاریکل ایسوسی ایشن کے جرنل جلد ۶ نمبر ۱ میں شائع ہوئی۔ اس کے مصنف کے بارے میں محققین کچھ وثوق سے نہیں کہہ سکے بعض کا خیال ہے کہ یہ علاقہ پنڈی کے شاہ چراغ کی تصنیف ہے۔ جس کو نجابت نے بنا سنوار کر اپنے نام کر لیا۔ ہمارے نزدیک نجابت والا سلسلہ بھی قابلِ وثوق نہیں۔ بہرحال لوگ

اس کو نجابت کی "نادرشاہ دی وار" کہتے ہیں۔

نمونہ کلام (دہلی کی تاریخ)

اوّل دہلی کو روڑاں گھرا پنے پائی — فیر لئی سی غوریاں کجھ مدت وسائی
فیر چوہاناں رکھیا خوش رنگ کرلائی — فیر لئی پٹھاناں، گھر چھ تھے آئی
فیر لئی بابرکیاں چوغطیاں دھرسارکوہائی — دہلی نت نوو رنگیں رت دھڑی لوائی
تُد لکھ کھپائیاں کھونیاں مہر ذرا نہ آئی — اِک ماریں اِک سر دھریں رنگ حُسن سوائی
نویاں کل ولائتاں جگ بھرے دوہائی — ماس کھائے راج پتّراں جو بکر قصائی
دہلی توں شہزادیاں کھہہ ہوندی آئی

## محرم شاہ :-

محرم شاہ کی ایک سی حرفی مشہور ہے جو کہ متعدد بار شائع ہو چکی ہے مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

## عظیم ولد محمد سعید :-

بارھویں صدی کے شعرا میں سے ہیں۔ باراں ماہ۔ قصہ لڑکا جنگ نامہ حضرت علیؓ آپ کی تصانیف ہیں، جن کے متعدد نسخے ہمارے پاس موجود ہیں۔

## عمر بخش درویش :-

آپ کی دو سی حرفیاں اور پنج بیتے لکھے ہوئے ملتے ہیں۔

## میاں اشرف :-

لاہور کے رہنے والے تھے۔ ۱۱۳۶ھ میں وفات پائی۔ آپ نے باراں ماہ اور جوبر گئے لکھے۔

اسی طرح شاہ حبیب اور مولوی جان محمد صاحب ساکن جانی والا اِس دَور کے شعراء میں سے ہیں۔ مولوی جان محمد صاحب کی وفات ۱۲۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی ایک سی حرفی اور رسالہ رسّیا مشہور ہیں۔

نمونہ کلام

ایس پلنگڑی مینوں پاٹی دلگیری ویکھ پاوے غم آوے
ہِنّیاں کڑکن وانگ سنیاّں، مینوں سیر وشیر ڈراوے
چُولوں سوَل اُٹھے مَن میرے مینوں نہ من کھاون آوے
جان محمدا ہیٹھ پئی پلنگڑی جتھے پیارا نظر نہ آوے

## فیض اللہ :۔

تحفۃ العاشقین کے مصنّف ہیں جس میں حضرت موسیٰؑ کی تاریخ درج ہے۔ اِس موضوع پر اتنی ضخیم کتاب تاحال نہیں دیکھی جا سکی۔ کتاب کا قلمی نسخہ ناقص الاخر ہے جس سے فیض اللہ کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ صرف قرائن سے اندازہ کیا گیا ہے کہ یہ محمد شاہی دَور کا آدمی ہے۔

## مولوی رُکن دین :۔

آپ نے ۱۱۳۶ھ میں جنگ نامہ امام حسین علیہ السلام لکھا جو کہ روضۃ الشہدا کے نام سے مشہور رہے۔

## شیخ امام الدین :۔

آپ ہری پور ہزارہ کے باشندے ہیں۔ ایک رسالہ "نمانی جنڈڑی" اور ایک سی حرفی آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔ نمانی جنڈڑی ۱۱۹۴ھ میں لکھی گئی۔

## میاں چراغ دین اعوان :-

پنڈ کھیتر متصل ہرنڈ ضلع ڈیرہ غازی خاں کے رہنے والے تھے۔ اورنگزیب کے بیٹے معظم خاں کے کہنے پر قصہ ہیر رانجھا ۱۱۲۱ھ میں تصنیف کیا۔

اِن کے علاوہ میاں نعیم، سائیں لنگھاہ مسکین۔ غلام رشید۔ مولوی بخشا۔ سری بھگ صاحب۔ اگر امصنف" حقیقت رائے دی وار" اِس دَور کے مشہور شاعر ہیں۔ گلاب سنگھ اور بہل لاہوری بھی اِس دَور کی اہم یادگاریں ہیں۔ گلاب سنگھ کا بارآں ماہ اور بہل کی ہیر اور قصہ سسی پنوں بہت مشہور ہیں۔

### نمونہ کلام گلاب سنگھ

چیتر چا معشوق ملن دی زلف کنڈل وچ پلدے ڈنگ چلدے
نازک کمر ویکھ دلبر دی خاطر شیر نہ آوے سو سر تاوے
نرگس نین، صُراحی گردن، لباں لعل وکھلاوے مار مکاوے
گلاب سنگھا سوہنی دے باہجوں کونج وانگوں کُرلاوے نظر نہ آوے

### نمونہ کلام بہل

ص۔ صفائی دل دی باہجوں ناہیں قُرب حضوری تے منظوری
بے صبراں نوں حاصل ہیرے ناہیں اجر ضروری رُتبہ نوری
اوّل آخر ظاہر باطن لپ سے نہ کوئی پوری باجھ صبوری
کریں متابعت ہیرے بہل نہ کر بے شعوری تے مغروری

# سکھی عہد

## سنہ ۱۲۱۶ھ تا سنہ ۱۲۶۶ھ

# چوتھا باب

مُغلیہ خاندان کے زوال کے بعد ہند و پاکستان میں سکھوں کا عروج ہُوا۔ یہ سارے کا سارا دور مُلکی بد امنی کا دَور تھا جس میں علم و ادب کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی گئی۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ پنجابی زبان کے متعلق سکھوں کی رائے ہے کہ یہ اُن کی زبان ہے۔ کیونکہ اِس کی ابتدا اِن کے مذہب کے بانی گورو نانک سے ہوئی۔ مسلمان پنجابی زبان کے اِس لئے دعویدار ہیں کہ پنجاب میں اِس کی ترویج اُن کی آمد سے ہوئی اور اس کی ہیئت کذائی انہیں کی زبانوں فارسی، عربی کے اختلاط سے معرضِ وجود میں آئی۔ لہٰذا ان ہر دو قوموں کا دعویٰ اِس زبان کے ارتقاء میں شروع سے آخر تک کارفرما رہا۔ سکھوں نے اسے

اپنی مذہبی زبان سمجھتے ہوئے ہندوستان کی قدیم زبانوں کی چاشنی کو نہ چھوڑا اور تاحال اُنہی زبانوں کے الفاظ پنجابی زبان میں استعمال کرنے میں فخر سمجھتے ہیں اور مسلمان فارسی اور عربی زبانوں کے الفاظ سے اس کی شان کو چار چاند لگاتے ہیں اور یہ فرق تاحال موجود ہے۔

مغلیہ دور میں دفتری زبان فارسی تھی۔ سکھی دَور میں اس بات پر ہنگامہ ہوا کہ دفتری زبان پنجابی ہونی چاہیئے۔ لیکن رسم الخط اور ہر دو قوموں کی مساویانہ زبانی کے ارتقار کے پیشِ نظر سکھی دَور میں بھی پنجابی زبان دفتری زبان نہ ہو سکی اور فارسی ہی دفتری زبان رہی۔ اور پنجابی کے ارتقار کا سلسلہ جُوں کا توں ہی رہا۔ البتہ حسب سابق ذریعۂ تعلیم مساجد میں پنجابی ہی تھا۔ شعر و سخن کے باب میں نظم کے موضوعات جوں کے توں رہے لیکن اس دَور کے شعرا کو اتنا فروغ نہ ہوا جس فروغ کے حامل گذشتہ ادوار کے شعرار ہیں۔ البتہ ہاشم شاہ، خواجہ غلام فرید۔ احمد یار۔ قادر یار اور میاں عبدالحکیم ملتانی وہ چند ہستیاں ہیں جن کو اس موضوع میں کسی صورت میں بھی بھولا نہیں جا سکتا۔ اس دَور کے شرعیات کے سلسلہ میں مولوی سید احمد اور حافظ خان محمد خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ رزمیہ شاعری کے باب میں حاتم علی اور میاں مصطفیٰ نے جنگ نامہ امام علی الحق لکھ کر اور پیر محمد نے "چھٹیاں دی وار" لکھ کر اس موضوع کو پورا کیا۔ شاہ محمد نے سکھوں اور انگریزوں کی لڑائیاں لکھیں، جن میں شاہ نامہ فردوسی والا جوش و خروش تھا۔ اس دَور کے ان نامور شعرار کا ذرا تفصیلی ذکر آئندہ اوراق میں ہو گا۔

حسب سابق مسلمان اپنا شرعیات کا سلسلہ پنجابی زبان میں بیان کرتے

آئے، کیونکہ مساجد میں تعلیم پنجابی زبان میں ہوتی تھی۔ اِس لحاظ سے اِس دَور میں بھی شرعیات کا سلسلہ پنجابی زبان میں کافی سے زیادہ موجود ہے۔ البتہ فقہی مسائل سے اسلامی قصص کا ذخیرہ نسبتاً زیادہ ہے۔ مذہبی لٹریچر کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

**شاہ حسین**۔ ساکن موضع ڈھینڈا، ضلع ہری پور ہزارہ میں دس جمادی الاوّل ۱۲۵۲ھ میں تنبیہہ المشرکین، بدعات سنیہ کے رد میں تصنیف کی جو کہ ۱۳۰۰ھ میں مطبع محمدی میں طبع ہوئی۔

**حافظ خان محمد** نے ۱۲۴۲ھ میں رسالہ مفید العلماء تصنیف کیا جس میں فقہی مسائل درج ہیں۔

## غلام محی الدین قصوری:۔

قصور کے جلیل القدر علماء سے ہیں، جن کی فارسی تصنیف تحفہ رسولیہ اسلامی نظامیہ مدارس میں کافی عرصہ تک متداول رہا۔ اِس کے علاوہ اِن کی فارسی تصنیفات حلیہ شریف۔ شرح دیباچہ گلستان سعدی عربی۔ متفرق منظومات عربی، فارسی اور مکتوبات مشہور ہیں۔ آپ نے پنجابی نظم میں مسائل حج اور درود مستغاث کا ترجمہ پنجابی نظم میں کیا۔ مولانا صاحب موصوف کی وفات ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک قصور میں مرجع خاص و عام ہے۔

## سید احمد ناظم:

شاد یوال ضلع گجرات کے جلیل القدر علما میں سے ہیں۔ آپ کا اصلی وطن قلعدار ضلع گجرات ہے۔ حافظ خان محمد صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ فارسی عربی اور پنجابی میں آپ کی تصانیف مشہور ہیں۔ عقائدِ ناظم فارسی نظم،

مُتاصل البدعت رسالہ بجواب مولوی غلام رسول صاحب ساکن قلعہ میہاں سنگھ
ایک رسالہ بجواب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی بزبانِ عربی 'ارشاد الجاہلین'
پنجابی زبان میں آپ کی مشہور کتاب ہے۔ آپ کی وفات بروز یک شنبہ بوقت
ظُہر ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ میں ہوئی۔

## حافظ پسروری :-

ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ رسالہ فتح القلوب ۱۲۸۰ھ میں
کسی محمود کے کہنے پر مسجد چنگڑاں میں بیٹھ کر لکھا جس میں مرزا میر کی تردید ہے۔
گُل حسن نے اِسی دَور میں ایک رسالہ عدد وسی ۱۳۰ مسئلہ تصنیف کیا۔ اِس سے مزید
اِس کے حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

بہار شاہ ولد حافظ عظمت اللہ قریشی نے رسالہ راحت الفقراء تصنیف
کیا جس کا قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔

عبدالنبی نے ایک رسالہ بنام کوٹھا پنجابی نظم میں لکھا جس میں وضو اور
نماز کے فرائض اور سنن درج ہیں۔

خدا بخش نے بدعت نامہ دھونکل ۱۲۶۶ھ میں لکھا جس میں میلہ
دھونکل کی بدعات کا ذکر ہے۔

اِن شرعیات گو شوارا کے علاوہ بعض شعرا کے اسلامی قصص بھی اِس دور
کی یادگار ہیں جن میں سے مُراد علی کا قصہ "وفات نامہ بی بی فاطمہ" مشہور ہے۔

محمد بخش نامی ایک شاعر نے جنگ نامہ عمر تصنیف کیا۔ حافظ نامی شاعر
نے معجزہ حضرت سلیمان فارسی سے پنجابی میں منتقل کیا۔

## صُوفی شعرار :۔

اِس دَور میں کچھ صوفی شعرار کا سلسلہ بھی نظر آتا ہے جن کا کلام زبان زد خاص و عام ہے۔ اِن سب کے سرکردہ سیّد ہاشم شاہ سکھی عہد کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔ یہ امرتسر کے ایک گاؤں جگدیو میں ۱۷۵۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۳۳ء میں وفات پائی۔ آپ کی قبر بھقر پاک ضلع سیالکوٹ میں بتائی جاتی ہے۔ ہاشم شاہ کے حالاتِ زندگی کے متعلق دو متضاد روایات دیکھنے میں آئی ہیں۔ بادا بدھ سنگھ صاحب بہیا بول میں لکھتے ہیں۔ ہاشم شاہ ولد قاسم شاہ قوم ترکھان جگدیو پنڈ ضلع امرت سر میں پیدا ہوئے تعلیم معمولی تھی۔ جب رنجیت سنگھ کا والد مہاں سنگھ فوت ہوا تو ہاشم شاہ نے مرثیہ لکھ کر پیش کیا جس سے یہ درباری شاعر بنا دیے گئے۔ پنجابی صوفی شعرا کی مصنفہ مس راما کرشنا لاجونتی بھی اِسی روایت کو صحیح مانتی ہے لیکن اُن کی رنجیت سنگھ کے دربار میں رسائی کا ذکر نہیں۔ مزید براں لکھا ہے کہ اُس کو درباری زندگی سے نفرت تھی جس کے استشہاد میں وہ شعر پیش کرتی ہیں ؎

کہہ سُن حالی حقیقت ہاشم ہن دیاں بادشہاں دی
ظلموں کوک گئی اسمانیں دکھیاں روز دلاں دی
آدمیاں دی صورت دسدے راکھش آدم خورے
ظالم چور رلیت زناہی خوف خداؤں کورے
بس ہُن ہور نہ کہو کجھ ہاشم جیوں رب رکھے رہنا
ایہہ گل نہیں فقیراں لائق بُرا کسے نوں کہنا

اس کے برعکس مسلمان محقق محمد سرور مصنف "پنجابی ادب" اور عبدالغفور قریشی "مصنف پنجابی زبان وادب" تے تاریخ "لکھتے ہیں۔ کہ ہاشم شاہ ۱۷۵۳ء میں ضلع امرت سر کے ایک گاؤں جگدیو میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حاجی محمد شریف ایک قریشی النسل عرب تھے۔ جنہیں جگدیو کا ایک بڑھئی اللہ بخش نامی فریضۂ حج کے موقع پر عرب سے اپنے ساتھ لے آیا۔ حاجی محمد شریف صوفی منش بزرگ تھے۔ انہوں نے ہاشم کی تربیت اس ڈھنگ پر کی کہ ہر شخص محسوس کرتا تھا کہ یہ بچہ ایک بہت بڑا صوفی بن جائے گا۔ چنانچہ ۱۴ سال کی عمر میں ہاشم نے عربی، فارسی اسلامی علوم پر کافی عبور حاصل کر لیا۔ بہرحال ہاشم شاہ ایک اچھے پڑھے لکھے انسان تھے۔ ان کی مہاراجہ کے دربار میں رسائی کے متعلق بھی اس کی غیر مصدقہ روایات موجود ہیں۔ جو بخوفِ طوالت حذف کی جاتی ہیں۔

**تصنیفات:** سسی پنوں۔ سوہنی مہینوال۔ ہیر رانجھا۔ لیلیٰ مجنوں۔ شیریں فرہاد۔ چنتاہر۔ زبدۃ الرمل۔ ٹیکا پنج گرنتھی۔ گیان مالا۔ راج نیتی۔ دیوان ہاشم۔ چہار بہار ہاشم۔ بیاض ہاشم۔ دوہڑے ہاشم۔ شلوک ہاشم۔ کافیاں ہاشم بتائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ محمد سرور صاحب نے آپ کی فارسی غزلیات اور قصہ یوسف زلیخا فارسی کا بھی ذکر کیا ہے۔

## نمونہ کلام

### سسی کو دریا میں ڈالنے کا واقعہ

واہ کلام نصیب سسی دے نام لیاں دل ڈردا
تختوں چا سٹی سلطاناں جیہڑے در دردا

بیل غریب ناقابل جیہا، چاز میں سرمہ دھردا
ہاشم جانہ بولن والی جو چاہے سو کردا
جس اُستاد صندوق سسی دا گھڑیا نال قہر دے
افلاطون ارسطو جیہے ہون شاگرد ہنر دے
زینت زیب سکھن سب اس تھیں دلبر چین مصر دے
ہاشم ویکھ ہنر بس کر دے صاحب عقل ہنر دے
پا صندوق رڑہا سسی فوں، نوح طوفان وگیندا
باشک ناگ نہ ہا تھ لیاون، ڈھول پناہ منگیندا
پار اُوہ رار بلائیں پھیر دیاں ڈانواں ڈول زمیندا
ہاشم ویکھ نصیب سسی دے کیہہ کجھ ہو کریندا
مڑیا توڑ زنجیر صدق دا چایاں رزق مہاراں
گردش فلک ہویا سرگردان باہجہ ملال کہاراں
سورج تیز ہویا بل سولی پئیسن سان چمکاراں
ہاشم ویکھ سسی دے گھر وچ دشمن لکھ ہزاراں
گھمن گھیر چوفیر گھیرے ٹھاٹھاں لین ہولائے
لہراں نہ در کرن ہر طرفوں اِک آوے اِک جاوے
صورت شمس صندوق جڑاؤ بجلی چمک ڈراوے
ہاشم ماہ جیوں کنعانی ویکھ صندوق چھپاوے
شہر دِل باہر کوہ تپن ڈھویا دھوندا ندی کنارے

اتاں نام مثال فرشتہ بزرگ نیک ستارے
ڈٹھا اوس صندوق دوراڈا دل دے وچ چتارے
ہاشم گیوس ہوش دماغوں دیکھ صندوق نظارے

## دوہرے

رب دا عاشق ہو دن سوکھا، اتے بہتی سوکھی بازی
گوشہ پکڑ رہو ہو صابر پڑھ تسبیح بن غازی
سکھ آرام جگت اس سوہیا نے دیکھ ہوئے رب راضی
ہاشم خاک رُلاوے گلیاں ایہہ کافر عشق مجازی

جس دسّس جنگ ہجر دا پیا، تس نال لہو دکھ دھوتا
شمع جمال دتا پروانہ اتے آن شہید کھلوتا
جاں منصور ہویا سُولی نال پروتا
ہاشم عشق ایہا جیہا ملیا جنیں دین مذہب سبھ دھوتا

توڑ زنجیر شرائط نسدا جد وسدا عشق مجازی
دل نوں کٹ لگی جس دن دی اس خوب سکھی دے بازی
بھج بھج روح وڑے بت خانے تے ظاہر جسم نمازی
ہاشم خوب پڑھایا دل نوں، اس ہیبت عشق دے قاضی

## خواجہ غلام فرید :-

خواجہ غلام فرید صوفی شعراء میں بُلھے شاہ کے بعد یاد کیئے جاتے ہیں۔ آپ سہ شنبہ ۲۶، ماہ ذیقعد ۱۲۶۱ھ حضرت خواجہ خدا بخش صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام خورشید عالم رکھا گیا۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت عمرؓ بن خطاب سے ملتا ہے۔ اِن کے خاندان کے مورثِ اعلیٰ مالک بن یحییٰ عرب سے سندھ میں آئے۔ خواجہ صاحب کے والد بزرگوار سکھوں کے عہد میں نواب صادق محمد خاں اوّل کی دعوت پر بہاول پور آ گئے۔ اور دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر موضع چاچڑاں میں مقیم ہوئے۔ خواجہ صاحب کی ولادت اِسی قصبہ میں ہوئی جو بعد میں آپ کے یُمن و برکت کی وجہ سے چاچڑاں شریف کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ خواجہ صاحب عربی، فارسی، اردو، ہندی اور ماروڑی زبانوں پر پورا پورا عبور رکھتے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی علوم سے مالا مال تھے۔ آپ کی تصانیف میں آپ کا پنجابی دیوان بہت مشہور ہے جس میں تصوّف کے حقائق کافیوں کی صورت میں درج ہیں۔ آپ کی وفات ۶۸ برس کی عمر میں بروز چہار شنبہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء بوقتِ نماز مغرب حرکتِ قلب بند ہو جانے کے سبب ہوئی۔

### نمونہ کلام

اُڈ وے کاگا کالیاں توں چھڈ اساڈے پیر
توں تاں بیٹھا کر وائیں باتیاں ایڈے اُتھڑے زخم نہ چھیڑ
تینوں کُٹ کُٹ کھوانی اَں چُوریاں توں تاں منگیں دھائیں ڈھیر
فرید ادھ دیہہ رب کرے چلے وجنوں مدینے دی سیر

مفت خرید کرے کوئی ساکوں تے حال ڈیوے سجناں دا!
چین وہاڑے دے سجن سدھائے دیندا اضعف جگر نوں کھا ندا
مئے سئے ہماں پٹیاں بنھ بنھ بیٹھاں تے زخم کھڑ مچلا ندا
باہجوں پیر فرید ن یار دے ساڈی وعدن کوئی نہ لیندا

دل تیرا جے نال نہیں تیرے کا ہنوں پڑھیں نمازاں
پڑھیا علم تے عمل نہ کیتا کس کم تیریاں وعظاں
نہ گھر نہ گھر والا ڈٹھا، کِدھیاں دیں نیازاں
غلام فرید، پتہ نہ لگسی جدوں چڑی اُتے بازاں

ان صوفی شعراء کے بعد سکھی عہد کے اُن شعراء کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو پنجابی زبان میں خاص مقام حاصل ہے۔

## عبدالحکیم ملتانی ؛۔

عبدالحکیم عباسی نے ۱۲۱۸ھ میں قصہ یوسف زلیخا پنجابی میں نظم کیا۔ یہ اُچ تحصیل احمد پور علاقہ بہاول پور کے باشندے ہیں۔ یہ قصہ انہوں نے نواب بہاول پور کے نام سے معنون کیا۔ قصہ کی زبان ملتانی ہے۔ اپنے حالات یوں بیان کرتے ہیں۔

زمانے شاہِ عالی شان عالی — شجاع الملک ذی الاحسان والی
وچ احمد پور بہاول خان والی — بہاول خان ذی احسان والی

اساں ایہہ قصّہ عشقیہ بنایا — موافق فکر ناقص دے الایا
سنہ آیا سال باراں سے اٹھاراں — وہاڑے پین زیادہ دہ ہزاراں
ہیں عبّاسی ذکر سے شیخ ہوں لار — اوچاں وچ مصطفیٰ لائی میرے یار
اُچاں وچ اصل تھیں میرا ٹکانہ — وچ احمد پور دے ہے مشہور تھانہ

## حقیقتِ حال بی بی زلیخا

جد دل تتّی لگائی رات کالی — وچھائی ہجر تے غم دی نہالی
خیال اُس یار دا خاطر لیا کے — سناوے روبرو حاضر بہا کے
تساڈے درد ماری سانگ کاری — سوا تیرے کرے ہُن کون یاری
مینوں وچ خواب دے پکھڑا وکھاؤ — عزیز اسم اپنا مینوں بتاؤ
نشانی مصر دی مینوں دسائی — بھلاوے یاد کیا اینو کہائی
جو مینوں دیس تھیں پردیس آندا — وسا کے آپ اپنا دیس آندا
تسیں جا کے وڑے مڑ اپنے گھر
نہیں پچھدے جو کیا گذری ترے سر

**حاتم علی:۔**

ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ دوسرے ڈسکہ میں پرورش پائی ۱۷۴۲ء میں جنگ نامہ امام علی الحق سیالکوٹی تصنیف کیا جس میں کل ۴۲۵ اشعار ہیں۔ امام علی الحق کی شہادت ۱۷۵۷ء میں ہوئی۔

**میاں مصطفیٰ:۔** آپ ۱۷۵۱ء میں چک قاضیاں ضلع گورداسپور

ہیں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام احمد تھا۔ آپ کے والد قاضیاں چھوڑ کر کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں آبسے۔ مصطفیٰ نے جنگ نامہ امام علی الحق ۱۲۳۸ھ میں نظم کیا جس کا ماخذ حاتم علی کا جنگ نامہ ہے۔ عبدالغفور قریشی آپ کی چند سی حرفیاں اور ابیات بھی بتاتے ہیں۔

## قادر بخش وزیر آبادی :-

قادر بخش ولد مولوی غلام علی ولد حافظ محمد عابد وزیر آبادی جن کا ذکر گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔ اپنے وقت کے جیّد عالم تھے۔ خطابت اور کتابت پیشہ تھا۔ آپ نے پنجابی نظم میں کافی کتابیں لکھی ہیں لکھی ہیں جن کے قلمی نسخے بخطّ مصنّف ہمارے پاس موجود ہیں۔ اور اُن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

۱۔ قصہ قاضی چور۔ سنہ ۱۲۳۰ھ میں لکھا گیا۔ اس میں ۴۰۶۔ اشعار ہیں۔

۲۔ قصہ لیلیٰ مجنوں :۔ سنہ ۱۲۳۳ھ میں مکمل ہوا۔ اس میں ۴۶۴۔ ابیات ہیں۔

۳۔ قصہ چندر بدن مہیار :۔ سنہ ۱۲۳۳ھ میں مکمل ہوا۔ اس میں ۲۰۷۔ اشعار ہیں

۴۔ ریزہ نامہ :۔ اس میں مختلف کسب داروں کے حالات درج ہیں۔

۵۔ مسائل نادرات :۔ علم فرائض میں کتاب ہے۔ جو سنہ ۱۲۴۰ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کے ۱۴۰۔ ابیات ہیں۔

۶۔ شرح قصیدہ غوثیہ :۔ اس کا سن تصنیف معلوم نہیں ہو سکا۔

۷۔ ان کے علاوہ چند دوہڑہ جات بھی پائے جاتے ہیں۔ فارسی میں آپ کی ایک مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی عربی مناجات پر تضمین ہے۔

## احمد یار :-

حکیم احمد یار پنجابی کے اُن مقتدر شعرا میں شمار ہوتے ہیں جن کی تصانیف کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اور تمام کی تمام مقبول ہیں۔ حکیم احمد یار ۱۷۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بزرگوار سوہدرہ متصل وزیر آباد کے رہنے والے تھے وہاں سے آپ کے دادا قلعہ اسلام گڑھ متصل جلال پور جٹاں ضلع گجرات میں آبسے۔ احمد یار اِسی شہر میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ لکھتے ہیں کہ اوائل عمر میں آپ کو ایک غیر مسلم لڑکی سے محبت ہو گئی۔ اِس سلسلہ میں آپ اپنا وطن چھوڑ کر مرالہ تحصیل پھالیہ میں آبسے۔ کہتے ہیں کہ ۱۸۴۰ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ نے آپ کو لاہور بلایا اور سکھوں کی تاریخ لکھنے کے لئے کہا۔ احمد یار نے یہ تاریخ فارسی نظم میں لکھی اور اس کا نام شہنچی نامہ یا شہنشاہ نامہ رکھا جو حال ہی میں ہندوستان میں طبع ہوئی۔

پنجابی میں آپ کی بے شمار تصانیف بتائی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے اُن کی تصانیف کی تعداد چالیس بتائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کی تصانیف چالیس سے کہیں زیادہ ہیں۔ خود کہتے ہیں۔ ؎

کِسے اِک بنایا ہو دسی یا دو کِسے رسالے  چالی برس ہوئے میں لکھدیاں کاغذ کردیاں کالے

ان کتابوں کی فہرست حسب ذیل ہے :-

ہیر۔ قصہ چندر بدن۔ قصہ کامروپ۔ قصہ راج بی بی۔ سسی پنوں۔ لیلیٰ مجنوں۔ سوہنی مہینوال۔ حاتم نامہ۔ تفسیر سورۂ یوسف۔ طب احمد یار۔ قصہ تتر۔ قصہ تمیم انصاری۔ جنگ بدر۔ جنگ اُحد۔ جنگ خندق۔ تولد نامہ۔ وفات نامہ۔

ان کے علاوہ احمد یار اپنی تصانیف اِن الفاظ میں بیان کرتے ہیں ؎

باراں ماہی تے سی حرفی نہیں شمار انہاں دا

شرح قصیدے بُردے ——— ؟

شرح بہشتی غوثیہ دُسے نالے شرح امالی

ہور رسالے کجھ نہ پچھیں سے مذکور خیالی

سنے وفات ترہاں یاراں جنگ امام علیؓ دا

ویکھ شواہد قصہ لکھیا حسن حسین ولی دا

جتنی کتنی اوکھ مصیبت ——— تمیم انصاری

قصہ ڈھونڈھ مصابیح وچوں لکھی حقیقت ساری

عمر اوائل وچ بنائی شرح دعا سریانی

——— ؟

کِسے اِک بنایا ہوسی یا دو کسے رسالے

چالی برس ہوئے میں لکھ دیاں کاغذ کرن کالے

خواب نامے تے فالنامے بھی جوڑے کر تدبیراں

اسپ نامے پنجاہ جیویں جیویں کیتے حکم امیراں

ان کے علاوہ کسب نامہ مددگراں، للاریاں، دھوبیاں، درزیاں کے قلمی نسخے ہمارے پاس موجود ہیں۔

احمد یار نے ۱۸۴۵ء میں وفات پائی۔ میاں محمد بخش صاحب مصنف سیف الملوک آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ؎

فیر ولایت شعر سخن دی احمد یار سنبھالی — وھو فسا مار تخت تے بیٹھا مل پنجاب حوالی
تیغ زبان چلائی تڑکھی وچ پنجاب زمینے — سکہ ملک سخن دے اُتے جڑیوس نال آئینے
ایسی غالب بن کے چلی ضرب اوہدی وچ دھرتی — بہت صرّافاں نے چھنکائی وٹا لا نہ پرتی

بھر بھر مُکب سٹے اُس موتی ملکاں اندر ونڈے
سوہنے صاف گھنیرے قطرے بدل وانگوں چھنڈے

منونہ کلام ۔ ہیر کا حسن

سُوہا کُرتہ لہراں مارے بجلی جوبن شفق وچ — دو مُرغائیاں بحر حُسن وچ تریاں غرق وچ
یاد دہوے پھل اناری شبنم لال ورق وچ — یاد وفرنگی جنگی خونی دردمنداں دے حق وچ
یا قطب تلے دکھن پربت آ گئے سیر زمینے — جوڑے ہوئے دو لعل بدخشاں والے اُپر سینے
لک پچی چادر دے چوں دسن نیلے دیاں چھاناں — ساق بلوری دے لشکارے حسن ندی دیاں ٹھاٹھاں

سنگلی بچن کرے گرو دے کارا نجھا ایک جواناں
جھنگ سیالاں منگو چارت بار بیلے بیاباناں
ہیر سیال کے ساتھ لگا نیوں عشق کیا دیوانا ں
بھول گئی سُدھ بُدھ دُنیا کی ہو گیا پریم بہانا ں
تُم چوری کُٹ توڑے جادت اور رانجھا دو دھ ملانا ں
تُم چھاتی ادھ مسّ بھناں جوبن حُسن جوانا ں
اُس کو تُم بن، تم کو اُس بن صبر قرار ذرّہ نا ں
بھوں کمانیاں، پلکاں نیزاں دو نہہ کی جان نشانا ں

جل بل جان اگن پرہرل، دیپک پر پروانا ں
وہ مُرلی کی دُھنک سناوت، تم سنگو سنگ گانا ں
بابل تُمرے کاج رچایا، یُوں اُس کے من بھانا ں
وہ گاوت وہ اُوپر لاوت حبیب باندھا ہتھ گانا ں

## احمد یار ثانی :۔

احمد یار کی تصنیفات کا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے۔ ہمارے کتاب خانہ میں ایک ضخیم کتاب "داستان امیر حمزہؓ" پنجابی نظم میں موجود ہے مصنّف نے اپنا نام احمد یار بتایا ہے۔ سن تصنیف درج نہیں۔ کتاب میں جو کوائف انہوں نے درج کیے ہیں وہ احمد یار اوّل سے مختلف ہیں۔ لہٰذا اِس کو احمد یار ثانی کہتے ہیں۔

## قادر یار :۔

ماجھی کے ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔ ہاشم شاہ کی طرح ان کے حالاتِ زندگی متضاد روایات پر مبنی ہیں۔ بہرحال آپ سدھر ذات کے زمیندار تھے۔ یہ قوم اب بھی جھنگ، شیخوپورہ اور گوجرانوالہ کے دیہات میں آباد ہے قادر یار کی پیدائش یا وفات کی تاریخ تعیّن کرنا مشکل ہے۔ بہرحال قرینِ قیاس یہ ہے کہ اس کی وفات تقریباً ایک سو دس سال پہلے ہوئی۔ کیونکہ اُن کی آخری تصنیف معراجنامہ ۱۲۵۷ھ میں معرضِ وجود میں آئی۔ قادر یار کی تصانیف معراجنامہ بسوہنی مہینوال پُورن بھگت۔ وارہری سنگھ نلوہ اور راجہ رسالو بہت ہی مشہور ہیں۔

## نمونہ کلام

ذ۔ ذرا نہ رہی تن وچ طاقت رانی گاوندی غماں دے گیت لوکو
مَیں بھُلی آں تُسیں نہ ہورکوئی، لائیو جوگیاں نال پریت لوکو
جنگل گئے نہ ملدے نیں سُندراں نوں جوگی نئیں جو کسے دے میت لوکو
قادر یار پچھے کیہڑا دُکھ میرا، اوس وقت ہویا ہتھ چیت لوکو

س۔ رنگ محل تے چڑھی رانی رو رو آکھ دی پُورنا لُٹ گیوں
باغ شوق دے پک تیار ہوئے نیہو نہہ لا کے پورنا سڑ گیوں
گھڑی بیٹھ نہ کیتیاں رَنج گاواں جھوٹھی پریت لگا کے اُٹھ گیوں
قادر یار میاں سسی دانگ ملیوں تھلاں وچ کرلاوندی سُٹ گیوں

(ہری سنگھ نلوہ کا زخمی ہونا)

س۔ سینے سردار دے زخم لگا کنب گیا سُو چیر سریر سارا
گھر بار پُتر دھیاں یاد آئے، لگا سل وچھوڑے دا تیر بھارا
لک بنھ کے گھوڑے تے چیس دتی، اکھیں چل پیا سُو جدُوں نیر سارا
قادر یار جا قلعے بٹھالیو نے، سُن کے پنتھ ہو گیا دلگیر سارا

ش۔ شب پہنچے خدمت گار سارے جا کے ویکھ سردار دا دل جانڈا
خدمت گار نوں پاس بٹھا لیا نے ویرے بیتی دا دکھ وہا جانڈا
کوئی لیاؤ گئو منساؤ میتھوں اینہاں ساہاں دا کیہہ وساہ جانڈا
قادر یار نہ موئے دا ناں لینا، تساں دوست محمداں لُٹ پانڈا

## فضل شاہ ۱۔

سید فضل شاہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۳۷ء بمقام فواں کوٹ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ نسب امام علی نقی سے ملتا ہے فضل شاہ کے دادا باہر سے فواں کوٹ میں آکر بسے۔ مغلیہ عہد میں اُن کو بہت سی زرعی جائداد بھی بطور جاگیر کے ملی ہوئی تھی۔ آپ عربی، فارسی کے اچھے ماہر تھے۔ اور حضرت غلام محی الدین قصوری سے بیعت تھے۔ آپ اٹھارہ سال کی عمر میں فنانشل کمشنر کے دفتر میں ملازم ہوئے۔ اور تمام عمر اسی عہدہ پر گذاری۔ آپ کی تصانیف سوہنی مہینوال ۱۲۶۵ھ سسی پنوں ۱۲۸۲ھ لیلیٰ مجنوں ۱۲۸۵ھ۔ قصہ یوسف زلیخا ۱۳۰۲ھ۔ قصہ ہیر رانجھا ۱۲۸۴ھ بی حوفی ۱۲۸۵ھ اور اخلاقی اشعار کا مجموعہ بنام تحفہ فضلی ۱۲۶۰ھ میں تیار ہوا۔

فضل شاہ نے ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں وفات پائی۔ آپ کے کلام میں صنعت تجنیس کا التزام کافی پایا جاتا ہے۔

## ہیر کا حُسن و جمال

بعضے کہن پستان دو ماہیاں سن، زلفاں کنڈیاں مشکبار پیارے
بعضے کہن دو گنج رُخسار آہے ابرو چونڈیاں رُے دو نویں مار پیارے
گردن کونج گوبجدی وچ سیاں، ہیر ڈار کونجاں سردار پیارے
اکھیں خواب گوایا عاشقاں دا، نیم خواب دو نویں نرگس وار پیارے
بھوال قوس کمان کہان آہے مژگاں تیر سینے چھ ہزار پیارے
بعضے قوس قزح ابرو دہین نسبت، بعضے آکھدے ابر غبار پیارے

بس بس میاں متیں دس ناہیں، عشق جان دا نہیں بکھیڑیاں نوں
منتاں سب نصیحتیاں گھول پیواں کاہنوں چھیڑیائی اینہاں جھیڑیاں نوں
ہن گل مقصود دی آکھ مونہوں چھڈ ساریاں جھگڑیاں جھیڑیاں نوں
فضل منگ دعا خدا کولوں، جیڑا پار لائے لکھاں بیڑیاں نوں

## سسّی پنوں سے

بینوں ساتھ لدّی بن ماہوں بلوچاں بلیاں تاں بھی بلیاں
مٹھی جان مٹھی وچ گلیاں، ہونتاں مٹھیاں گلیاں سن من گلیاں
پاس مروڑاں پاس نہ پیا رالخوالوں اکھیاں بلیاں واٹاں بلیاں
فضل پنوں کر داناں کھڑیا، بھٹھ چرخہ بھیٹھ چھلیاں ہائے میں چھلیاں

## سسی حرفی سے

الف۔ الٰہی میل ماہی نوں ہیجڑی مرے تلیاں پھاٹن بلیاں
ہک ماہی نوں لے گل لاون ہک اٹھ ڈھونڈن گلیاں اس غم گلیاں
بیں نہ بھلیاں ماہی پچھے، بھلیاں بھلیاں بھلیاں
ہک تڑفن فضل پیارے باہجوں جیوں بن پانی ملیاں ڈاں بلیاں

**مولوی غلام رسول صاحب:۔** پیدائش ۱۲۳۵ھ، وفات ۱۲۹۱ھ
آپ بمقام قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ مولوی رحیم بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔

ان کے دادا نظام الدین خادم کا انشائے خاوری مشہور رہے۔ مولوی غلام رسول صاحب نے مولوی غلام محی الدین بگوی اور مولوی احمد دین صاحب بگوی سے علم حاصل کیا۔ پنجابی زبان میں آپ کا قصہ سسی پنوں مشہور رہے جو کہ ۱۲۶۴ھ میں تصنیف ہوا۔ اِس کے علاوہ حلیہ شریف۔ سی حرفی۔ اشتیاق نامہ۔ پکی روٹی آپ کی مشہور تصانیف ہیں جو کہ تمام کی تمام مقبول ہیں۔ آپ کا یہ شعر پنجابی زبان میں لاجواب ہے ؎

بلوچاں ظالماں سُن وین میرے  کجاوا یار دا کرنین میرے

سی حرفی میں دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ اِن سے بڑھ کر کسی نے نہیں کھینچا ؎

ذ۔ ذکر کریں ایتھوں چلنا ایں مال چھوڑ کے محل حویلیاں وے
نِت نرنجناں وچ نہ کتنا ایں، نہیں بیٹھنا سنگ سہیلیاں وے
مُونہاں سوہنیاں تے مٹی پا دینیں گے توڑے ہون کے پھُل چنبیلیاں وے
اللہ پاک دے نال پریت لائیں، کہُ ڑے سنگ غلام سہیلیاں وے

## جان محمد:۔

آپ بگووالہ ضلع سیالکوٹ کے باشندے تھے۔ دریائے چناب کی تباہ کاریوں کے سبب بگووالہ چھوڑ کر مُنگووال ضلع گجرات میں آبسے۔ آپ عربی فارسی کے بھی اچھے شاعر تھے اور راقم (احمد حسین احمد) کے قبلہ والد بزرگوار کے نانا تھے۔ پنجابی میں آپ کی ایک وار مشہور رہے جو "نادر شاہ دی وار" کی طرز پہ لکھی گئی ہے اور ایک مقامی جرّاح کے فنِ جراحی کی تضحیک ہے۔

## شاہ محمد :-

شاہ محمد وڈالہ ورک ضلع امرت سر میں ۱۷۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ قریشی خاندان سے متعلق تھے۔ ان کے بزرگوار مسلمان بادشاہوں کے وقت قاضی اور کارداری کے عہدوں پر فائز تھے۔ شاہ محمدؒ کی مہاراجہ شیر سنگھ کے میر منشی میاں دین محمد سے اچھی ملاقات تھی۔ آپ نے سکھوں اور انگریزوں کی لڑائیاں بینتوں میں لکھی ہیں۔ ایک قصہ سسی پنوں بھی ان کی یادگار ہے۔ آپ کی وفات ۱۸۶۲ء میں ہوئی۔

### نمونہ کلام

(رانی جند کوراں کا خفی ارادہ بیان کرتے ہیں)

جہناں ماریا کوہ کے ویر میرا میں تے کراں گی او نہاں دیاں جنڈیاں نی
دھماں سب ولائتیں پین جاکے پاواں بکسے دے وانگ ونڈیاں نی
چوڑے پہن گے کئی سہاگناں دے نتھ لونگ تے والیاں ونڈیاں نی
شاہ محمدؒا پین گے ویہن دھنگے جدوں ہون پنجاباں رنڈیاں نی

ان قابل شعرا کے علاوہ کچھ غیر معروف شعرا کا سلسلہ بھی اس جگہ درج کیا جاتا ہے جو اس دور میں ہوئے ہیں۔

### سید کرم علی شاہ :-

سکھوں کے عہد میں پیدا ہوئے اور انگریزی عہد میں وفات پائی۔ آپ پیر حسین ساکن کوٹلہ کے مرید تھے۔ مجموعہ خیال آپ کی تصنیف ہے جس میں اسی کافیاں ستر غزلیں اور بارہ لوریاں ہیں۔ کلام صوفیانہ ہے۔

## الٰہی بخش :۔

جناب خواجہ سلیمان تونسوی کے مرید تھے۔ آپ کے نور نامہ کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ نالۂ فراق آپ کی ایک مشہور نظم ہے جس کا مطلع ہے ؎

موڑ مہاراں آکر باراں چیت بہاراں آیاں نی
یار یاراں دی پاون پھیرے تیں کیوں دیراں لایاں نی

## میاں نوروز :۔

میاں محمد بخش نوروز مبارک پور ریاست بہاول پور کے باشندے تھے۔ کافیاں اور ڈیوڑھے آپ کی یادگار ہیں۔ کلام میں صوفیانہ رنگ نمایاں ہے ایک دیوان آپ کی تصنیف بتایا جاتا ہے۔

## میاں بخش :۔

ملتان کے مشہور شاعروں میں سے تھے۔ ان کی یادگار بھی کافیاں ہیں۔ کلام میں صوفیانہ جھلک ہے۔

## پیر بخش :۔

سکھوں کے عہد کے مشہور شاعر ہیں۔ سی حرفیاں خوب لکھی ہیں جن میں سے سی حرفی فرید شکر گنج خاص طور پہ مشہور رہے۔ ع

جنہاں محنتاں کیتیاں پیر بخشا گھریں اوہناں دے پیریاں میریاں نی

## مولوی نور محمد :۔

دوبرجی تحصیل قصور ضلع لاہور کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے

جیّد عالم تھے۔ آپ نے ۱۲۱۵ھ میں ایک قصّہ چندر بدن مہیار لکھا۔

**لطف اللہ بہاول پوری :-** آپ ملتان میں پیدا ہوئے۔ بہاول پور میں رہائش اختیار کی۔ آپ مولوی عبدالحکیم ملتانی کے دوست، سید علی حیدر ملتانی کے مرید اور مولوی نور محمدؐ صاحب کے شاگرد تھے۔

**برّ دالپشاوری :-**

سنہ ۱۸۴۲ء میں پشاور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی سی حرفی مشہور ہے! وران کایہ بند تو بچّے بچّے کی زبان پر ہے۔

ب - بُری یار و مرض عشق دا لی، دارو لگدے نہیں طبیب والے
شاہو کاراں دے سخن منظور ہوندے نہیں سخن منظور غریب والے
کم کڈھ لیندے نال عاجزی دے ساچُوپ لیندے مِٹھی جیب والے
برّ دآسیاں درختاں دی کرے راکھی میوہ پکّے تے کھان نصیب والے

**ہاشم شاہ مخلص :-**

شاہ محمدؐ کے لڑکے تھے۔ سنہ ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۸۸۵ء میں وفات پائی۔ قصّہ سسّی پنوں آپ کی یادگار ہے۔

**پیر محمد :-**

ضلع گجرات کے کسی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ "چھٹیاں دی وار" اِن کی مشہور وار ہے جس کو قاضی فضل حق صاحب سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے مرتب کر کے شائع کیا۔

## کریم بخش :۔

اِن کے حالات مہیا نہیں ہو سکے۔ صرف یہی کہ قصّہ عجائب الغرائب عشقیہ داستان بائی کا مصنّف ہے۔ قلمی نسخہ کی کہنگی سے سکھی عہد کا قیاس کیا جاتا ہے۔

## میاں محمدؐ :۔

سکھی عہد کے ایک غیر معروف شاعر ہیں۔ ایک سی حرفی اِن کی یادگار ہے جس کا قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔

## محمد بخش بافندہ :۔

موضع وآن کا رہنے والا تھا۔ سکھی دَور کا شاعر معلوم ہوتا ہے۔ ایک سی حرفی اس کی یادگار ہے۔

## جعفر بیگ :۔

آپ نے ایک سی حرفی سردار رنجیت سنگھ کی مدح میں لکھی۔ نیز معجزہ امامین اِن کا لکھا ہوا ملتا ہے۔

## مُوسیٰ :۔

بارھویں صدی ہجری کا شاعر ہے۔ مدح پیرانِ پیر اِن کی لکھی ہوئی ملتی ہے۔

## سیّد جیون شاہ :۔

گوجرانوالے کے باشندے ہیں۔ "جھوک میرے اللہ والی ہو گئی منظور رے" اِن کی مشہور تصنیف ہے۔

## خیر محمدؐ :۔

سی حرفی سوہنی مہینوال آپ نے لکھی جس کا ایک قلمی نسخہ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب

ایم۔ اے، پی، ایچ، ڈی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔

**نور جمال :۔**

اِن کے دو ہڑہ جات کا ایک قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔

**اشرفا :۔**

سکھی عہد کے شاعروں میں سے ہیں۔ فارسی کے جیّد عالم تھے۔ پنجابی میں سی حرفی نوشاہ لکھی ہوئی ملتی ہے۔

**محمد حسین :۔**

سکھی عہد کے شاعر ہیں۔ دریائے چناب کے کنارے موضع گاجر گولہ علاقہ رسول نگر کے رہنے والے تھے۔ اِن کی سی حرفی ہیر سوالاً جواباً کا قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔ نیز آپ نے سسّی پنوں کا قصّہ فارسی نظم میں لکھا ہے جو وقائع پنّوں کے نام سے مشہور ہے اور شائع ہو چکا ہے۔ وقائع پنّوں کا پہلا حصّہ چودھری شہباز خاں ساکن بدوملہی کا لکھا ہوا ہے۔

**سائیں داس :۔**

آپ نے سکھوں کے آخری عہد میں فروغ پایا۔ ماجھا کے علاقہ کے معلوم ہوتے ہیں بعض دفعہ لہندی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اِن کی زبان صاف اور سادہ ہے اور کلام میں سوز و گداز۔

**ٹُکّ :۔**

سکھوں کے عہد کے معروف شاعر ہیں جنہوں نے شاہ محمد کی طرح انگریزوں اور سکھوں کی لڑائیوں کے حالات لکھے ہیں۔ اِن کا زیادہ تر کلام مستزاد کی صورت

میں ملتا ہے۔

## گوپال سنگھ:۔

اِن کی سی حرفیاں، ماہجھاں اور باراں ماہ کے قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی میں موجود ہیں۔

## نہالا شاعر:۔

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ کہاں اور کب پیدا ہوئے۔ اِن کی دو طویل نظمیں "سخی سرور دی جتی" اور "سخی سرور دا دیاہ" ملتی ہیں۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سکھی عہد کے شاعر ہیں۔

اِن کے علاوہ میاں جان محمدؒ۔ مولوی محمد مسلم۔ گھاسی رام۔ رمضو پشاوری۔ اروڑہ رائے۔ ماہی کمبو۔ نورا حمد چشتی۔ میر داد۔ بخش فقیر۔ مولوی جان محمد۔ مولوی خلدی۔ سید میراں شاہ۔ اور میرن شاہ بھی اِسی دور کے شاعر ہیں۔

**مولوی محمد علی** ساکن سموال ضلع جہلم نے ۱۲۵۰ھ میں قرابادین پنجابی ایک کالو نامی پٹھان کے کہنے پر لکھی جس سے اِس دور کی فنی شاعری کا اندازہ ہوتا ہے ؎

# انگریزی عہد

## سنہ ۱۸۴۹ء تا سنہ ۱۹۴۷ء

انگریزوں نے سنہ ۱۸۴۹ء میں پنجاب پر مکمل طور پر قبضہ کر لیا۔ اِس وقت ہند و پاکستان کی دفتری زبان فارسی تھی۔ انگریزوں کا تسلّط ہوتے ہی انہوں نے دفتری زبان انگریزی قرار دی۔ پنجابی ادب کے فروغ کے لئے انگریزوں کا یہ عہد پنجابی ادب کا سنہری زمانہ کہلاتا ہے۔ ملک میں افراتفری کے بعد جب امن امان ہوا تو سنہ ۱۸۵۱ء میں پریس ایجاد ہوا جس سے بہت سی علمی اور ادبی کتابیں شائع ہونے لگیں۔ سنہ ۱۸۸۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کی بنیاد رکھی گئی جس سے علم و ادب کو اور بھی چار چاند لگے۔ اگرچہ انگریزوں کا مقصد اِن اصلاحات و ایجادات سے ہند و پاکستانی علم ثقافت کا احیاء نہ تھا بلکہ ان کا یہ تعلیمی چرچا محض معمولی کلرک تیار کرنا تھا جو کہ ان کو سستے داموں حکومت

چلانے میں کام دے سکیں۔ پھر بھی جا بجا اِس معمولی نوشت و خواند سے بھی اِس سرزمین میں علمی لحاظ سے کافی ترقی ہوئی۔ پریس کی ایجاد نے کتابوں کی فراوانی مہیا کی جس نے راہوارِ شوق پر تازیانے کا کام دیا اور یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے اخبار و رسائل کے اجرا تک پہنچا۔ جس میں چند پنجابی اخبار اور رسائل بھی نظر آتے ہیں۔ امرت سر کا اخبار ہند و پرکاش، خالصہ اخبار، خالصہ گزٹ، گورمکھی رسم الخط میں شائع ہوئے۔ اردو رسم الخط میں پہلا اخبار امرتسر کا، لالہ امرناتھ منصف نے ۱۸۹۶ء میں جالندھر سے جاری کیا۔ لالہ بانکے دیال نے گوجرانوالہ سے بزمِ شعر اُجاری کیا۔ خالصہ نیگ میگزین امرتسر، سارنگ، اور جوشوا فضل دین کا پنجابی دربار اِس سلسلہ میں خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

اِن کے علاوہ سکھی راج کے زوال کے بعد جب انگریزوں کے قدم ہندوستان میں جم گئے تو عیسائی مشنریوں نے لدھیانہ لاہور، نارووال، سیالکوٹ اور ترنتارن سنٹر بنائے اور عیسائی مذہب کی تبلیغ کا کام شروع کیا۔ اِس سلسلہ میں انگریزوں نے پنجابی زبان کا سہارا لیا اور پنجابی زبان کی گرامریں، ڈکشنریاں معرضِ وجود میں آئیں۔ مذہبی کتابوں کے تراجم شائع ہونے لگے۔ پریس میں پنجابی زبان کی کتابیں شائع ہونے لگیں جس سے عیسائی مذہب کا کافی ذخیرہ پنجابی زبان میں منتقل ہو گیا۔

پھر اِس دور میں اردو کے ساتھ ساتھ پنجابی محفلیں قائم ہوئیں جن کے زیرِ اثر پنجابی مشاعرے ہونے لگے اور اردو کے نئے اسلوب کے ساتھ پنجابی میں بھی نظمیں لکھی جانے لگیں جن کے اہم مراکز لاہور، امرتسر، گوجرانوالہ، سیالکوٹ

اور گجرات تھے۔ لاہور اور گجرات کا پنجابی خطہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ جہاں کہ اکابر شعرا کا ذکر آپ آئندہ اوراق میں دیکھیں گے۔ اِن مشاعروں میں عمدہ عمدہ نظمیں ایک دوسرے کے جواب میں لکھی جاتیں اور ایک دوسرے پر خوب چوٹیں ہوتیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ پنجابی شاعری ایک خاص تنظیم سے ترقی کی راہ پر گامزن ہوئی اور بعض مقتدر ہستیوں کے زیر اثر بعض باقاعدہ پروگرام اِس موضوع کے ارتقا کے لئے تزویج ہوئے۔

اِن واقعات کے پیشِ نظر انگریزی عہد میں پنجابی ادب نے وہ شاندار ترقی حاصل کی جس کی مثال کسی اور دَور میں نظر نہیں آتی۔

رسم الخط کے لحاظ سے پنجابی کے دو ہی دو مروّج رسم الخط گورمکھی اور فارسی رائج رہے۔ سکولوں اور کالجوں میں پنجابی دوسری زبانوں کے ساتھ پڑھائی جانے لگی اور کالجوں میں گورمکھی رسم الخط کو ترویج دی جانے لگی۔ البتہ مذہبیات کا سلسلہ حسبِ سابق فارسی رسم الخط میں رہا۔

موضوع کے لحاظ سے اِس دَور میں مذہبیات کا ایک طویل سلسلہ ہے جو اِس دَور میں پنجابی میں منتقل ہوا۔ قرآن پاک کی متعدد تفاسیر پنجابی نظم میں لکھی گئیں جن میں سے تفسیر محمدی۔ تفسیر نعمانی۔ تفسیر نبوی۔ تفسیر فیروزی خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ جستہ جستہ آیات اور سورتوں کی تفاسیر کا سلسلہ علٰحدہ ہے پھر فقہی مسائل، اسلامی قصص کے لئے مولوی نجم الدین فائز۔ مولوی محمد عبدالکریم قلعہ داری۔ مولوی محمد عالم قلعہ داری اور مولوی حیات محمد صاحب واعظ، اِس دَور کی نمایاں شخصیتیں ہیں۔

حکیم سائیں بخش اور مولوی محمد دین جنڈیالوی نے علی الترتیب تشریح الطب اور طب کی مشہور کتاب قانونچہ کا پنجابی نظم میں ترجمہ کیا۔

رومانی شاعری میں اِس دَور کا اہم موضوع چومصرعے ہی تھے۔ اور مشاعروں میں چومصرعہ بازی سے کام لیا جاتا۔ اِس لیئے چومصرعوں کا سلسلہ اِس دَور میں نہایت وسیع ہے۔ تقریباً تمام کے تمام شعراء باستثنائے بعض چومصرعے ہی لکھتے۔ رفیق میرٹھی۔ عشق لہر۔ اردو رائے۔ حافظ بخشی اور اُستاد کریم اِس موضوع کی بلند پایہ شخصیتیں ہیں۔

اگرچہ اِس دَور میں غزل کا اجراء بھی ہو چکا تھا۔ قربان، استاد گامون خاں اور منشی مولا بخش کشتہ نے اچھی سے اچھی غزلیں لکھیں۔ لیکن وہ سب کی سب تنوّع سے عاری تھیں۔

قصص نگاری بھی اِس دَور میں اچھی خاصی ہوئی۔ سید فضل شاہ نے ہیر سوہنی مہینوال وغیرہ اعلیٰ پایہ کی کتابیں لکھیں۔ مولوی غلام رسول صاحب عالم پوری کی شہرۂ آفاق تصنیف احسن القصص اور میاں محمد بخش صاحب کا سیف الملوک، عبدالستار کی قصص المحسنین اِسی زمانہ کی زندۂ جاوید یادگاریں ہیں۔

اِن پرانے موضوعات کے علاوہ نعت اور طویل نظمیں بھی اِس دَور میں خالی خالی نظر آتی ہیں جن کے لیئے خانصاحب بابو عبدالغنی وفاؔ کا نام سرِفہرست ہے۔ اس کے علاوہ اِس دَور کی مفصّل تفصیل آپ آئندہ اوراق میں دیکھیں گے۔

اِس طول و طویل دَور کی ترتیب کے لیئے شعراء کا سلسلہ ضلع وار مرتب کیا گیا ہے تاکہ اہم مراکز میں ان کی شخصیتیں اُسی حال میں نظر آئیں، جس طرح کہ

یہ سلسلہ جاری تھا۔ اِس کے لیئے لاہور، امرت سر، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ، جہلم، راولپنڈی۔ لائل پور، گورداسپور اور ملتان کے ہندو مسلم شعرا کا علٰحدہ علٰحدہ ذکر کیا گیا ہے۔ اور بعض متفرق جگہوں کے معروف شعرا درج کر دیئے ہیں۔ اور دیگر غیر معروف احباب کا ذکر بخوفِ طوالت حذف کر دیا گیا ہے۔ اِس دَور کے مذہبی اور شرعی ادب کا جائزہ ملاحظہ ہو۔

# پنجابی شاعری میں شرعیات کا ارتقا بعہد انگلیسی

## ۱۔ حافظ محمد لکھوی :۔

لکھو کی ضلع فیروز پور میں ۱۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے بڑے جیّد عالم اور شاعر تھے۔ انوار مولوی بارک اللہ۔ انوار محمدی۔ تفسیر محمدی۔ احوال الآخرت۔ زینتِ اسلام۔ لی بدا الاسلام۔ سیف السنّتہ ان کی تصنیفات ہیں۔ آپ نے ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں وفات پائی۔

## ۲۔ نبی بخش حلوائی :۔

مولوی محمد لکھوی کی تفسیر محمدی کے جواب میں پنجابی نظم میں تفسیر نبوی لکھی جس میں نجدیہ عقائد کی تردید ہے۔

## ۳۔ خدا بخش واعظ :۔

محمد لکھوی کی طرف سے نبی بخش حلوائی کی تردید میں ایک رسالہ تحفہ واعظ اِن کی یادگار ہے۔

## ۴۔ مولوی حبیب اللہ :۔

موضع شیخ بھٹی۔ ڈاکخانہ اجنالہ۔ ضلع امرت سر۔ سنہ ۱۳۳۱ھ مطابق سنہ ۱۹۱۳ء میں قرآن مجید کی پنجابی نظم میں تفسیر لکھی جس کا نام حبیب التفسیر یا تفسیر نعمانی رکھا۔

## ۵۔ فیروزالدین ڈسکوی :۔

انہوں نے بھی قرآن پاک کی تفسیر پنجابی نظم میں لکھی ہے جو شائع ہو چکی ہے

## ۶۔ میاں جان :۔

مولوی دین محمد المتخلص بہ میاں جان موضع بالیا ضلع امرت سر کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے قرآن پاک کے تیسویں پارے عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ کی تفسیر پنجابی نظم میں لکھی ہے۔ بحر انوکھی ہے اور زبان واضح۔

## ۷۔ مولوی نور محمد :۔

مولوی نور محمد ولد مولوی محمد عیسیٰ نے سنہ ۱۳۰۰ھ میں "راحت المومنین" کے نام سے تفسیر سورۂ ملک پنجابی میں لکھی ہے اور اس کے علاوہ ایک رسالہ ذکرِ موت ان کی یادگار ہے۔

## ۸۔ غلام کبریا فتح آبادی :۔

آپ نے رسالہ کوٹ۔ تفسیر سورۂ رحمان پنجابی زبان میں لکھی ہے۔

## ۹۔ ظہور الدین اکمل :۔

گورلیگے ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ پندِ اکمل۔ قصۂ سلیمان بلقیس انقلاب فطرت۔ شرح کافیہ ان کی تصانیف ہیں۔ سنہ ۱۳۰۷ھ مطابق سنہ ۱۹۰۲ء سورہ الرحمٰن کا پنجابی نظم میں ترجمہ کیا جس کا نام فیض الرحمٰن ہے۔

## ۱۰۔ مولوی محبوب عالم :۔

آپ مولوی محمد یار کے فرزند تھے۔ دادا کا نام غلام محمد الحکیم تھا۔ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن کا ذکر خود اپنی ایک تصنیف ستر المومنات میں کرتے ہیں ستر المومنات مجموعہ الفرائض (فارسی نظم) قصائد محبوبیہ (فارسی نظم) نان سلوی بجواب نان حلوی۔ فوائد بسم اللہ۔ تہذیب الصلوٰۃ۔ شرح خلاصہ کیدانی پنجابی نظم۔ ترتیب الصلوٰۃ (پنجابی) شرح قصیدہ مالی (پنجابی نظم) ہدایت نامہ وعقد نامہ (پنجابی نثر) آداب الفقرا (پنجابی نظم) میں ہیں۔

## ۱۱۔ مولوی حیات محمد صاحب واعظ

۱۸۴۳ء میں بمقام بھدر ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ موضع بھوئیں پور۔ ضلع شیخوپورہ میں ان کی وفات ۱۹۲۳ء میں ہوئی۔ ردّ وہابیاں۔ احوال الآخرت۔ نجات المومنین ان کی مطبوعہ کتابیں ملتی ہیں تفسیر قرآن حکیم لکھ رہے تھے اور نانویں سیپارے تک پہنچے کہ ملک الموت نے آدبایا۔ ان کے بھتیجے مولوی محمد علی صاحب فائز نے قرآن پاک کا مکمل ترجمہ پنجابی نظم میں کیا ہے جو کہ نہایت مقبول ہے۔ ع

ہر کہ پدر نکند پسر تمام کند

## ۱۲۔ نجم الدین فائز :۔

شادی وال ضلع گجرات کے مشہور عالم علامہ سید احمد صاحب کے لڑکے تھے۔ علامہ سید احمد صاحب قلعدار ضلع گجرات کے مشہور اہل علم خاندان سے تھے۔ نجم الدین فائز ۱۲۶۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء کو وفات پائی۔ آپ کی عربی فارسی پنجابی میں بے شمار تصانیف ملتی ہیں جو سب کی سب

مقبول اور اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ جن کے اسامی یہاں درج کیئے جاتے ہیں دیوانِ فائز۔ خطباتِ فائز۔ رسالہ جمعہ۔ جامع القواعد۔ قافیہ و شرح قافیہ (فارسی نظم) شجرہ طیبہ بنائے خمسہ (فارسی نظم) مصباح الفرائض (فارسی نظم) فرائض الاسلام (فارسی نظم) حیات المسیح۔ (عربی نثر)

پنجابی میں کتاب المناقبات آپ کی یادگار ہے جس میں مسبوط کتابیں درج ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ شرح اسمار الحسنیٰ۔ شمائل نبویؐ۔ مناقب حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ مناقب عمر فاروقؓ۔ مناقب حضرت عثمان غنیؓ۔ مناقب حضرت علی المرتضیٰؓ۔ مناقب اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

## ۱۳۔ محمد عبدالکریم قریشی:۔

قلعدار ضلع گجرات کے مشہور اہل علم خاندان سے تھے۔ والد کا نام مولوی فضل احمد دادا کا نام حافظ خان محمد۔ ۱۷ فروری ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے۔ فارسی عربی اور علوم اسلامیہ کے مستند عالم تھے۔ آپ بھی صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور وہ سب کی سب مقبول اور اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ دیوان کریم (عربی۔ فارسی) تفسیر سورہ فاتحہ (عربی) فحوی المبینات فی مسائل الاموات (فارسی) تاج المومنین (عربی) خیر الخبر۔ مسائل سنت الفجر (عربی) رسالہ متعلق طلاق (فارسی)

پنجابی نظم میں آپ نے روح المیلاد فی ذکر المیلاد لکھی جو بہت مشہور ہے۔ واعظ لوگ جلسہ ہائے میلاد النبیؐ میں اکثر سناتے ہیں۔ صلح نامہ حدیبیہ و تاریخ فتح مکہ پنجابی نظم میں اس موضوع پر مسبوط کتابیں ہیں۔ آپ نے ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء میں وفات پائی۔

## ۱۴۔ مولوی محمد عالم قلعداری :۔

سنہ ۱۲۹۳ھ میں بمقام قلعدار پیدا ہوئے۔ مولوی محمد عبدالکریم کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے اور اپنے وقت کے مبحر عالم تھے۔ دیوانِ عالم (عربی۔ فارسی) مجموعہ فتاویٰ۔ رسالہ نکاح رسالہ حریم آلبیر کے علاوہ پنجابی نظم میں تفسیر سورہ اخلاص تفسیر سورۂ فیل تفسیر سورۂ کہف تفسیر سورۂ والضحیٰ تفسیر سورہ کوثر۔ اسلام امیر حمزہ۔ اسلام اہلِ طائف۔ قصۂ حضرت عمرؓ۔ داغ غم۔ ان کی مشہور و مقبول تصانیف ہیں۔ آپ سنہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔

## ۱۵۔ مولوی نور الحسن خادم :۔

نوشہرہ خوجیاں۔ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ سنہ ۱۹۳۶ء کو کتاب ستر النسا تصنیف کی۔

## ۱۶۔ محمد اعظم قریشی :۔

غازی گوڑہ تحصیل بھنبر ضلع میرپور کے رہنے والے ہیں سنہ ۱۳۴۳ھ سنہ ۱۹۲۴ء کو نمازِ اعظم تصنیف کی جس میں نماز کے مسائل ہیں۔

## ۱۷۔ مولوی نور احمد :۔

ناگریاں والہ ضلع گجرات کے باشندے ہیں۔ ایک فقہی رسالہ آپکی یادگار ہے۔

## ۱۸۔ محمد دین :۔

"اُدوکے" ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ مہر علی سکہ لڑکے ہیں۔ اودوکے، بدوکے کے متصل ہے۔ رسالہ جمعہ۔ رسالہ چوہڑیاں۔ رسالہ سبابہ۔ اور دو سی حرفیاں آپ کی لکھی ہوئی ملتی ہیں۔

## ۱۹۔ غلام رسول عادل گڑھی :۔

عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے فارسی اور عربی کے جیّد عالم تھے۔ فارسی نظم میں مامقیماں کی طرز پر مطیعاں ایک کتاب نجدیہ عقائد کی تردید میں لکھی۔ آپ کا خاندان خوشنویسی کے لحاظ سے بیرونی ممالک میں بھی مشہور رہے۔ پنجابی نظم میں ترجمہ قصیدہ غوثیہ آپ کی یادگار ہے۔

## ۲۰۔ مولوی دلپذیر :۔

مولوی حاجی محمد دلپذیر ولد کرم دین بھیرہ ضلع سرگودھا کے مشہور پنجابی شاعر ہیں جن کی بہت سی پنجابی کتابیں بازار میں ملتی ہیں جن کے اسامی حسب ذیل ہیں۔

قصص المحسنین۔ وعظ دلپذیر۔ انشائے دلپذیر۔ باغ و بہار۔ گلزار چہار یار۔ مجموعہ وظائف۔ باغ بہشت۔ گلدستۂ دعوات۔ مجموعہ اشعار دلپذیر۔ گلزار موسیٰؑ۔ مکتوباتِ دلپذیر۔ مجموعہ سی حرفی۔ زینت الاسلام۔ انواع دلپذیر۔ احوال الآخرت۔ اکرامِ محمدی۔ گلزار مکہ۔ مجموعۂ خطب۔ ترجمہ دیوان حافظ۔ ان کی پنجابی تصنیف ہیں۔

## ۲۱۔ منظور احمد :۔

ڈاکٹر مولوی منظور احمد مولوی دلپذیر کے لڑکے ہیں۔ فرقہ احمدیہ سے متعلق ہیں۔ امام المتقین باتباع خاتم النبیین آپ کی کتاب ہے۔

## ۲۲۔ جھنڈے خاں علم :۔

اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی سوانحعمری پنجابی نظم میں لکھی۔

## ۲۳۔ میاں محی الدین مہدی :۔

جہلم کے باشندے ہیں۔ والد کا نام عزیز اللہ قوم جھمٹ ہے۔ فرقہ نجدیہ

کے پکے پیروکار ہیں۔ منجی المومنین۔ ترجمہ فقہ اکبر۔ شرح نجات المومنین۔ رسالہ بیمار پرسی۔ رد تقلید۔ نماز اشارہ۔ رسالہ ایمان اور پند نامہ ان کی پنجابی منظومات ہیں۔

**۲۴۔ رحمت اللہ:۔** جہلم کے باشندے ہیں۔ والد کا نام عبدالواحد۔ یہ میاں محی الدین کے بھتیجے ہیں۔ رحمت اللہ نے ۱۳۲۲ھ میں تحفۂ رمضان تصنیف کیا۔ ان کے خاندان سے ہی ایک بزرگ میاں محمدؒ نے قرآنِ پاک کا پنجابی نثر میں ترجمہ کیا۔

**۲۵۔ خواجہ قمر دین ولد محمد غوث:۔**

ضلع منٹگمری کے اکابر علماء سے تھے۔ رسالہ روایت آپ کی تصنیف ہے جس میں شرک و بدعت کے مسائل ہیں۔

**۲۶۔ امام دین واعظ:۔**

امرت سر کے باشندے تھے — فرقہ اہلحدیث سے متعلق تھے حقوق الزوجین۔ کامن کی طرز پر آپ کا ایک فقہی رسالہ ہے۔

**۲۷۔ محمد امین:۔**

جہلم کے رہنے والے تھے۔ اظہار السنن۔ احوال الآخرت۔ معجزہ محمدی۔ قصیدہ شفاعیہ۔ تہذیب النسواں۔ شرح اسماء الحسنیٰ۔ منجی المومنین۔ فقہ اکبر۔ درود ہزارہ درود حی۔ خزینۃ الجواہر۔ قصہ سلیمان و بلقیس۔ رنگ برنگی مکڑی شعلہ عشق۔ سی حرفیاں۔ احوالِ زمانہ۔ چنگِ عشق۔ اٹھوارا اور باراں ماہ ان کی تصانیف ہیں۔

## ۲۸۔ جان محمد:۔

آپ نے حضور پاک کا وفات نامہ لکھا ہے جس کا قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔

## ۲۹۔ نوری:۔

ایک شاعر ہے جس نے سفر نامۂ حج اپنے سفرِ حج کے حالات ایک مبسوط کتاب میں لکھے ہیں۔

## ۳۰۔ مستری خان محمد:۔

پنڈ دادنخاں ضلع جہلم کے باشندے ہیں۔ ان کا نعتیہ دیوان چھپا ہوا ملتا ہے۔ قبلہ والد بزرگوار علامہ محمد عبدالکریم کے شاگرد تھے۔

## ۳۱۔ مولوی علی اکبر صاحب اکبرؔ۔

۱۸۶۵ء میں بمقام بھدّر۔ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۳ اپریل ۱۹۳۵ء کو موضع ماڑی بھنڈراں ضلع گوجرانوالہ میں وفات پائی۔ عربی اور فارسی کے عالمِ متبحر تھے۔ قرآنِ مجید۔ مثنوی مولانا روم۔ اور ہیر وارث شاہ ہمیشہ آپ کے سرہانے رہتیں۔ نہایت خوش الحان تھے۔ رئیس الواعظین کے نام سے مشہور تھے۔ محترم دوست (مولوی محمد علی فائقؔ) کے والد بزرگوار تھے۔ چرخہ رسولی بشعلہ نور۔ عرب دیس دا ئے، آپ کی تصانیف ہیں۔ جن کے قلمی نسخے ہمارے پاس موجود ہیں۔ فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔

۳۲۔ حکیم سائیں بخش:۔ آپ نے تشریح الطب ۱۹۰۱ء / ۱۳۰۴ھ میں تصنیف کی اور

۳۳۔ محمد دین جنڈیالوی نے قانونچہ طب کا پنجابی نظم میں ۱۳۱۲ھ میں ترجمہ کیا۔ اور اس دور کی فنی شاعری میں اضافہ کیا۔

## رومانی شاعری :-

رومانی شاعری میں اِس دَور کے مندرجہ ذیل شعرا بتفصیل ذیل مشہور ہیں۔

### لاہور کے پنجابی شعرار :-

لاہور کے پنجابی شعراء میں سے جنہوں نے انگریزی عہد میں فروغ پایا ہے وہ سید فضل شاہ صاحب نواں کوٹی ہیں۔ چونکہ اُن کی پیدائش سکھی عہد میں ہوئی لہٰذا ان کا ذکر گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔

### رفیق میرٹھی :-

شیخ الٰہی بخش رفیق ولد سالار بخش میرٹھ میں ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے غدر کے دنوں میں لاہور آگئے اور مولانا محمد حسین آزاد کی تحریک شاعری میں شامل ہو گئے۔ اور یہیں سے پنجابی کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور آپ ایک خاص حلقہ کے استاد تھے۔ آپ نے ۱۸۸۹ء میں لاہور میں وفات پائی۔

نمونہ کلام

ب۔ بولیاں لالا مارنا ہیں۔ انہاں عاشقاں دا مرنا جیونا کیہہ
جدوں اپنے آپ نوں مار دتا فیر آب حیات دا پیونا کیہہ
ٹُنی ٹار نہ جُڑے پیار والی، پاٹے کپڑے دا فیر سیونا کیہہ
مرد سخن تے رہن رفیق عاشق ہوئے مرد نامرد فرھتیو ناکیہہ

### عشق لہر :-

چراغ دین نام، فضل دین لوہار کے شاگرد تھے۔ پیشہ کفش دوزی اور

شاعری شغل۔ آخر عمر میں کیرج شاپ مغلپورہ میں ملازم ہو گئے۔ ستر سال کی عمر میں سنہ ۱۹۵۰ء میں وفات پائی۔ بارہ ماہ اور سی حرفی سسی پنوں آپ کی یادگاریں ہیں۔ اِن کے علاوہ اور بہت سی نظمیں آپ کی یادگار ہیں۔

نمونہ کلام

ج۔ جان دسے چرخے نوں مورکھا اوئے لے چلاوت کوئی فتور ہووے
یکے روئیں پیارے دے نام والی وٹ پونیاں راضی غفور ہووے
تکلہ صدق یقین دی ماہل پاکے من کا پانکا جے شعور ہووے
عشق لہر توں کت دا رہیں ہر دم خبرے تند کیہڑی منظور ہووے

## اروڑہ رائے :۔

آپ کی پیدائش سنہ ۱۸۱۸ء میں ہوئی۔ اور سنہ ۱۸۸۰ء میں راہیٔ ملک عدم ہوئے۔ چومصرعے خوب لکھتے تھے۔ آپ نے کچھ نعتیں اور امام حسینؑ کے مرثیے بھی لکھے۔

نمونہ کلام

ن۔ نت پیارے کت خیال بھیویں، نت خزاں تے نت گلزار ناہیں
نت حکم حکومتاں راج کیتے، نت بھاگ ایہہ کسے دا یار ناہیں
نت یار دسے وصل دی رات کیتے نت داغ جدائی دی سار ناہیں
اروڑہ رائے نت حسن جوانی کیتے، نت زندگی دا اعتبار ناہیں

## استاد گامو خاں :۔

نواب خاندان سے تھے۔ نواب بہاولپور کے رشتے دار تھے۔ پنجابی

غزل کی ابتدا پنجابی ادب میں آپ سے ہوئی۔ آپ ۱۸۶۰ء میں لاہور میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۶ء میں فوت ہوئے۔

## غزل

لوک کہن کانہہ مالدار ہویا، ویکھو خال سنہری رخسار اُتے
یا ایہہ حکم خدا دے نال بیٹھا، شاہ جبش تخت زرنگار اُتے
اودھے ویکھ رخسار نصیب سڑیا میری رُوح رخسار توں ہوئی صدقے
اودھر اگ اُتے بن اگ چمکے ایدھر نُور چمکے پیانار اُتے
اوس پری دے یاد خیال اندر جدوں رودنا بہت بے حال ہوکے
کوہ قاف تھیں آوندے ہین بدل، گمہ یہ کرن میرے حال زار اُتے
جیہڑا کسے نوں کوئی ایذا دیوے فوراً اوس دا رُو سیاہ ہووے
میرے چھالیاں نوں اک دن چھنڈیا میں سیاہی ونجھ لوہ نوک خار اُتے
پیا پئے درپے دہ الیس طراں نوں ٹُٹے تار نہ ذرا پریم والی
گامُوں خاں ساقی نت سخی ہوندے کوئی تار رہوے اِک تار اُتے
ولی اللہ سجن ہ۔

آپ کا وطن لاہور تھا۔ ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۷ء میں وفات پائی۔ عربی فارسی کے اچھے عالم تھے۔ فارسی میں دلی تخلص کرتے تھے۔ چومصرعے خوب لکھتے تھے۔

میاں کریم بخش بیدار ہ۔

حکیم آغا علی خاں۔ گامو خاں۔ میاں الٰہی بخش میرٹھی کے استاد تھے۔

بجھارتوں میں آپ کو بہت ملکہ تھا۔ آپ ستّر سال کی عمر میں ۱۸۷۰ء میں فوت ہوئے۔ سوال جواب بجھارتاں اور جنگ نامہ حضرت علیؓ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

## میاں ہدایت اللہ:۔

لاہور آپ کا وطن تھا۔ ۱۸۳۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۹ء میں وفات پائی۔ دوہڑے اور چومصرعے لکھتے تھے۔ ان کی سی حرفیاں چھپ چکی ہیں۔ ہیر میں بھی آپ نے کچھ اضافہ کیا ہے۔ آپ کا باراں ماہ بہت مشہور ہے۔

نمونہ کلام

چڑھے وساکھ وساکھی ہوئی گھر سوہنا گھر آئے نی
ناہیں خبر اساڈی جانی کیوں اتنے دن لائے نی
کھلے کیس گلے وچ میرے سیّاں سیس گندائے نی
کون ہدایت خبر لیاوے، کیہڑا خبر لیائے نی

## خلیفہ قمرؔ:۔

قمر دین نام، تخلص قمر کرتے تھے۔ ان کی پیدائش ۱۸۵۷ء میں ہوئی اور ۱۹۳۳ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ کشتہ۔ سوختہ۔ برکت علی اختر اور کریم بخش قربان آپ کے مشہور شاگرد ہیں۔

## آغا علی خاں حکیم:۔

استاد کریم بخش کے شاگرد تھے۔ طبابت آپ کا پیشہ تھا۔ حویلی میاں خاں لاہور میں سکونت پذیر تھے۔ آپ نے پچھتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ فنِ تاریخ گوئی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔

ہیر کشتہ کی تاریخ لکھتے ہیں ؎

ایڈا فکر ہے طبع دے سال دا کیہہ ہاتف غیب تھیں پیا پکار دا اے
پلئے عدو اڑا کے لکھ آغا ، ستعر ہین گویا آب دار موتی
۱۳۳۱ ھ

## لال دین قیصر :-

لاہور میں رہتے تھے۔ اِن کی پیدائش ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ تاریخ وفات ۱۹۵۶ء ہے۔ ان پڑھ تھے لیکن پنجابی ادب کی بہت خدمت کی۔ آپ نے اخبار امام جاری کیا۔ علاوہ ازیں سچدل دا کلیجہ۔ قیصر دے نگینے۔ بھرے یا پلنگھال۔ مہندی والے ہتھ جوڑ دی۔ یہ کتابیں آپ کی مطبوعہ ہیں۔

## فیروز دین شرف :-

پہلے امرت سر میں رہتے تھے بعد میں لاہور سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی پیدائش ۱۸۹۸ء میں ہوئی۔ اور ۱۹۵۴ء میں اِس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ سنہری کلیاں۔ نورانی کرناں۔ شرف نشانی۔ دکھاں دے کیرنے لالاں دیا لڑیاں۔ نوری درشن۔ شردھا دے پھل۔ شرف دے گیت۔ پریم پکارے۔ دل دے ٹکڑے آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔

## رحیم یار :-

آپ رحیم بخش اور رحیم یار دونوں تخلص کیا کرتے تھے۔ اِن کی تاریخ پیدائش ۱۸۵۱ء اور تاریخ وفات ۱۹۰۳ء ہے۔ اِن کے اشعار کے چار موضوع تھے (۱) نصیحت (۲) وحدانیت (۳) نعت (۴) شہادت۔

## میاں شادا :-

درۃ الاسلام اور چرخہ رنگ رنگیلا ان کی مشہور تصنیفات ہیں ۱۸۳۶ء میں

پیدا ہوئے اور ۱۸۹۲ء میں وفات پائی۔

## پیر بخش عاصی :۔

چومصرعے خوب لکھتے تھے۔ آپ کا زمانہ حیات ۱۸۳۷ء سے ۱۸۹۲ء تک ہے۔

## حافظ بخشی :۔

بہت نامور شاعر تھے۔ لاہور اور امرت سر میں آپ کے بے شمار شاگرد تھے۔ اِن کی ایک سی حرفی سفت پیکر کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

## ہمدم :۔

آپ کا اسمِ گرامی محمد رمضان تھا۔ "ہیریاں دی کمان" آپ کی ایک مطبوعہ تصنیف ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے پنجابی لغات بھی لکھنا شروع کی جو مکمل نہ ہو سکی۔ آپ کی پیدائش ۱۸۷۶ء میں ہوئی اور ۱۹۵۴ء میں آپ نے داعئ اجل کو لبیک کہا۔

## اُستاد دامن :۔

پُورا نام چراغ دین ہے اور دامن تخلص کرتے ہیں۔ ہمدم کے شاگرد ہیں۔ درزیوں کے کام میں ماہر ہیں۔ آپ نے فلموں کے لئے اکثر گیت لکھے ہیں۔ تحریکِ آزادی کے سلسلہ میں انگریز کے خلاف بڑے بڑے جلسوں میں اپنا کلام پڑھا کرتے تھے۔ اکثر بڑے بڑے لیڈروں سے زیادہ مقبول ہوئے۔

## محرّم علی چشتی :۔

آپ کی پیدائش ۱۸۵۷ء میں ہوئی۔ ایک سال کے تھے کہ یتیم ہو گئے۔ یتیمی آپ کو راس آئی اور علم خوب حاصل کیا۔ آخر کار آپ وکیل بنے۔ گیتوں کے کئی مطبوعہ قصّے آپ کے کلام کا حصّہ ہیں۔

## فضل دین :-

آپ نے بہت سی سی حرفیاں لکھیں۔ تاریخ پیدائش ۱۸۱۸ء اور تاریخ وفات ۱۹۳۷ء ہے۔

## اُستاد گامم :-

پُورا نام غلام محمد ہے۔ چومصرعے اور نعتیں لکھنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۸ء میں وفات پائی۔

## فیروز دین دیگر :-

ان کا ایک خط بھی مشہور ہے۔ چومصرعے لکھنے میں آپ ماہر اُستاد تھے۔ اِن کی پیدائش ۱۸۰۰ء میں ہوئی اور ۱۸۹۷ء میں عین عالمِ شباب میں داغِ جدائی دے گئے۔

## مُرادبخش مُراد :-

لاہور اسنگھ کے شاگرد تھے۔ ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۶ء میں فوت ہوئے۔ چومصرعے کہتے تھے۔

## راقب قصوری :-

درویش قسم کے شاعر تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۸۳ء میں ہوئی اور ۱۹۳۶ء میں راہیِ ملکِ عدم ہوئے۔ جناب محبّد صاحب کی مزار پر مراقبے کے عالم میں آپ کو نعت لکھنے کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ آپ مشہور نعت خواں ہوئے۔ اِن کی نعتوں کے پانچ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

## مستری مولا بخش :۔

نہایت پُرگو شاعر تھے۔ قصہ بین بادشاہزادی۔ مرزا صاحباں۔ سلطان محمود۔ لیلیٰ مجنوں۔ بھیلنی دے بیر۔ شکوہ۔ جواب شکوہ۔ بتیاں دا مجموعہ۔ شگوفۂ عشق۔ شاندار موتی۔ چمکدار موتی۔ موتیاں دا خزانہ۔ رنگ برنگے موتی۔ توبۃ النصوح آپ کی مطبوعہ تصنیفات ہیں۔ زمانۂ حیات ۱۸۸۵ء سے ۱۹۴۵ء تک ہے۔

## غلام محی الدین نظر :۔

عشق لہر کے خلیفے ہیں۔ عام طور پر بینت لکھتے ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۹۷ء ہے۔

## فضل دین بخت :۔

آپ کی پیدائش ۱۹۱۰ء میں ہوئی۔ خیال بخت۔ بخت دے بھرے خزانے۔ بخت دیاں تن گلاں۔ عقیدے دے پھل۔ آپ کی مطبوعہ تصنیفات ہیں۔

## ممتاز علی مضطر :۔

آپ کے والد صاحب کا نام سیّد نادر شاہ بخاری ہے۔ وطن لاہور۔ تاریخ پیدائش ۱۹۱۶ء اور تاریخِ وفات ۱۹۰۹ء ہے۔ پہلے اردو میں شعر کہتے تھے لیکن ایک دفعہ ایک مشاعرے میں کسی نے اہلِ زبان نہ ہونے کا طعنہ دیا۔ بس پھر کیا۔ اردو شاعری ترک کی اور پنجابی شاعری کو اپنایا۔

## سر شہاب الدّین :۔

ننگل ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ والد صاحب کا نام چوہدری کالو تھا۔ نہایت غربت کے عالم میں علم حاصل کیا۔ آخر ترقی کرتے کرتے پنجاب

اسمبلی کے سپیکر بن گئے۔ پنجابی زبان آپ کی بے حد مرہونِ منّت ہے۔ مسدس حالی کا پنجابی میں ترجمہ آپ نے نہایت کامیابی سے کیا۔ آپ کی پیدائش ۱۸۶۵ء میں ہوئی اور ۱۹۴۹ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔

## نمونہ کلام

### آباد کاراں دے ہاڑے

پانی لبھدا نہیں سی پین جوگا، اَنّ کھان نوں ہتھ نہ آیا سی
جتھے وسدے ساہن بگھیاڑ گدڑ جنگل آن اوہ اساں وسایا سی
ٹُڈھ پٹ کے جنڈ کریر سارے پانی، پٹّ کے کھال وگایا سی
ڈن وڈھ کے پھوک فناہ کیتے، ہل زمیں تے تدوں چلایا سی
پھنیر مار دتے نال جُتیاں دے، خوف کھلڑی وچ نہ آیا سی
گیاں ویچ کے اپنا بھوئیں بھانڈا ڈیرا بار دے وچ جمایا سی

اِن کے علاوہ حکیم عبدالکریم ثمر۔ احمد یار خاں ازلی۔ میاں کرم دین غافل۔ نذیر احمد منظور۔ پیر عبدالقادر۔ چوہدری سمند او حشی۔ رحمت ڈھونڈا۔ محمد صادق قریشی۔ فیروز دین مسافر۔ مرزا عبدالحمید۔ برکت علی ثمر۔ بابو نعیم جان۔ آزِ فضل دین۔ حسن دین۔ قربان۔ خوش دل بھی وہ مشہور ہستیاں ہیں جنہوں نے پنجابی زبان کی خدمت اپنے فریضے میں سمجھ رکھی ہے۔

## لاہور کے ہندو اور سکھ شعراء:۔

لاہورا سنگھ:۔ پنجابی زبان کے دلدادہ اور نہایت مشہور شاعر تھے۔

آپ کی مشہور نظم ڈنڈی آج کل بھی لوگ اکثر مشاعروں میں سنتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں نوسی حرفیاں اور ایک قصہ ہیر رانجھا کا ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۶۰ء میں ہوئی۔ تاریخ وفات ۱۹۲۳ء ہے۔

## بھولا ناتھ وارث :-

عیسائی تھے۔ تاریخ پیدائش ۱۸۶۷ء اور تاریخ وفات ۱۹۳۶ء آپ نے پنجابی نثر میں تاریخ لاہور بھی لکھی۔ اور یہ آپ کا ایک کارنامہ ہے کیونکہ پنجابی ادب میں نثر کا پہلو کمزور تھا۔

## باوا بدھ سنگھ :-

پنجابی ادب کے بہت بڑے محسن ہیں۔ تاریخ پیدائش ۱۸۷۸ء اور تاریخ وفات ۱۹۳۱ء ہے۔ سکھوں کے تیسرے گورو گورو امرداس جی کی اولاد سے تھے۔ پریم کہانی۔ بنس چوگ۔ کوئل کوکو۔ پپیہا بول۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ پنجابی ادب میں تاریخ نویسی کی ابتدا آپ نے کی۔ اکثر پنجابی مصنفوں نے تاریخ ادب پنجابی لکھتے وقت پریم کہانی کو اپنے سامنے رکھا ہے۔

## ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ :-

آپ موضع دیوی ضلع راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔ "اے ہسٹری آف پنجابی لٹریچر" پنجابی ادب کی تاریخ آپ نے انگریزی زبان میں لکھی۔

## گیان چند دھون :-

جائے پیدائش لاہور ہے۔ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ بڑے صاحب قلم تھے۔

دھرو بھگت ۔ پربھتوی راج ۔ روپ لبسنت حقیقت رائے ۔ خونی بہن جمیل فتاّ ۔
ستیہ وان ۔ ساوتری آپ کی تصنیفات ہیں ۔

## انت رام وحشی :۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے ۔ لاہور ان کا وطن ہے ۔ ان کا تمام کلام قصوں کی شکل میں چھپ چکا ہے ۔

## ملکھی رام :۔

بہت بڑے پنجابی کے شاعر ہیں اور ان گنت قصوں کے مصنّف ہیں ۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں، جو تمام کی تمام چھپ چکی ہیں ۔ ملکھی دا گنجہ بٹیرا ۔ ملکھی دی بتی ۔ ملکھی دا بائیسکل ۔ ملکھی دی بجلی ۔ جتی ستاریاں والی ۔ باراں ماہ پانی ۔ ہے جمالو ۔ یہ تمام قصّے ہیں ۔ علاوہ ازیں سسّی پنوں اور حقیقت رائے مطبوعہ ضخیم قصے ہیں ۔ باراں ماہ پانی نہایت مقبول ہوا ۔ اور ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوا ۔ یہ تمام چیزیں کلیاتِ ملکھی رام کے نام سے علیٰحدہ علیٰحدہ چھپ چکی ہیں ۔ نمونہ کلام

چیتر چار چوفیریوں کھت پھیرا، کیتا بند یزید شیطان پانی
دتّا حکم پلیت نے فوجیاں نوں نہ حسین نوں دینا لے جانے پانی
اِک روز پروہیاں سیّداں نوں آپوں آوے گی موت پلان پانی
ملکھی دیکھنا ! مُول نہ باہر جاوے سارے رکھنا دُل دھیان پانی

## سُندر داس :۔

تاریخ پیدائش سنہ ۱۹۰۶ء ہے ۔ پنجابی ادب میں آپ نے بہت سا اضافہ کیا ۔ الہڑ دے زخم ۔ عشق دیاں چوٹاں ۔ خونی ماں اور سندر سفنے آپ کا مطبوعہ کلام ہے ۔

## گیانی سوہن سنگھ سیتل :-

باپ کا نام سردار خوشحال سنگھ تھا۔ گاؤں کا نام فادی وند تحصیل قصور ضلع لاہور ہے۔ ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تصنیفات کیسری دوپٹہ۔ سیتل کرناں۔ سیتل سنیہے۔ سیتل ہنجوں۔ سیتل ہلارے۔ سیتل بھرنگاں۔ سیتل پرسنگ۔ سیتل پرکاش۔ سیتل ترانے۔ سیتل داراں۔ سیتل تاپنگاں۔ سیتل چھمکاں۔ سیتل انگیارے۔ سیتل رمزاں۔ سیتل رمنگاں۔ سیتل سوغاتاں۔ ویہندے ہنجو۔ سجرے ہنجو۔ دل دریا وغیرہ کوئی ستر کے قریب ہیں۔ پنجابی نظم کا ادب آپ پر جتنا ناز کرے کم ہے۔

## پنڈت رام سرن داس :-

تاریخ پیدائش ۱۸۹۵ء اور تاریخ وفات ۱۹۴۶ء ہے۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں۔ (۱) شرح بینت شاہ محمد۔ (۲) پنجاب دے گیت۔ (۳) بھگوت گیتا۔ یہ کتابیں چھپ چکی ہیں اور بازار سے عام ملتی ہیں۔

## پورن رام :-

آپ نے پرانی عشقیہ داستانیں لکھی ہیں۔

## پروفیسر دیوان سنگھ :-

وطن آپ کا سیالکوٹ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۱ء میں جزیرہ انڈمان میں فوت ہوئے۔ آپ نے پنجابی زبان میں آزاد شاعری کو رواج دیا۔ وگدے پانی آپ کی مشہور کتاب ہے جو ۱۹۳۴ء میں چھپ چکی تھی۔

# اَمرت سر کے مسلمان شاعر :-

## کرم امرت سری :-

نام کرم دین تھا اور تخلص کرم کرتے تھے۔ سن پیدائش ۱۸۵۳ء اور سن وفات ۱۹۵۹ء ہے۔ اِن کے کلام کا مجموعہ "گلدستۂ کرم" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ گلدستۂ کرم، شکر، قمریہ بلبل، چوہڑی، چمپاری، ہرنی، بچہ لوٹرہ وغیرہ بہت سی مشہور نظموں کا مجموعہ ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا غیر مطبوعہ کلام بہت ہے۔ آپکے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ان کے ایک شاگرد آزاد صاحب گوجرانوالہ میں ہیں۔ ہمیشہ اپنا کلام سنانے سے پہلے آپ کا یہ بند ضرور پڑھتے ہیں۔

نمونہ کلام

بھلے کم کولوں اینہاں دُور رہاں ہیں جنہاں فاصلہ دن تے رات دا اے
رہندا پرے ابلیس ہے مجھ کولوں، مینوں سمجھ پُتلا خرافات دا اے
دَغے باز، عیّار، مکّار رہاں ہیں اعتبار کس نوں میری ذات دا اے
ایسے بُرے دی جور رکھے شرم کرم، بس حوصلہ رب دی ذات دا اے

## عزیز خاں شرم :-

سن پیدائش ۱۸۸۶ء ہے۔ اُستاد کرم کے شاگرد ہیں۔ آپ کے شعروں میں بے شمار محاورے اور ضرب الامثال ملتے ہیں۔ محاورے کو شعر میں اِس طرح لگاتے ہیں جیسے انگوٹھی میں نگینہ۔ آپ کی تصنیفات میں سے قصہ دھوبن اور کچھ دیگر متفرق کلام چھپ چکا ہے۔

## نمونہ کلام

سے گئے مال بچا کے جو ایجھوں پتہ پچھنا ہاں او نہاں ڈیریاں دا
کہنا، کرنا، سُننا، دیکھیاں راہبراں نوں گل شام دی ذکر سویریاں دا
منزل دُور کویلا کمزور بازو فکر پنجھی نوں پیا بیریاں دا
رب ایسیں غریب دی شرم رکھے وسنی ٹھگاں دی ضلع ٹیریاں دا

دیوا زندگی دا بلدا رکھنا اے تیل پاونا بتی نوں سیکھنا ایں
ہجر یار ہے شکل جہنماں دی، جند سلگنی ایں من نے چیکنا ایں
او ہنوں لبھنا یا گم ہو جانا، نقشہ نویس قیامت والیکنا ایں
اچھا دیکھئے کدوں تک نہیں آوندا، میں بھی حشر تک او ہنوں اڈیکنا ایں

## سائیں مولا بخش :۔

قصبہ مجیٹھہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ سن پیدائش ۱۸۶۰ء ہے۔ آپ کی تصنیفات قصہ بشنو۔ سسی پنوں۔ ہیر رانجھا۔ مرزا صاحباں اور بہت سی کافیاں ہیں۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ ایم اے پی۔ ایچ ڈی آپ کی ہیر کو وارث شاہ کی ہیر کے برابر ہی سمجھتے ہیں۔

## دین محمد سودائی :۔

ویرووال ضلع امرتسر آپ کی جائے پیدائش ہے۔ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۴ء میں عین عالم شباب میں فوت ہو گئے۔ کم و بیش پچاس قصوں کے

مصنّف ہیں۔ آپ کا یہ گیت نہایت مشہور رہے۔

اُٹھ شہر مدینے نوں چل جنڈڑی
در پاک رسولؐ دا مل جنڈڑی

**کرم دین مضطر:۔**

۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۲ء میں وفات پائی۔ بینت لکھا کرتے تھے۔

**عبدالقادر دانشمند:۔**

آپ کا زمانۂ حیات ۱۸۷۴ء سے ۱۹۳۴ء تک ہے کبت یا بلینت لکھتے تھے۔

**غلام رسول:۔**

آپ کا زمانۂ حیات ۱۸۴۲ء سے ۱۹۰۳ء تک بسی حرفیاں اور بلینت بہت لکھے۔
آپ کا قصّہ مالی بلیل بہت دفعہ چھپا ہے۔ اور بہت مقبول ہوا ہے۔

**بابا صادق:۔**

۱۸۴۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۹ء میں وفات پائی صرف بسی حرفی لکھا کرتے تھے۔

**اللہ دتہ شیفتہ:۔**

اِس جہانِ فانی میں ۱۸۶۳ء سے ۱۹۰۸ء تک رہے۔ "شیفتہ دے سوال جواب" بسی حرفی اور باراں ماہ آپ کا مطبوعہ کلام ہے۔

**سرور خاں برق:۔**

۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۴ء میں فوت ہوئے۔ پہلے پنجابی میں بینت لکھتے تھے۔ بعد میں فارسی شاعری اختیار کی۔

**مولوی حبیب اللہ:۔** موضع کمبوکے رہنے والے تھے۔ ۱۸۷۱ء

سے ۱۹۵۴ء تک ان کا زمانہ حیات ہے۔ خزینۃ الاسرار۔ حبیب الثقلین تفسیر سورہ یٰسین۔ تفسیر سورۂ فاتحہ۔ تفسیر ست سورہ۔ تفسیر سورۂ والضحیٰ۔ یوسف زلیخا۔ گلزار آدم۔ گلزار موسیٰ۔ گلزار عیسیٰ مجموعہ خطبات حبیب اللہ۔ نور العیون فی قصہ موسیٰ و ہارون۔ اکرام مصطفیٰ۔ قرآن مجید سے نو پاریاں دی تفسیر۔ سوانح نوشتہ۔ قصہ جابر۔ جنگ نامہ حبیب اللہ۔ معراج نامہ۔ احوال الآخرت۔ خوانِ یغما تفسیر سورہ یوسف۔ شرح نجات المومنین وغیرہ آپ کی تصنیفات ہیں جو چھپ چکی ہیں۔

## جمال شعراء:۔

ان کا زمانہ ۱۸۷۶ء سے ۱۹۰۶ء تک ہے۔ بیت خوب لکھتے تھے۔

## حیات امرتسری:۔

۱۸۷۶ء سے ۱۹۴۳ء تک اس دنیا میں رہے۔ خواب میں وارث شاہ کے شاگرد ہوئے۔ آپ ہیر کے اشعار کا مطلب خوب سمجھایا کرتے تھے۔

## محمد دین سوختہ:۔

آپ پنجابی کے اچھے شاعر تھے۔ وارث شاہ کی ہیر میں آپ نے پورے ۶۰۰ شعروں کا اضافہ کیا۔ ۱۸۷۶ء سے ۱۹۴۴ء تک زندہ رہے۔

## محمد دین غریب:۔

تاریخ پیدائش ۱۸۸۴ء اور تاریخ وفات ۱۹۳۱ء ہے۔ نارمل پاس کر کے سکول ماسٹر بنے۔ بچوں کو بھی پڑھاتے رہے اور خود پنجابی زبان کی خدمت میں مصروف رہے۔ آپ دا ممی جنتری کے موجد ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بہت سے قصے آپ کی یادگار ہیں۔ جن میں بھاں بھاں بلیاں۔ بھنڈا بھنڈاریا۔ ٹلیاں دوستیاں۔

جنتؔ دامیلہ اور سنگھنی لسیؔ بہت مشہور رہیں اور مطبوعہ ہیں۔

## مولا بخش کشتہ :۔

آپ ۱۸۷۶ء میں امرت سر میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۰ء میں لاہور آ گئے پنجابی زبان کے ساتھ آپ کو عشق تھا۔ آپ خلیفہ قمرؔ کے شاگرد ہیں۔ پنجابی زبان آپ کے احسانات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں :۔ دیوان کشتہ۔ ہیر کشتہ۔ پنجاب دے ہیرے اور پنجابی شاعراں دا تذکرہ۔

## فیروز سائیں عارفؔ :۔

۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ بینت۔ گیت اور بول لکھتے ہیں۔ اپنے قصے خود ہی گا کر بیچتے ہیں۔ آپ کا مجموعہ کلام ہاڑ سے شائع ہو چکا ہے۔

## عبدالرحیم عاجزؔ :۔

ان کا زمانہ حیات ۱۸۹۶ء سے ۱۹۵۳ء تک ہے۔ ان کی بہت سی پنجابی نظمیں قصوں کی شکل میں چھپ چکی ہیں۔

## محمد بخش فرشی :۔

۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۶ء میں فوت ہو گئے۔ بے شمار چھوٹے چھوٹے قصوں کے مصنف ہیں۔ ان قصوں کے علاوہ آپ نے ڈھول اور شمس رانی کا قصہ بھی لکھا ہے۔

## محمد حسین خوشنودؔ :۔

پیدا تو سیالکوٹ میں ہوئے لیکن وفات امرتسر میں پائی۔ آپ کا زمانہ حیات ۱۸۹۵ء سے ۱۹۳۴ء تک ہے۔ قصہ سعید۔ گیان گنھلی۔ سفرنامہ حرمین۔ سیر کشمیر

آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔ قصہ سعید کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ تین دفعہ چھپ چکا ہے۔

## علم دین خاکسار :۔

۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ ہائی سکول جنیوٹ میں ڈرل ماسٹر کے عہدے پر رہے۔ شکوہ پاک رسول نال۔ جل نیون آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے مختلف بحروں میں بلبنیت کہے۔ آپ کے مرثیے بہت مقبول ہیں۔

## بابو عبدالرحمٰن خاں :۔

انہوں نے پچیس سال میں ہیر مرتب کی اور اس میں ۶۵۰ اشعار کا اضافہ کیا۔

## مولوی عزیز دین :۔

موضع جوڑا، تحصیل ترنتارن ضلع امرت سر کے باشندے تھے۔ انہوں نے بھی ہیر وارث شاہ مرتب کی۔ اور اس کا ایک ملبسوط فرہنگ تیار کیا۔ آپ نے ہیر وارث شاہ میں بے شمار مصرعوں کا اضافہ کیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ پیرانہ تر محبوب عالم اور اپنے تمام مصرعے ملا کر ان پر مسلسل نمبر لگا دیے۔ جس سے کسی کے کلام کا امتیاز نہ رہا۔ ہیر کا یہ نسخہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۶ء میں تیار ہوا تھا۔

# امرت سر کے ہندو شاعر :۔

## کشن سنگھ عارف :۔

آپ ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۰ء میں فوت ہوئے۔ آپ نے بیشمار کتابیں لکھ کر پنجابی ادب کے نظم کے خزانے میں خوب اضافہ کیا۔ آپ کی تصنیفات

کی فہرست حسب ذیل ہے۔

ہیر رانجھا۔ راجہ رسالو۔ دُلّا بھٹی۔ شیریں فرہاد۔ پورن بھگت۔ کشن کٹار۔ راج نیتی۔ کافیاں۔ جیوسیا پا۔ کورڑے۔ کنڈلیاں۔ قصیدہ کشن سنگھ۔ دیوان کشن سنگھ۔ راجہ بھرتری۔ باراں ماہ وغیرہ۔

**ملاوا رام نظر:۔**

زمانۂ حیات ۱۸۴۹ء سے ۱۹۱۲ء تک ہے۔ صرف بیت لکھتے تھے۔

**بھائی ویر سنگھ:۔**

۱۸۷۲ء میں ڈاکٹر چرن سنگھ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۶ء میں خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۲۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف اورینٹل لینگویجز کی اعزازی ڈگری حاصل کی۔ پنجابی نظم و نثر میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں آپ کی مطبوعہ تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

**نظم:۔** رانا صورت سنگھ۔ بلبل تے راہی پیشاوتی چندر راوت۔ تریل تپکے۔ جیون کیہہ اے۔ دل ترنگ۔ بسمل مور۔ پھُنڈیا طوطا۔ لہر ہلارے۔ بجلیاں دے ہار۔ پریت دنیا۔ کنبدی کلاٹی۔ کنت پہیلی۔ سائیاں جیون۔

**نثر:۔** اِن کی نثر کی تصنیفات کا ذکر نثر کے باب میں آئے گا۔

**تشنکر داس شنکر:۔**

۱۸۶۴ء سے لے کر ۱۹۱۷ء تک زندہ رہے۔ بنیت لکھتے تھے اور خوب لکھتے تھے۔

**گنگا رام:۔** ان کا زمانۂ حیات ۱۸۳۵ء سے ۱۹۰۷ء تک ہے حقیقت رائے

گوپی چند۔ راجہ بھرتری۔ سوہنی مہینوال۔ دوہڑے۔ کبت۔ سوئیے اور بینت ان کی یادگار ہیں۔

## پال سنگھ عارف:۔

۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ قصہ چندر لپون ماہ یار۔ سوہنی مہینوال۔ پورن بھگت۔ گوپی چند۔ رمز العشق۔ پریمی بھورے۔ پریم پرکھیا۔ پریت سنگ بے پرینیاں۔ عمر بلاس۔ گلزار عشق وغیرہ لکھ کر آپ نے پنجابی زبان کا دامن بھرا۔

## سوبھا رام:۔

تاریخ پیدائش ۱۸۷۹ء ہے۔ بسی حرفیاں لکھتے تھے اور شرف تخلص کرتے تھے۔

## دیوی داس:۔

۱۸۹۴ء میں نوشہرہ ننگل ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۵ء میں وفات پائی۔ ہندی تخلص کرتے تھے۔ حقیقت رائے۔ اکھانا دی کھان آپ کا مطبوعہ کلام ملتا ہے۔

## چرن سنگھ شہید:۔

۱۸۹۳ء سے ۱۹۳۵ء تک زندہ رہے۔ آپ نے اخبار شہید گورمکھی میں جاری کیا۔ ان کے ناول مشہور ہیں جن کا ذکر آئے گا۔ نظم صرف آپ کی ایک کتاب بنام ہاس رس مشہور ہے۔

## گنگا سنگھ:۔

آپ کی پیدائش ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ اخبار نویسی کے ماہر تھے۔ آپ سکھ مشنری کالج کے پرنسپل تھے۔ آپ کا زیادہ سرمایہ نثر کا ہے۔ نظم کے باب

میں آپ کے بینت اور رباعیاں ملتی ہیں۔

## چکر دھاری بے زر

۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تصنیفات میں سے گیتاں دا گچھا۔ پرہلاد بھگت۔ بے زر دے موتی۔ بھن امرت چھپ چکے ہیں۔

## شام داس عاجز :-

۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ پنجابی شاعری کے دلدادہ تھے۔

## ہرندر سنگھ رُوپ :-

آپ کا زمانہ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۵۴ء تک ہے۔ آپ کی تصنیفات میں سے ذیں پندھ۔ دُو ہنگھے وہین اور روپ لیکھا چھپ چکے ہیں۔

نمونہ کلام

اپنی دکھا کے مایا سب نوں ای پھسالیا
کرماں دی راس رچ کے ہر اک بچا لیا
حُوراں دے دین جھانسے اپنی چلان خاطر
جس نوں ملی سزا یتھے اُس کیہہ بھلا لیا
کہندے نیں حق دی کہہ حق کس طرح سناواں
منصورؒ نے سنایا تاں کیہہ مزا لیا

## بلدیو چند بیکل :-

آپ نے ۱۹۱۲ء میں پیدائش پائی۔ آپ فلم کمپنیوں کے لئے گیت لکھتے ہیں۔ آپ کے گیت فلم سورداس۔ لیلیٰ مجنوں۔ میرا پنجاب وغیرہ پیش کئے جاتے

ہیں۔ ست رنگی پنگھ۔ عرشی درشن۔ پیادی جوگن۔ جیون لہراں۔ مٹھے مہنے۔ بکل دے گیت چھپ چکے ہیں۔

نمونہ کلام

پئی ٹھنڈ وچ ٹھرٹھر کدی اے  پئی پلے دے نال مڑی اے
تن تے پاٹیاں لیراں نے  دکھاں تے دکھ پئی جوڑی اے
تے وا پئی اس نوں جھنبدی اے  اوہ تھرتھر تھرتھر کنبدی اے

بلونت گارگی :۔

۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ انقلابی شاعر تھے۔ ان کے ناول اور ڈرامے چھپ چکے ہیں جن کا ذکر آئندہ ابواب میں آئے گا۔

رائے جسونت رائے :۔

۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے قصہ سوہنا تے زینی۔ بھرم بھلاوا آپ کی تصنیفات ہیں۔

ہرنام کور اور رامر کور :۔

ہرنام کور کا جنم ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ اتفاق کی بات دیکھئے۔ میکے والے بھی عالم اور سسرال والے بھی عالم۔ نوری کلیاں ان کا مطبوعہ کلام ہے جس میں دونوں بہنوں کا مشترکہ کلام درج ہے۔

سنتوکھ بھائی :۔

"زردی سرائے" ضلع امرت سر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سنسکرت کے امرکوش کا ترجمہ برج بھاشا میں کیا اور رامائن کا ترجمہ پنجابی نظم میں ۱۹۳۳ء میں کیا۔

## اوتار سنگھ آزاد :-

آپ ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ چوپایاں۔ جیون چھوہ۔ نور جہاں سوانت بُندے۔ رتن مالا۔ ساون پینگھاں۔ دشٹ دیدناں اور خیام خماری آپ کی وہ تصنیفات ہیں جو چھپ چکی ہیں۔

## پریتم سنگھ سفیر :-

آپ ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام سردار مہتاب سنگھ تھا۔ آپ کے والد صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔ آپ کی مطبوعہ تصنیفات یہ ہیں :- کنک کونجاں۔ رکت بوندال۔ راگ رشماں۔

نمونہ کلام

لکھاں دی گلی میری سُنجی سُنجی لگدی — دیوا کوئی وی نہ جگدا
اندر باہر پئی باوری بھٹکاں — کجھ ہور ہور جیہا لگدا

## گوجرانوالہ کے پنجابی شاعر :-

انگریزی دور کے ضلع گوجرانوالہ کے مسلمان پنجابی شاعروں کی فہرست یہ ہے :-

(۱) کریم اللہ عاشق۔ (۲) پیر اندتہ ترگڑ (۳) امام دین منشی (۴) حافظ بھنڈا۔ (۵) مولوی عبدالغفار (۶) عبدالواحد عزیز (۷) عبدی قیصر شاہی (۸) غلام مصطفیٰ زرگر (۹) میاں احمد دین۔ (۱۰) عبداللہ نقشبند (۱۱) مولوی اسمٰعیل (۱۲) نیاز احمد نیاز۔

(۱۳) محمد رمضان وزیر آبادی (۱۴) غلام حیدر رسول نگری (۱۵) مولوی چراغدین وزیر آبادی (۱۶) حکیم عبدالعزیز (۱۷) مولوی غلام حسین کیلیانوالہ (۱۸) مولوی نور حسین۔ (۱۹) ابراہیم عادل (۲۰) خانصاحب بابو عبدالغنی صاحب وفا (۲۱) محمد دین وصیف (۲۲) محمد دین فانی۔ (۲۳) سراج دین (۲۴) غلام محمد (۲۵) حافظ خدا بخش (۲۶) اللہ رکھا (۲۷) کرم الٰہی (۲۸) شیخ فضل الٰہی (۲۹) الٰہی بخش (۳۰) محمد دین مسکین (۳۱) میراں دین (۳۲) کرم الٰہی۔

گوجرانوالہ کے مندرجہ بالا شعرائے کرام میں اُن بزرگ ہستیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو بہت مشہور و معروف ہیں۔ باقی اصحاب کا ذکر بخوفِ طوالت حذف کیا جاتا ہے۔ امید ہے وہ حضرات جن کا حال مفصّل نہیں لکھ سکے، معاف فرمائیں گے۔

## مولوی عبدالستار:۔

آپ کے والد کا نام میاں مردان۔ قوم کے بافندے تھے۔ کھاریاں کے رہنے والے تھے۔ موضع کھاریاں اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں تھا لیکن اب ضلع شیخوپورہ میں ہے۔ آپ نے شاعری میں اسلام کی تبلیغ کی۔ آپ کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اکرام محمدی (۲) قصص المحسنین (۳) چرخہ رنگ رنگیلا۔ (۴) مجموعہ اشعار عبدالستار (۵) مہیں نامہ (۶) عبرت نامہ (۷) نین نامہ (۸) باراں ماہ (۹) سی فیاں (۱۰) مدح نبی کریم (۱۱) مدح پیراں پیر۔

### نمونہ کلام

الف:۔ اکھیاں کسے نہ رکھیاں نے، اکھیں رکھیّاں مول نہ جاندیاں نیں
آپوں ڈاہڈیاں نال پیار، آپے رُندیاں تے پچھوں تاندیاں نیں

مکھ یار دا ویکھ کے رہن راضی نہ کچھ پیندیاں نے نہ کجھ کھاندیاں نیں
ستار بخش اِس حال نوں جاندے نیں کھلّیں پیش حسیناں دے آندیاں نیں

## عبدالعزیز واحد :-

آپ ۱۸۸۸ء میں نور پور رائیاں ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد صاحب کا اسم گرامی نظام دین تھا۔ وہ تحصیلدار تھے۔ اُن کا تبادلہ ہوا تو آپ بھی اُن کے ساتھ گوجرانوالہ آ گئے اور یہیں تعلیم حاصل کی اور یہیں کچہری میں نقل نویس لگ گئے۔ آپ نے ۱۹۴۹ء میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔

### نمونہ کلام

ذ۔ ذکر تیرا نت فکر مینوں ہور کار جہان دی بھل گئی اے
میری ذات صفات نہ رہی باقی جندڑلدی رُلدی رُل گئی اے
سوہنی صورت کمال سی یوسفے دی نال سوتزدی اٹی دے تُل گئی اے
عزیز حسن دے باغ تے بھل بیٹھوں اُتروں اخراں دی بھل گئی اے

آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہیں :-

پانچ سی حرفیاں۔ باراں ماہ بروزن فرد فقیر۔ باراں ماہ ایضاً۔ چرخہ نامہ حقیقی۔ الٰہی نامہ (اُردو میں ہے) قصہ شیخ صنعان۔ جندڑی۔ سوہنی مہینوال۔ سسّی پنوں۔ ترجمہ وقائع پنوں۔ ہیر کا قصہ (نامکمل ہے) کوک واحدی۔ نظم نیرنگِ خیال۔ دو غزلیں۔ ان کے علاوہ آپ نے ایک دردناک ناول پنجابی نثر میں لکھا ہے۔

## عبدی قادری قیصر شاہی :-

آپ گوجرانوالہ شہر کے باشندے تھے۔ آپ کچہری میں اہلِ مدّ تھے۔ آپ کے

پوتے شیخ برکت علی صاحب گوجرانوالہ میں موجود ہیں۔ سنہ ۱۳۰۰ھ میں آپ کی ایک سی حرفی چہرخزنامہ کالیداس کے ساتھ شائع ہوئی۔ ان کی سی حرفیوں کا مجموعہ یارنامہ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے پنجابی ادبی بورڈ کی طرف سے شائع کیا ہے۔ نمونہ کلام۔

سی۔ یاد سی حرفی ہے ایہہ سانوں ایہدے وچ ہے صاف بیان یارا
اساں نویں نہ آکھی اے گل کوئی ایہہ جے وید، پران قرآن یارا
باہجہ ربّ نہ غرض مراد کوئی، ربّ باہجہ نہ ہور دھیان یارا
عبدی قادری نیراں سو سن ہجری گوجرانوالہ واہ مکان یارا

## غلام مصطفیٰ زرگر:۔

اُستاد امام دین گوجرانوالہ کے شاگرد اور گوجرانوالہ کے باشندے تھے چومصرعے لکھتے تھے۔ اِن کا کلام گوجرانوالہ کے اکثر لوگوں کو یاد ہے۔

نمونہ کلام

م۔ مُکھ سُبک سی میم کولوں، لباں لال بدخشاں دے لال آہے
لاماں ڈنگیاں میم نوں گھیر یا سی ابرو یار دے مثل ہلال آہے
خلقل راکھی جو مُشک کافور دی اے، چہرہ چند رخسار دو خال آہے
زرگر الف صواداں وچ لکھیا سی، موتی دند دو لڑی اک ڈال آہے

## میاں احمد دین منڈھیالہ:۔

اِن کے آباؤ اجداد ضلع جہلم سے موضع منڈھیالہ وڑائچہ میں آکر آباد ہوئے تھے۔ والد بزرگوار کا نام غلام قاسم تھا۔ وہ ریلوے کنٹریکٹر تھے۔ گوجرانوالہ سے

وزیر آباد تک ریلوے لائن آپ کی نگرانی میں تیار ہوئی۔ آپ کے چھوٹے بھائی خان بہادر امام دین گوجرانوالہ میں ایک بہت ذی وقار انسان تھے۔ آپ نے سوہنی مہینوال کا قصہ لکھا جو ایک بخیل کے ہتھے ایسا چڑھا جو کسی کو دینے کا نام نہیں لیتا۔ آپ کا کلام لاجواب ہے۔

نمونہ کلام

اوہ چڑھ کے بڑے شوق دے جاندی چیر چھبناں
انہاں عشق نہ ویکھدا، اُچا نیواں تکناں
اوہ کوٹھے، کندھاں ٹپدا لگسُونا اذاں
صبر نہ آوے اجمدا، ملیاں یار سبناں

## عبداللہ نقشبند:۔

آپ گوجرانوالہ میں انگریزی کا کام کرتے تھے۔ نہایت مشرع قسم کے انسان تھے۔ آپ نے سینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ عبرت نامہ اور دیگر پنجابی نظمیں آپ کی یادگار ہیں۔

نمونہ کلام

ہیر اور اُس کی والدہ کا مطالبہ

ماں:۔ دھیّا باز آ کماے دے خیال وتوں اوہدے نال کھلونڈی تے بہنی ایں کیوں
گھروں باہر جے سبھ سبھا نکلے، چڑھ چڑھ کوٹھیاں تے وہندی ایں کیوں
ساری جدّ نوں لیک ایہہ لگ جاسی، جان بجھ بدنامیاں سہنی ایں کیوں
کیلے وانگ ہے نرم سریر تیرا، پئی نال کریرے کھہنی ایں کیوں

وگن ویہن دریاواں دے راہ سدھے نئیں سوال وانگوں پچھی وہنی ایں کیوں
جے کر نال چھیڑے مگروں کنڈ اوہدی جھٹوں تیکت سدھی رہندی رہنی ایں کیوں
کامے نال اَن جھکّ بے دھڑک بولیں میریاں گلاں توں اڈ ترہنی ایں کیوں
نقشبند ستا کے اسماں تائیں، اگ دوزخاں دی وچ پینی ایں کیوں

ہیر دا جواب :-

گھر دے وچ رہوے بہوے جی جیہڑا توں ای دس خاں نال اوہدے بولی دا نہیں
کامل ہو جیہڑا مال چار لیاوے اوہدے نال رل کے بھیت کھولی دا نہیں
کر عقل کجھ سوچ وچار اماں شکر وچ پیاز نوں گھولی دا نہیں
بناں طلب تنخواہ جو ہوون نوکر بھیت جھلیئے اوہناں دا پھولی دا نہیں
جیکر عیب وی کسے دا ویکھ لیئے محفی رکھیے کملیے کھولی دا نہیں
نقشبند جو گاہک نہ بھا پچھے مولوں نال اوہدے گھٹ تولی دا نہیں

## مولوی اسمٰعیل صاحب :-

آپ کا زمانۂ حیات سنہ ۱۸۶۰ء سے سنہ ۱۹۲۶ء تک ہے۔ شمس الہند شمس العارفین۔ نشان محمدی۔ چراغ محمدی۔ بیان محمدی آپ کی تصنیفات ہیں۔

## نیاز احمد نیازؔ

سن پیدائش سنہ ۱۸۹۰ء۔ وزیر آباد میں رہتے تھے۔ کوئی پچاس کے قریب انہوں نے قصے لکھے جو تمام کے تمام چھپ چکے ہیں۔ اِن قصّوں میں "نیاز دے کیت" بہت مشہور رہیں۔

## محمد رمضان وزیر آبادی :۔

۱۸۸۲ء میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ان کی تصنیفات بے شمار ہیں۔ قصہ سلطان محمود سبکتگین۔ گلزار عشق۔ شعلۂ عشق۔ مالا رمضان۔ نغمہ رمضان۔ انشائے۔ کافیاں۔ رن لڑاکی۔ مرد اَن پڑھ۔ اعمالِ شیطان مچھلی۔ بیوی فریاد۔ شرابی بچھو۔ سی حرفی نقشہ ہجر۔ ترجمہ دیوانِ حافظ پچاس غزلیں وغیرہ۔ رن لڑاکی تو کوئی ڈیڑھ لاکھ کے قریب چھپ کر فروخت ہو چکی ہے۔

## مولوی غلام رسول کمیلیانوالہ :۔

۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ ایک باعلم خاندان کے فرد تھے۔ ڈھول شمس۔ نور ہدایت۔ بیم مسلمان۔ ایمان ہر چہار صحابہؓ۔ ایمان حمزہؓ۔ قصہ بلالؓ۔ معراج نامہ عزیز فاطمہ۔ عبداللہ زمیندار۔ ڈولی۔ پاک محبت۔ قصہ گلیاں میانیاں۔ ان کی مشہور اور مطبوعہ تصنیفات ہیں۔

## خانصاحب یا بو عبدالغنی صاحب وفا :۔

آپ موجودہ دور کے وارث شاہ ہیں۔ ۱۸۸۸ء میں بمقام گوجرانوالہ پیدا ہوئے۔ آپ شاہ جمال نوری کی اولاد میں سے ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں آپ سپرنٹنڈنٹ جیل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بزمِ وفا آپ کے نامِ نامی سے ہی قائم ہے۔ جہاں ہر انگریزی ہفتے کی پندرہ تاریخ کو مشاعرہ ہوتا ہے۔ رسولِ پاکؐ کی ذات سے آپ کو والہانہ محبت ہے۔ آپ کے کلام میں سوز انتہا کا ہے۔ گوجرانوالہ میں پنجابی زبان کو صرف آپ کا ہی سہارا ہے۔ گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، وزیر آباد اور لاہور میں اکثر لوگوں کو آپ کا کلام ازبر یاد ہے۔

نمونہ کلام

وِہ دید ندبدیاں دیدیاں نُوں ٹے نُور خدائے نُور دیا
ارنی ارنی خدا دا واسطا ای جلوہ دیہہ جمال کوہ طُور دیا
کنڈے شہر مدینے دے راہ اندر چُم چُم آکھدے نیں میریاں چھالیاں نوں
مجنوں بعد بجھائی آ پیاس دل دی مرحبا مسافرا دُور دیا
بُلبل سدرہ دی قسم کھا آکھدی اے گلعذار تیرے جیہا ہور کوئی نہیں
دلشمس مکھڑا، دالیل زلفاں اے فخر غلمان تے حُور دیا
کشتی اُمت دی نوں مولا ڈرکا ہدا، فخر نوحؑ اجدتوں کشتی بلان ہوئیں
بحر تھیر وچ کڈھ، لالا بنے، ناخدا اسلام دے پُور دیا
میرے دل دے عرش تے جس دن دی پھر گئی تصویر حضورؐ دی اے
ملک فلک والے وفا آکھدے نیں، رہن والیا بیت معمور دیا

محمد دین وصفؔ :۔

بابو عبدالغنی صاحب وفاؔ کے نہایت قابل شاگرد ہیں۔ چومصرعے خوب کہتے ہیں۔ اب غزلیں بھی کہتے ہیں۔ نمونہ کلام

الف اوس دی صفت ثنا ہے جا ہر ہر رنگ دے وچہ دنیا گا رہی اے
کوئی طبلے سارنگی تے ناچ کر کر ہاتا تے گرُ مکا رہی اے
کجھ تباں نوں پُوج طواف کر دی کجھ مسجدیں منجھے گھسا رہی اے
وصفؔ یار دی بھال وچ کُل دنیا پاپا اونسیاں نشگن منا رہی اے

## حافظ جھنڈا :۔

گوجرانوالہ میں معروف شخصیت تھے۔ ان کا دیوان بنام گلدستہ حافظ جھنڈا کے نام سے شائع ہو چکا ہے جو کافی ضخیم ہونے کے علاوہ فنی لحاظ سے عمدہ اور پختہ ہے۔ ان کا کلام زیادہ تر اصلاحی ہے۔ ایک مجاہد قسم کے انسان تھے۔

## ملک محمد دین فانی :۔

۲۳ر جولائی ۱۹۱۲ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ بابو عبدالغنی صاحب رونا کے شاگرد منشی برکت علی خورشید کے یہ شاگرد ہیں۔ نیچرل شاعری کے دلدادہ ہیں۔ اب غزلیں بھی لکھتے ہیں۔ آپ کی طویل نظموں میں سے روضہ نور جہاں، برسات آپ کے شہ کار ہیں۔

### نمونہ کلام

### نظم برسات میں سے

سوٹ موتیاں دی رعد کر تھکا قسمت پئی غریباں دی جاگدی اے
قوس قزح نہیں گھٹا دی نویں دہٹی پائی نک دچ نتھ سہاگدی اے
کندھیں نیل یا کسے کمان ابرو، بدھی سر ملہار دے راگ دی اے
جھوٹا عاشقاں دے یا ایہہ دیو نے نوں پائی پھاک مڑ پینگھ راگ دی اے
رند کہن ایہہ توبہ دے گلے اتے پھر کے دھار تلوار دی لال ہوگئی
بوتل دچ جیہڑی پری بند ہیسی اج اوہ فلک دے نیب جمال ہوگئی

## سراج دین :۔

وزیر آباد میں بختاور والی مسجد کے امام تھے۔ ہاشم علی کی مرتب کردہ ہیر

ہیر پر تقریظ لکھی ہے جس میں عزیز دین اور عبدالرحمٰن کی خوب خبر لی ہے۔

اِن کے علاوہ محمد درزی۔ امیر دین امیر۔ اللہ بخش بخی اور کرم الٰہی منصف بھی گوجرانوالہ کے قدیم مشہور شاعر تھے۔

## امام دین منشی:۔

پیشہ حکمت تھا۔ اردو فارسی میں شعر کہتے تھے۔ انہوں نے قصہ ہیر رانجھا تصنیف کیا۔ گوجرانوالہ کے استاد شعرا میں سے تھے۔

### نمونہ کلام

ز۔ زہرہ تے مشتری قطب تاراسٹاں یارو سے کھ نول وارتنے
آفتاب مہتاب گلاب یارو، ہین رخسار اسگے شرمسارتنے
بے نظیر تے بدر منیر یوسف جیکر ہندے ہندے خدمتگارتنے
ماہی مرد گل نہ گس امام دینا ویکھ اکھیاں کران انکارتنے

## ضلع گوجرانوالہ کے ہندو شاعر۔

### لالہ کرپا ساگر:۔

پلنا کھا ضلع گوجرانوالہ کے باشندے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹ تھے۔ پنجابی کے بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ کی کتاب "لکھشمی دیوی" بہت مشہور ہے۔

### بھگوان داس المست:۔

موضع چہل کلاں کے رہنے والے تھے۔ درگا دتی۔ سرار بائی چنچل کماری

آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔

## کالی داس :۔

۱۸۶۵ء میں بمقام گوجرانوالہ پیدا ہوئے۔ بہت سے قصّوں کے مصنف ہیں۔ مثلاً پورن بھگت۔ گوپی چند۔ رُوپ بسنت۔ راجہ بھرتری۔ ہریشچندر۔ چرخہ۔ جیون مکتی (ہیر) وغیرہ۔ نیز کبتّ۔ دوہرے۔ ڈیوڑھ۔ چھند۔ سوئیے۔ چوپئی۔ اور نیت آپ کی یادگار ہیں۔

### نمونہ کلام

جنہوں راجیا دلوں حیا ناہیں، اوس کڈھنا گھنڈ نقاب کیہہ اے
جیہڑا ڈُبّیا وچ شرمندگی دے، ڈُبن جاونا اوس تالاب کی اے
چُھنڈے رن سر بخت سر خاک پائے عزّت لجیّاں لئی خراب کیہہ اے
دوہرا ہو نج کے ٹوکری سر چانی لاناں چوہڑیاں عطر گلاب کیہہ اے
. . . . . نوں دیو نادان درشہ دیوا بال دھرنا آفتاب کیہہ اے
کالیداس جے ربّ نہ بخشیو امی، تیرے پاپ دا انت حساب کیہہ اے

## گوہری ناتھ :۔

آپ کا زمانۂ حیات ۱۸۶۳ء سے ۱۹۰۸ء تک ہے۔ آپ کی تصنیفات ملکی کیہہ۔ پینڈو جھٹی۔ علاوہ ازیں آپ کے بے شمار بینت ہیں جو کہ لوگوں کو زبانی یاد ہیں۔ آپ کے فضل شاہ فزاں کوٹی سے گہرے مراسم تھے۔

## گورا مشر :۔

کالی داس کے شاگرد تھے۔ آنکھوں سے نابینے تھے۔ دو سال کی محنت

شاقہ سے آپ نے قصہ ہیر وارانجھا لکھا۔ لیکن آخر خیال آیا کہ یہ سید وارث شاہ صاحب کی ذات پر حملہ ہے۔ اِس خیال سے اس کی طباعت روک دی۔ صاحبِ نظر لوگوں کا خیال ہے کہ ادبی لحاظ سے یہ نظم وارث شاہ کی نظم سے کہیں زیادہ بلند ہے۔

نمونہ کلام

چُوری کُٹ کے ہیر سیال چلّی، چلّی رانجھنا پیر منا ونے نُوں
نکل ہونسی مانسرور وچّوں چلّی موتیاں چوگ چُگاونے نوں
چیکاں مار کے مورنی باہر آئی، چلّی لنکا دا باغ اُٹھاونے نوں
جبیٰ ناز انداز نیاز کر کے چلّی رُٹھڑا یار منا ونے نُوں

## منّھرا سنگھ شفیق :۔

خالصہ ہائی سکول گوجرانوالہ کے مینجر تھے۔ چوّ مصرعے خوب لکھتے تھے۔

نمونہ کلام

م. موسم بہار دے جلد آیو، گلشن وچ گلہ رگ پئے جھبوم دے نیں
شاہِ عشق نے سرکشی نال کیتے حاضر بادشاہ شام تے روم دے نیں
تیرے بِناں بہار مت ہار جائے، پرچے گذر رہے باد سموم دے نیں
جلد پہنچ شفیق شفیق بن کے عاشق منتظر تیرے قدوم دے نیں

## گوردھن رائے :۔

کالیداس کے ہم عصر تھے۔ فارسی اور اُردو کے ماہر اُستاد تھے۔ گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔

نمونہ کلام

خ۔ خال نقطہ لکھ یار دا لا، قطرہ نور دا زیب جمال دا اے
ایہدی جھلک کیتا جھلّے عاشقاں نوں مجنوں گھائل ای ایہدے خیال دا اے
حوراں دیکھ کے تاب بے تاب ہویاں شمس قمر سایہ ایسے خال دا اے
گور رکھ غار دل بھر کے حضرت خضرؑ پیتا، موسیٰ طور اُتے پیا بھال دا اے

## گرتار سنگھ عارف :۔

آپ نے انگریز حکمرانوں کی مدح سرائی میں کچھ نظمیں لکھی ہیں۔

## حکیم رام داس ملہوترہ :۔

حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے باشندے تھے۔ فتح شہنشاہ جارج پنجم آپ کی مشہور نظم ہے۔

## برکت رام سیوک :۔

پنڈی بھٹیاں کے رہنے والے تھے۔ انگریز بہادر کے زبردست مداح تھے۔

## سنت دیا سنگھ :۔

جام کے چھٹہ کے رہنے والے۔ پنجابی کے اچھے شاعر تھے۔

## سادھو سنگھ جی :۔

قومی شاعری کا رنگ غالب تھا۔

علاوہ ازیں چرن داس۔ پنڈت ہری ہر ادر بانکے دیال بھی اس دور کے شاعر تھے جو پنجابی مشاعروں کی رونق میں اضافہ کیا کرتے تھے ؛

# گجرات کے پنجابی شاعر:۔

گجرات کی سرزمین اُس کی آب و ہوا اور اُس کا ماحول شاعری کے لیئے نہایت موزوں ہے۔ چنانچہ انگریزی عہد میں گجرات میں مندرجہ ذیل مشہور شاعر پیدا ہوئے جنہوں نے پنجابی ادب کو کسی زبان کے ادب سے پیچھے نہیں رہنے دیا۔

تارا چند گجراتی۔ محمد بوٹا۔ پیر نیک عالم۔ حکیم نور دین۔ حافظ شمس دین۔ مولوی اشرف علی۔ میر محمد دین۔ فضل دین حجام۔ میراں بخش بسمل۔ حکیم عبداللطیف عارف۔ عبداللطیف افضل۔ نوازش علی صابر بنسی رحمت اللہ۔ میر غلام رسول۔ بابو یوسف۔ معراج دین واقف۔ محمد شریف گلزار۔ سید میر۔ دیدار بخش۔ مولوی احمد دین۔ ملک غلام سرور۔ نواب دین نواب۔ میاں محمد چاندی۔ اللہ دتہ۔ نذیر احمد اختر۔ شاہد رضا۔ سید غلام مصطفیٰ نوشاہی۔ مولوی سراج دین سراج۔ پیر ظہور شاہ قادری مفتی غلام رسول۔ محمد دین چشتی۔ محمد اشرف۔ فضل حسین فضل جلالپوری۔ شاہ سوار کنجاہی۔ ملک غلام حسین صفدر۔ گیانی سنتوکھ سنگھ عاجز۔ ملک راج ملک بشیشر ناتھ۔

## تارا چند گجراتی:۔

آپ ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۳ء میں وفات پائی۔ تارا چند اور ٹی۔ سی تخلص کرتے تھے۔ آخر عمر میں فقیر ہو گئے۔ سب سے پہلا قصہ آپ نے بابو نامہ لکھا جو خوب بکا۔ آخر عمر میں آپ نے شاعری چھوڑ دی اور اردو نثر میں کچھ کتابیں لکھیں جن کا موضوع مذہبی تعصب چھوڑ کر آپس میں پیار سے رہنا تھا۔

### نمونہ کلام

الف۔ اِہ کیہڑی گل قاعدے دی، ہر دم ظلم دی تیغ اُٹھا رکھنا
ہوئی گئی گذری گل جان دی دیہہ غصّہ کیہہ ایڈا دل ربا رکھنا
جیکر جوڑیئے سجن، توڑیئے ناں سگوں لوڑیئے مہر وفا رکھنا
اے پرتساں معشوقاں دی ذات اندر خبرے منع ہے خوف خدا رکھنا

## محمد بوٹا:۔

تخلص بوٹا کرتے تھے۔ ۱۸۵۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۰ء میں وفات پائی۔ نہایت پُرگو شاعر تھے۔ آپ کی سی حرفی پنج گنج محمد بوٹا اتنی مقبول ہوئی کہ ہزاروں کی تعداد میں چھپی اور فروخت ہوئی۔ علاوہ ازیں شیریں فرہاد۔ مرزا صاحباں۔ سیر بہشت۔ جنگ امامین۔ قصہ سلطان محمود۔ معراجنامہ۔ وفات نامہ۔ سرور کائنات اور یوسف زلیخا آپ کی تصنیفات ہیں۔ اِن میں مرزا صاحباں اور پنج گنج جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے بہت مشہور رہیں۔ مرزا صاحباں تو پنجابی امتحانات کا کورس بھی ہے۔

### نمونہ کلام

ج جاڈھا سوہنا بُت خانے، مینھے تلک تے بغل قرآن وسدا
اِکّی ہتھ مالا اِکّی ہتھ تسبیح نہ اوہ ہندو تے نہ مسلمان وسدا
کیتا یار دا مذہب قبول میں وی ایہدے وچ اسلام ایمان وسدا
سانوں بوٹیا چمکدا ہر طرفے جلوہ یار دا وچ جہان وسدا

## پیر نیک عالم:۔

موضع کلاچور ضلع گجرات کے باشندے تھے۔ بعد میں موضع موہلہ ضلع گجرات

میں آگئے۔ ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے سکول ماسٹر تھے۔ ریاضی کے ماہر تھے۔ ایک انسپکٹر کی نظرِ عنایت سے گورنمنٹ سکول میں ملازم ہو گئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول جہلم سے ریٹائر ہو کر پنشن لی۔

قصہ اصغر صغرا۔ پوہ پھٹی۔ عشق محمدی۔ سچی مالا۔ پیر دا و نجارا۔ مدحیات مشائخ وغیرہ ان کی تصنیفات ہیں اور تمام مطبوعہ ہیں۔ وارث شاہ کو اپنے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے تھے۔

## نمونہ کلام

### صُغرا کے حسن کی تعریف

اٹھویں سال پُرنقش نگار چہرہ سرس رنگ و اشان اژ نگ کولوں
شوخ چُلبلے نین ممولیاں دے، لمی دھون عجیب کلنگ کولوں
بھواں ڈنگیاں دھنک لاہو روی قوس پلکاں سدھیاں تیر خدنگ کولوں
کھوڈی سرس کشمیر دے سیب نالوں منھّا گول بلّور دی ونگ کولوں
سوہنے کنّ گلاب دے پھُل نالوں اژ ناک آواز سی چنگ کولوں
بھارے پٹ پہاڑ دی جڑھ نالوں پتلا لک دھموڑی ڈنگ کولوں
عشوے سخت خونی کھبوے نگر نالوں، ملن سار مزاج سی جھنگ کولوں
سُست حرص ہوا مدراس نالوں چُست ذہن اذکار فرنگ کولوں
پلکاں تیز ترکھیاں تیر نالوں، قاتل تیر نگاہِ تفنگ کولوں
تنگ مکھڑا اوس دا پچ سوڑ اگلی کیڑی دی وی ہیری تنگ کولوں
ریشم رُوں سنجاب سمور قاقم شرمسار اوہدے نرم انگ کولوں

قسم پیر دی حُسن دے نقد کیتی مالا مال بنگال دے بنگ کولوں

## میر محمد دین میر

آپ شاہ ہمدان حضرت میر کبیر کی نسل سے ہیں۔ ان کے بزرگ سرینگر سے پنجاب میں آئے اور جلال پور جٹاں میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۱ فروری ۱۹۰۰ء ہے۔ "پاک پنجابی اخبار" آپ نے جاری کیا تھا۔ آپ کی کئی تصنیفات شہد دی مکھی اور رہبر اعظم بہت مشہور ہیں۔

### نمونہ کلام

بلنہاں عاشق تے عشق وچ سُکھ لبھناں، ایہہ گل تے عشق نہ بجدی نہیں
اگ عشق دی عاشق دی جان لوہندی جا عاشق دی اوس وچ بجھدی نہیں
جس دل تے عشق مقام کر وا، اوہنوں گل فیر ہور کوئی سُجھدی نہیں
پانی سارے سمندر دا میر ٹھاں اگ عشق دی لگی ہوئی بجھدی نہیں

## حکیم عبداللطیف عارف :۔

آپ گجرات کے رہنے والے ہیں لیکن جائے پیدائش گھڑتل، ضلع سیالکوٹ ہے۔ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام بُلھے شاہ تھا۔ نہایت حق گو شاعر ہیں۔ چنانچہ اسی حق گوئی اور بے باکی کی وجہ سے انگریزی عہد میں جیل کی ہوا کھانی پڑی۔ آپ خیر البشر۔ خاتون دا ویاہ اور مسدس حالی دا پنجابی ترجمہ کے مصنف ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سے بیتت، مولوی نامہ۔ گلزار عارف بھی آپ کی مطبوعہ کتابیں ہیں۔ آپ کا دیوان تہذیب عمل کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

بے راہ ، خانقاہ نشینوں کے متعلق کیا مزے کی بات لکھی ہے :-

نمونہ کلام

کے کم دیکھیو دل وڈھراں دے طمعے داریاں وندلیساں
اکھیں دھار کجلا لا کے چرس دا دم زلفاں دی نہا کے چھنڈلیاں
منتر حب دا پھوک کے نادو چوں انہاں کئی مشٹنڈیاں ٹنڈلیاں
عارف ویکھ ملنگاں نوں مرج کیڈی اکھیں سیک لیاں چھپوں چھنڈلیاں

## حکیم نوازش علی صابر

حکیم محمد نوازش علی صاحب صابر گجرات میں حکمت (طب یونانی) کی دکان کرتے ہیں۔ پیر فضل حسین صاحب فضل (جن کا ذکر پاکستانی عہد میں ہوگا) کے شاگرد ہیں۔ غزلیں اچھی لکھتے ہیں اور جو مصرعے بھی عمدہ کہتے ہیں :-

نمونہ کلام

جاگزیں میرے دل وچ زلف ماہی میرا دل زلف گرہ گیر وچ اے
تیرا تیر نہیں جگر دے وچ کھبا، بلکہ جگر میرا تیرے تیر وچ اے
کھچے کنج خیال تصویر تیری، پھاتھا میرا خیال تصویر وچ اے
صابر ہین برگشتہ نصیب میرے، اُلٹ لکھیا میری تقدیر وچ اے

## ملک راج ملک :-

انہوں نے رامائن کا پنجابی نظم میں ترجمہ کیا۔

## بشیشر ناتھ :۔

سُوکھ کلاں ضلع گجرات کے باشندے تھے۔ انگریز بہادر کے بڑے مداح تھے۔

## مفتی غلام رسول :۔

شادی وال ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ اردو اور پنجابی میں شعر کہتے تھے۔ اردو میں آپ نے قصیدہ بردہ شریف۔ پارہ عمّ۔ بھگوت گیتا کا ترجمہ کیا۔ پنجابی میں آپ کی متعدد نظمیں پائی جاتی ہیں۔

### نمونہ کلام

چار کتاباں نازل ہویاں پنجواں رلیا سوٹا
جو کجھ وچ کتاباں لکھیاں بن سوٹے دے کھوٹا
سوٹا پیر تے سوٹا مرشد کیہہ چھوٹا کیہہ موٹا
سوٹے اگے متھا ٹیکن باندر تے بکروٹا
جے مفتی ہتھ سوٹا ہووے ہووے لکھ لنگھوٹا
بھوت چڑیلاں تھر تھر کنبن شیشہ رہے پراں کھلوتا

## جہلم کے پنجابی شاعر :۔

گجرات کی طرح جہلم بھی شعر و شاعری کے لئے نہایت موزوں خطہ ہے۔ اِس خطّہ سے وہ صاحبِ کمال جنہوں نے پنجابی زبان کی خدمت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) میاں محمد بخش۔ (۲) محمد فاضل صاحب (۳) غلام حیدر صاحب۔

(۴) میاں عبدالغنی عبدؔل (۵) فضل الٰہی زرگر (۶) اللہ دتہ جوگی (۷) نُور عالم گُنڈیوری
(۸) عبدالمجید جہلمی۔ (۹) سیّد ہاشم علی (۱۰) اونکار ناتھ گیانی (۱۱) درشن سنگھ آوارہ۔
(۱۲) سردار نی بلجیت تکسی۔

## میاں محمد بخش محمدؔ:۔

پیدائش ۱۸۳۰ء۔ وفات ۱۹۰۴ء۔ آپ کے والد صاحب کا نام میاں شمس دین قادری، ساکن کھیڑی ضلع میرپور، ریاست جموں (جہلم) ہے۔ آپ حضرت عمر فاروق کی نسل میں سے تھے۔

میاں محمد بخش صاحب محمد کو جوانی کے عالم میں شعر و شاعری کا شوق ہوا۔ عربی، فارسی کے بڑے زبردست عالم تھے۔ پہلے پہل کچھ سی حرفیاں اور دوہڑے لکھے۔ ان کی تصنیفات میں قصّہ سیف الملوک، قصہ سخی خواص خاں۔ قصہ مرزا صاحباں۔ ہدایت المسلمین۔ قصّہ سوہنی مہینوال، قصّہ شیخ صنعان۔ قصّہ شیریں فرہاد۔ قصّہ شاہ منصور۔ تحفہ رسولیہ۔ تحفہ میراں۔ اور گلزار فقیر ہیں۔ لیکن جو شہرت عام اور بقائے دوام کا نام سیف الملوک کو ملا ہے اور کسی تصنیف کو نہیں۔ ان کے سیف الملوک کی ہیر وارث شاہ سے بھی بڑھ چڑھ کر مقبولیت ہوئی۔ قصّہ سیف الملوک میں آپ کی پانچ غزلیں بھی درج ہیں۔

نمونہ کلام

(۱) نیچاں دی اشنائی وچوں نفع کسے کد پایا
ککر تے انگور چڑھایا ہر گچھا زخمایا

(۲) جس دل اندر عشق نہ رچیا کُتے اُس وتیں چنگے
خاوند دے گھر راکھی کردے، صابر بھکھے ننگے

(۳) جادو گر دو نین کڑی دے وچ کجلے دی دھاری
صوفی ویکھ ہو دن مستانے، چھڈن شب بیداری

(۴) دوہڑہ:- عشق قضائی چھری وگائی کوہندا دے دے لتاں
چونہیں گھٹیں حکم اوسے دا کس پاسے نس ونتاں
عاقل ہتیں بے عقل سدایا بھل گیاں سب گنتاں
ننگ ناموس سنبھال محمدؐ دیہن سیانے متاں

## اللہ دتہ جوگی :-

نام اللہ دتہ۔ تخلص جوگی۔ ۱۹۰۸ء میں بمقام کھڑی شریف دربار پیر شاہ غازی پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار میاں وزیر بخش معماری کا کام کرتے تھے۔ آپ کے والد اور چچا دونوں شاعر تھے۔ گویا شاعری ورثہ میں پائی۔ ان کے والد کا تخلص وزیر۔ چچا کا تخلص فقیر تھا۔ اسی مناسبت سے آپ نے اپنا تخلص جوگی کیا۔ آپ سائیں احمد علی صاحب کے شاگرد ہیں۔ لوگ طوطئ جہلم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

نمونہ کلام

شمع اک دھوکے دا ناں اے اس دھوکے دنیا ماری
ایسے دھوکے وچ پروانے ساڑی جند پیاری
دیوا بتی، تیل پرایا، کجھ نہ اہدا اپنا
شام پوے تے روشن ہوندے کے اگ ادھاری

### غلام حیدر :-

آپ میونسپل بورڈ سکول[1] پنڈ دادنخاں ضلع جہلم میں مدرس تھے دیوان حافظ میں بعض غزلوں کا پنجابی ترجمہ کر کے اس کے مجموعہ کا نام تحفہ بے نظیر رکھا۔

نمونہ کلام

ویکھ لے خانے تائیں کھلا ہویا دل کھیں شاکر
گل تری دا دلوں بجانوں ہر دم ہویا چاکر
تینوں لائق بے نیازی ، نالے فخر تکبر
تینوں سجدہ عجز غریبی کرنا چاہیئے سر پر
سوز محبت حافظ والا ظاہر ہوسی یارد
کدے کدائیں جے اک پھیرا اگوں شمع دے مارد

### سید ہاشم علی :-

سنہ ۱۳۳۲ھ میں انہوں نے ہیر وارث شاہ مرتب کی اور اس کی شرح لکھی آپ ہیر میں اضافات کے سخت مخالف ہیں۔ انہوں نے پیر اندتہ اور عزیزہ دین کی بہت تردید کی ہے۔

### اوم کار ناتھ گیانی :-

آپ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ تصنیفات آپ کی یہ ہیں :۔ جپ جی دا ترجمہ شلوک محلہ ۹ دا ترجمہ۔ باراں ماہ۔ فرید دی بانی۔

### درشن سنگھ آوارہ :-

آپ ۱۹۰۶ء میں بمقام کالا گوجراں پیدا ہوئے۔ بعد میں گوجرانوالہ تشریف لائے۔

[1] اصل وطن رسول نگر ضلع گوجرانوالہ ہے۔

اور یہاں سے میٹرک پاس کیا۔ والدین کا پیشہ بزازی تھا۔ انگریز کے سخت مخالف تھے۔
آپ کی باغیانہ نظموں کا مجموعہ "بجلی دی کڑک" ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا۔ آپ کی نظموں
کا ایک مجموعہ "بغاوت" کوئی بارہ دفعہ چھپا ہے۔ چونکہ آپ ہمیشہ مفرور رہے اور انگریز
کے ہتھے نہ چڑھے۔ اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے رہے۔ اِس لئے مختلف تخلص مثلاً
دل جیت۔ پھُل سنگھنا۔ دُکھی مردو۔ سنگڑ۔ اور آخر میں آوارہ مستقل تخلص اختیار کیا۔

نمونہ کلام

وانگ پھُلاں چوبھ اُتے چوبھ کھاندے رہی دا اے
پھر وی اپنا ایہہ سبھا اے مسکراندے رہی دا اے
بھانویں رنداں نال دی کجھ دوستی گوہڑی نہیں
صوفیاں توں پر ذرا دامن بچاندے رہی دا اے
کوئی پچھے تیر دی کوئی کھان والی چیز نے
سجناں دے تیر پر ہس ہس کے کھاندے رہی دا اے

## سردار نی بلجیت تلسی :۔

آپ کا نام بل جیت اور تخلص تلسی کرتی تھیں۔ ۱۹۱۵ء میں آپ بمقام جہلم
پیدا ہوئیں۔ والد صاحب کا نام سری بوا دتہ تھا آپ کی تصنیفات یہ ہیں۔
نیل کنٹھ۔ پارس ٹوٹے۔ نیلا آنبر۔ تن داراں۔ نیل کمل۔ یہ تمام
کتابیں چھپ چکی ہیں۔

نمونہ کلام

نی میں اُس جوگی دی جوگن ہاں

اوہ دل میرے وچ وسدا اے — بہہ بہہ کے نیڑے ہسدا اے
بجلی دے وانگوں نسدا اے — بدلاں دے وانگوں وسدا اے

میں اوہدے پیار دی روگن ہاں
میں اُس جوگی دی جوگن ہاں

## راولپنڈی کے شاعر:-

راولپنڈی کی وہ مشہور اور باوقار ہستیاں جنہوں نے پنجابی ادب کی خدمت میں خون پسینہ ایک کر دیا۔ مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) احمد علی سایاں (۲) میاں قائم دین (۳) سائیں وارث۔
(۴) محمد حسین۔ (۵) سید مہر علی شاہ گولڑوی۔

**احمد علی سایاں:-** پیدائش ۱۸۳۶ء۔ وفات پشاور ۱۹۲۹ء۔

آپ قزلباش خاندان میں سے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد ایران سے آئے تھے اور یہاں آکر آباد ہو گئے۔ آپ راولپنڈی کے سکھ رئیس سردار گورمکھ سنگھ کے پاس بہت عرصہ رہے۔ طبعاً درویش تھے۔ تمام عمر شادی نہیں کی۔ مونہ کلام شاعر ہو ذہنوں سعید گئے حسن کو وک دی زلف بنان لگیاں
وایہ وانگ زلیخا دے ہوئی کملی اپنے یوسف دے گیسو سلجھان لگیاں
میم قلم مصوّر قلم ہو گئے نقش قدرت پر قرطاس بدلان لگیاں
دل معلّم وا ہو گیا سی پارے سایاں پہلا ای پارہ پڑھان لگیاں

## سیّد مہر علی شاہ گولڑوی :۔

آپ ہندوستان کے مشہور پیر ہیں۔ بڑے عالم فاضل تھے۔ عربی فارسی میں آپ نے بہت کتابیں لکھیں۔ سورۂ فاتحہ کی عربی تفسیر آپ نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جواب میں لکھی۔ پنجابی میں آپ کی نہایت درد بھری نعتیں ملتی ہیں۔ آپ کی وفات ۱۹۳۷ء میں ہوئی۔ آپ کی نعتوں کے مجموعہ کا نام پنج گنج عرفان ہے۔ جو مطبوعہ ہے۔

### نمونہ کلام

طویل نعت شریف کے آخری تین شعر

اوتھے بردیاں مفت دکاندیاں نیں　　شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں

سُبْحَانَ اللّٰہ مَا اَجْمَلَكَ　　مَا اَحْسَنَكَ مَا اَكْمَلَكَ

کہتے مہر علی کہتے تیری ثنا

گستاخ اکھیاں کہتے جا اڑیاں

ان مسلمان شعراء کے علاوہ ہندو شعرائے پنجابی کی فہرست ذیل میں درج ہے۔ (۱) ہیرا سنگھ درد (۲) ایشر سنگھ ایشر (۳) ودھاتا سنگھ تیر (۴) موہن سنگھ ماہر (۵) پریم سنگھ صابر۔ (۶) کرتار سنگھ دُگل۔

### ہیرا سنگھ درد :۔

ان کے والد صاحب کا نام ہرسنگھ جی تھا۔ آپ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے پہلے دُکھیا تخلص کرتے تھے۔ پھر درد تخلص کیا۔ آپ نے لاہور سے اخبار اکالی جاری کیا تھا۔

### نمونہ کلام

جد تیک بُوند لہُو دی اِک وی ہے میرے تن وچ
جد تیک ناڑ اک دی ہلدی اے ایس بدن وچ
جد تک پھُرنا اِک وی پھُردا اے میرے تن وچ
جیوندا میں اِس لئی ہاں میری ہے روح وطن وچ
اِک وار وطن اپنا آزاد کروکھاں گے
اگے ہی اگے جاں گے پچھاں نہ پیراں گے

## البشر سنگھ البشر:-

آپ سنہ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ اِن کے کلام میں روانی اور مزاح بہت ہے۔ ان کے کلام کے مجموعے بھائیا۔ دھرمی بھائیا۔ رنگیلا بھائیا۔ نواں بھاٹیا وغیرہ کے نام سے ہیں۔

نمونہ کلام

ساڈے بھائیا جی وڈے دھرماتماسن — اٹھے پہر ہی رب دھیاوندے سن
ترڑکے اُٹھ کے بانی دا پاٹھ کردے — نالے لوکاں نوں کتھا سناوندے سن
ترنیہہ دن مہینے دے ہین اے پر — بتی دن مقدمے تے جاوندے سن
پرلو تیک اِی رکھن گے یاد سارے
کھل جتاں دی ایہو جیہی لاہوندے سن

## ودھاوا سنگھ تیر:-

والد صاحب کا نام ہیرا سنگھ قوم برہمن ساکن گھگھروٹ ضلع راولپنڈی۔ آپ عزیز کے شاگرد تھے سنہ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ تصنیفات۔ شہیدی واراں

دھرو بھگت ۔ انیائے تیر۔ گنگے گیت نل دمینتی شکنتلا نثر میں ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

نمونہ کلام

جیٹھ ہاڑ وچ تھر تھر کنبدا ڈوٹھڑا بڈھڑا لالہ
گُبّا مکّ جھریاں پیّاں جاپے مرنے والا
پُچھیا بابا ایڈی گرمی توں کیوں تھر تھر کنبیں
آکھن لگا درگاہ دا ای لگ وا پیا اے پالا

موہن سنگھ ماہر:۔

پروفیسر موہن سنگھ ماہر کے والد ماجد کا نام ڈاکٹر جودھ سنگھ تھا آپ ۱۹۰۵ء میں بمقام دھمیال ضلع راولپنڈی پیدا ہوئے۔

تصنیفات۔ ساوے پتّر۔ تن پُرا۔ کسمبڑا۔ ادھوائے۔ ایشیا دا چانن۔

یہ تمام چھپ چکی ہیں۔

نمونہ کلام

وچ سُکھاں دے ساری دنیا نیڑے ڈھک ڈھک بہندی
پرکھے جاہن سجن اُس ویلے، جد بازی پچھّی پیندی
وچ تھلاں دے جس دم سستی بیٹھ کھڑے تے روئی
پھس گیا کجلا رُڑھ پُڑھ جانا، ہتھ نہ چھڈیا مہندی

# سیالکوٹ کے پنجابی شاعر:۔

سیالکوٹ کے پنجابی شاعروں کی فہرست ذیل میں درج ہے۔

(۱) مُرتضیٰ بیگ والیہ (۲) مسافر (۳) سائیں حیات پسروری۔ (۴) جیون۔ (۵) حافظ عالم خاں خاکی۔ (۶) حافظ عبدالحق (۷) حکیم محمد دین (۸) شاہ دین۔ (۹) رحیم بخش (۱۰) ایشر داس غالی (۱۱) ڈاکٹر دیوان سنگھ (۱۲) برکت رام مُمن (۱۳) لالہ دھنی رام چاترک (۱۴) گیانی کرتار سنگھ۔ (۱۵) منشی برکت علی خورشید۔

مشہور ہستیاں:۔

## سائیں حیات پسروری:۔

پورا نام محمد حیات ہے۔ موضع داؤد باجوہ متصل پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ آپ ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ شاعری کا شوق ہوا تو استاد دامن لاہوری کے شاگرد ہوئے۔

تصانیف:۔ کھریاں گلاں۔ بھڑکدے شُعلے۔ معجزۂ اسلام وغیرہ۔

جملہ اصنافِ سخن میں لکھتے ہیں۔ موضوع زیادہ تر مذہبی اور سیاسی ہوتی ہے۔ انداز تنقیدی ہوتا ہے۔

نمونہ کلام

منزل عمر دی ختم نہ ہوئے جدتک تدتک جگت چ رزق نکھٹدا نہیں
مکھاں بادشاہ ہون پر حکم باہجوں سڑ جائے دانہ کدی پھٹدا نہیں
عزرائیل وی اوسے ویلے حکم باہجوں دم ساہ وجود چوں گھٹدا نہیں
اوہدے حکم ویلے باہجہ حیات سائیں پتا پہنیوں کدی وی ٹٹدا نہیں

## حکیم محمد دین صاحب :-

موضع جنڈیالہ تحصیل ریعیہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے ہاشم علی کی مرتب کردہ بیر پر عمدہ تقریظ لکھی ہے۔

## مولوی شاہ دین صاحب :-

آپ کے والد صاحب کا نام مولوی قطب دین قریشی تھا۔ رنگ پورہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ ۱۸۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ عربی فارسی کے جید عالم تھے۔ پنجابی زبان کی خدمت کرنے کے لیے آپ نے بہت سے بزرگوں کے کلام کا پنجابی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ آپ نے مندرجہ ذیل کتابوں کے ترجمے کیے ہیں۔

(۱) دیوان غوث الاعظم (۲) دیوان محمود شبستری (۳) دیوان حضرت سلطان باہو (۴) دیوان حافظ۔ (۵) دیوان خواجہ معین الدین اجمیری (۶) دیوان اوحدی (۷) مثنوی بوعلی قلندر (۸) مثنوی شمس تبریز (۹) مثنوی فرید الدین عطار (۹) مثنوی بیسرنامہ (۱۰) فرید الدین عطار (۱۱) مثنوی مولانا روم چھ جلد (۱۲) مثنوی گلشن راز۔

ترجمہ اس عمدگی سے کرتے ہیں کہ اصل کلام سے بھی زیادہ لطف آجاتا ہے۔

### نمونہ کلام

### مثنوی مولانا روم میں سے

سُن وکھلی تھیں جیڑے ویلے سوز تنے ساز الاوے
ہجر فراق غماں دے جھیڑے کر کر کے کُرلاوے
جنگل وچوں وڈھ کے مینوں جس دن دے لے آئے
سُن سُن حال میرے نوں رندان اہداں حال وکھائے

اوہ دل لوڑاں جو دل ہووے ہجر فراقوں سڑیا
پھول سناواں تاں میں قصّے درد غماں دے اڑیا

ویگر :-

اوس حکیم حقانی جس دم راز حقیقت پایا
موجب رنج مصیبت والا سارا ظاہر آیا
اُٹھ کھلوتا لونڈی کولوں شاہ ول قدم اُٹھایا
تھوڑا جیہا حال پوشیدہ شاہ نوں پھول سنایا
کیہہ تدبیر بنے ہن اوہدی شاہ نے عرض گذاری
موجب غم دسے رہنے دا کیہہ اندر گھر وچ زاری

## ڈاکٹر دیوان سنگھ :-

آپ کا زمانہ حیات ۱۸۹۴ء سے ۱۹۴۱ء تک ہے۔ ان کا ذکر جدید اور آزاد شاعری کے باب میں آئے گا۔

## برکت رام مہرمؔ :-

آپ کے والد صاحب کا نام پنڈت امر ناتھ رام تھا۔ آپ قلعہ سوبھا سنگھ ضلع سیالکوٹ میں ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ کالیداس کا پورن بھگت پڑھنے سے آپ کے دل و دماغ میں شاعری کے ذوق نے چٹکیاں لیں اور پھر پنجابی ادب کی خوب خدمت کی۔

### نمونہ کلام

چہ خہ خوب کتوّ دل دار جی — چھڈو حالت ہند سنوار جی
پیریں بُوٹ جراب تے پٹّیاں — گیتاں اوتے ساڑیاں کھٹّیاں

بھائیو بھروسہ ایسیاں چیزاں  غفلت چھڈ کے ہو ہوشیار جی
چرخہ خوب کتوّ دلدار جی

## لالہ دھنی رام چاترک :۔

پسیاں ضلع سیالکوٹ میں ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے۔ پنجابی شعرا میں صفِ اوّل کے شاعر ہیں۔

### نمونہ کلام

میرے مالکا! میں بڑا ہاں سودائی  تیرے راہ تے چل کے نہ ورتی سچائی
میں دُنیا نے آ غلطیاں کرن لگا  دسّے بھوگ کوئی نہ کیتی کمائی
خوراکاں پوشاکاں تے عیاشیاں نے  تری یاد ہے میرے دل توں بھلائی
میری موت تے لوکو حاتم نہ آیا!
رہے بوند چاترک نوں دینی دوہائی

## گیانی کرتار سنگھ :۔

والد صاحب کا نام سردار جگت سنگھ تھا۔ کلاس والہ ضلع سیالکوٹ کے باشندے تھے۔ آپ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۵۲ء میں فوت ہو گئے۔

کم و بیش چونتیس ۳۴ کتابوں کے مصنّف ہیں جن میں سے زنکاری جوت۔ داتا دی جوت۔ رہے پورکھا۔ اجیت خالصہ۔ پرہلاد بھگت۔ روپ بسنت وغیرہ شائع ہو چکی ہیں۔

### نمونہ کلام (مقابلے)

کوئی پھل نہ پتّراں جیڈ مٹھا  سکّا کوئی نہ سکّے بھراں جیہا

دُنیا جیڈ نہ ہور ہے پُن کوئی لابھ دند نہ لیشوُ ہے گاں جیہا
سچّا دھن نہ دوسرا دھرم جیہا، ہور جاپ نہ رام دُے ناں جیہا
ہور سُکھ جہان دے وچ کوئی نہ سرتے پیر دُے سائے دی چھاں جیہا
جانور غریب اڑانگ گھگھی اتے چنچل کوئی نہ کاں جیہا
بھانویں دیس پردیس دی سیر کرلئو پر سُکھ نہ اپنے تھاں جیہا
دُنیا وچ دریا نے بہت بھانویں رنگ عشق نہ سکتے جھناں جیہا
ویکھ ڈھونڈھ کے جگ کرتار سنگھا کوئی ساک نہ ہوئے ہے ماں جیہا

## نلسشی برکت علی خورشید :-

اصل وطن آپ کا شہر وزیر آباد ہے لیکن عرصہ سے سیالکوٹ چلے گئے ہیں۔ بابو عبدالغنی وفا کے شاگرد ہیں۔ آپ غزل نہایت عمدہ لکھتے ہیں سن پیدائش سنہ ۱۹۰۲ء۔

نمونہ کلام

بھلیو بھلی اے ایس جہان اندر، ماڑا ویکھ کے کسے نوں ماریئے نہ
گلھ سمجھ کے مول نہ ہتھ پائیے، منتاں گلھاں دے ہون انگیار تھلّے
ملی والضحیٰ نال والیل جس دم، عجب قدرتی الفت دا راز کھلّا
چمن رخ پیمبر پیار سیتی، دونوں طرف زلفاں لٹک لٹکے تے

# لائل پور کے شعراء :۔

انگریزی دور کے لائل پور کے پنجابی شعراء کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(۱) غلام مصطفیٰ مضطر (۲) مولوی عبداللہ (۳) سعید الفت (۴) خادم تاندلیانوالہ
(۵) مولوی صمصام (۶) لعل نورپوری (۷) سندر داس عاجی (۸) تیجا سنگھ صابر۔

## مولوی عبداللہ

مولوی محمد عبداللہ صاحب موضع ملکھانوالہ چک ۲۲۶ ضلع لائلپور کے رہنے والے ہیں۔ بھولا پنچھی آپ کی مشہور نظم ہے جو زبان زد خاص و عام ہے۔

نمونہ کلام

وے توں اڈجا بھولیا پنچھیا ایتھوں اپنی جان بچا
ایتھے گھر گھر بھیاں لگیاں تینوں لین نہ مول پھسا
تیرا آہلنا عرش عظیم تے، وے توں ویس قدس دا شاہ
سر تاج پہنا تکریم دا۔ تینوں کینے نے بادشاہ
تینوں دانگ منونے اپنے سر جیا آپ خدا
تینوں سجدہ کیتا قدسیاں، کوئی ادبوں نئیں جھکا
چھڈ تنا ہی ملک دوام دی، ہن قیدی بنیوں آ
ایتھے عاشق ہو گیوں آن کے دل جیفہ اتے لار

## سید الفت :۔

شیخ محمد سعید نام بسنت گل ریل بازار لائل پور کے رہنے والے ہیں۔

کھڑمے پھُل اور مہکدے پھُل آپ کی نظموں کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

نمونہ کلام

دل صاف وچ سینے دے چاہیدا اے باہروں بیاہوے وال وال کالا
ایہہ رنگ تے ربّ دے بنے ہوئے نیں کوئی ہے گورا تے کوئی لال کالا
گورا رنگ جے ربّ پسند کردا، کردا کدی نہ پیدا بلالؓ کالا
کالے رنگ دا ہونا نہیں عیب اُلفتؔ جے کرہوئے نہ نامہ اعمال کالا

## نند لعل نُورپوری :۔

نام نند لعل تخلص نُورپوری۔ والد صاحب کا نام سردار بشن سنگھ نورپور تھا۔ لائل پور میں پیدا ہوئے۔ سن پیدائش ۱۹۰۶ء ہے۔ پہلے مدرس بعد میں تھانیدار بنے لیکن اطمینان حاصل نہ ہوا۔ ملازمت چھوڑ دی اور فلموں کے گیت لکھنے لگے۔ پھر یہ کام بھی چھوڑ دیا اور باقاعدہ شاعر بنے۔ اچھے شعر لکھتے ہیں اور ترنم سے پڑھتے ہیں۔ آپ کی نظموں میں "جٹ دی کمائی" اور بہار بہت مشہور ہیں۔

نمونہ

ترٹکے چمک مکھیرنے کھو پیاں نوں گورا ہلیاں چپہ نا ہرا کھولدا اے
رکھو نناں سہاگ تے جوڑ گنڈا پھیرو اسا لجھیاں نوں گھر وں ٹولدا اے

## نند رداس عاصیؔ :۔

آپ کے والد صاحب کا نام لالہ شادا رام تھا۔ آپ چاترک کے شاگرد تھے۔ پہلے اردو شعر کہتے تھے پھر ۱۹۲۶ء میں پنجابی شعر کہنا شروع کئے۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۹۰۶ء ہے اور وفات ۱۹۵۲ء بمقام لدھیانہ ہوئی۔ ان

کے کلام کا مجموعہ "پرلے پار" مطبوعہ ہے۔

نمونہ

سدھراں دے بُوٹے ٹُک گئے سڑ گئے  لگ لگ بُور امیداں دے جھڑ گئے
کِکراں نوں لگ پئے پھُل فی
مینڈھے ماہی نے
میرے پیار دا پایا نہ مُل فی!

## تیجا سِنگھ صابر:۔

۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ نانک پورہ ضلع لائل پور آپ کی جائے پیدائش ہے۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں:۔

(۱) پرچھانویں۔ (۲) یادگار (۳) من مندر (۴) جھنکار (۵) پُورب دا چانن (۶) نری اگ۔ (۷) ودھے چلو (۸) جگدیاں جوتاں (۹) ساڈے کوی۔ یہ تمام کتابیں مطبوعہ ہیں۔

نمونہ کلام

کمانا ں بہت لفیاں نے او تیر وہوش وچ آؤ
زنجیراں تڑک رہیاں نے اسیر وہوش وچ آؤ
پلیتے نے تاج بغلی وچ فقیر وہوش وچ آؤ
ہر اِک ذرّہ ای باغی اے امیر وہوش وچ آؤ
لہُو دے نال ای صابر زخم ہن دھون والا اے
بڑا کجھ ہون والا اے بڑا کجھ ہون والا اے

# گورداسپور کے پنجابی شاعر:-

ضلع گورداسپور کی جن مشہور اور فن کار ہستیوں نے پنجابی ادب کی خدمت کی ہے ان کے اسامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) امیر بخش (۲) لوگڑ سنگھ لوگڑ (۳) عالم سیاہ پوش (۴) اکبر علی (۵) مولوی روشن دین (۶) فقیر علی فقیر (۷) شاہ شرف پھٹواری (۸) گوپال سنگھ گوپال (۹) امیر علی۔

## لوگڑ سنگھ لوگڑ:-

آپ کا وطن گھمن خورد ضلع گورداسپور ہے۔ آپ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے پیشہ کے طور پر درزی تھے۔ چھوٹی عمر میں ہی شاعری کا شوق چرایا اور اچھے شاعر بن گئے۔

نمونہ کلام

ن۔ نگہ دے تیر نت کس کے تے قاتل لانا دھر کے نشان سینہ
نیزے خنجر وں رتا نہ رہی حاجت تیراں جگر ہے چھانی چھان سینہ
نیناں نیر دی نہر چلا دتی تیرے ہجر دل آتی حیران کینہ
نسدن کرنا نہیں چاہیدا تنگ عاشق جس جگ وچ ساڑیا آن سینہ

## عالم سیاہ پوش:-

آپ کا اصلی نام محمد حسین ہے اور بابا عالم سیاہ پوش کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام میاں فضل کریم تھا۔ آپ قوم کے جاٹ ہیں۔ کلانور ضلع گورداسپور آپ کی جنم بھومی ہے۔ آپ ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے ہیں۔

منونہ کلام

ع۔ عشق دا ڈھٹا بیا روڈا ہڈا، نویں رُوں تے تیر ھیں کیا بھئی واہ
اج کل دے اسال حسین دیکھے اُتوں چڑھے تے وچوں سا بھئی واہ
اسیں ہیں آرام لٹا بیٹھے، اینویں گُت دا کھا ہدا وساہ۔ بھئی واہ
عالم یار نوں اِک وی نہیں ہلدی دھیلے شاہ دا دُوجا یاد بھئی واہ

## مولوی روشن دین :۔

گھمن خورد ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کی تصنیفات میں سے قصہ دل خورشید اور قصہ جابر مشہور ہیں۔ قصہ جابر قریباً ۱۰ ہزار دل اور لاکھوں کی تعداد میں چھپا ہے۔ ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۲ء میں فوت ہو گئے۔ آپ کی قبر سٹھیالی ضلع شیخوپورہ میں ہے۔

## گوپال سنگھ گوپال :۔

آپ ۱۸۴۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۴ء میں وفات پائی۔ آپ نے شاہ بہرام۔ بشنو بگاہل بسنتی پنوں۔ یوسف زلیخا۔ رامائن لکھی ہیں جو تمام کی تمام مطبوعہ ہیں۔ کلانور ضلع گورداسپور آپ کا وطن تھا۔

## مُلتان کے پنجابی شاعر :۔

ملتان کے علاقہ کی وہ بزرگ ہستیاں جنہوں نے پنجابی ادب کی خدمت کرنے کے لیے سرتوڑ کوشش کی ہے اُن کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) متین خاں (۲) سید اکبر شاہ (۳) میر وارثی (۴) سید جیون شاہ

(۵) منشی تیغ علی (۶) خادم علی (۷) پُرجوش (۸) پُردرد (۹) باغ شاہ (۱۰) محمد امین شاہ (۱۱) جندن ملتانی (۱۲) زائر (۱۳) نور محمد گدائی عرف نُورن (۱۴) مولوی محمد یار (۱۵) عبدالستار فوق (۱۶) شیخ گل محمد عاشق (۱۷) مضطر ملتانی (۱۸) بی بی مخفی۔

**سید جیون شاہ :۔** ان کا قصہ ہیر رانجھا اور ڈھولا مشہور ہیں۔

**منشی تیغ علی :۔** شجاع آباد کے رہنے والے تھے۔ اِن کی کافیاں مشہور ہیں۔

**خادم علی :۔** آپ کے مولود لکھے ہوئے مِلتے ہیں۔

**پُرجوش :۔** اِن کے نعتیہ کلام کے مجموعے چھپے ہوئے مِلتے ہیں۔

**پُردرد :۔** ان کے نعتیہ کلام کے مجموعے چھپے ہوئے مِلتے ہیں۔

**باغ شاہ :۔** ذات کے قریشی تھے۔ اسمٰعیل پور تحصیل میلسی کے رہنے والے تھے۔ اِن کا بھی نعتیہ کلام چھپا ہوا ملتا ہے۔

**محمد امین شاہ :۔** باغ شاہ کے لڑکے ہیں۔ والد کی تقلید میں نعتیں ہی لکھتے ہیں۔

**نور محمد گدائی عرف نُورن :۔** اِن کی کافیاں مشہور ہیں۔

**بی بی مخفی :۔** آپ ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئیں۔ نہایت پارسا اور متقی قسم کی عورت تھیں۔ مولوی محمد حسین احمد آبادی کو اپنا کلام دکھایا کرتی تھیں مخفی اسرار۔ تعلیم النساء اور عشقِ حقانی آپ کی مطبوعہ تصنیفات ہیں۔

## نمونہ کلام

مومن بھیناں کارن میری ایہہ نصیحت بھاری
ہے کامل استادوں نہ کوئی میری صنعت کاری
سخن سوارے کامل مُرشد جس دی استا کاری
مسلم بھیناں پڑھ کے اِس نوں لین نصیحت کاری
علم پڑھن تے عمل کماون اندر جہل خواری
پڑھو کلام خداوند والی، بدعت تھیں بیزاری
روز قیامت کارن کرلئو نیک اعمال تیاری
آخر مرنا ایس جہا نوں ہر اِک دا ردواری

## ہوشیارپور کے شاعر:۔

### مولوی غلام رسول عالم پوری:۔

آپ کے والد صاحب کا نام میاں مراد بخش تھا۔ قوم کے گجر تھے اور عالم پور کوٹلہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے موضع غازیاں کے مولوی محمد عثمان سے فارسی اور عربی پڑھی بعد میں دہلی جا کر عربی اور فارسی کے مکمل عالم ہوئے تعلیم سے فارغ ہو کر آپ ایک پرائمری سکول میں مدرس لگے، لیکن کچھ عرصہ بعد مدرسی چھوڑ کر گاؤں کی امامت کرنے لگے۔ سولہ سترہ برس کی عمر میں آپ نے شعر کہنے شروع کئے۔ پہلے پہل آپ نے کچھ چھوٹے چھوٹے قصے مثلاً چوپٹ نامہ مسئلہ توحید۔ سی حرفی۔ سسی پنوں لکھے۔ بعد میں داستانِ امیر حمزہ ایک بہت ضخیم کتاب لکھی جو اپنی مثال آپ ہے۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے۔ اس کے بعد احسن القصص

(یوسف زلیخا) لکھی۔ احسن القصص آپ کا شہ کار ہے۔ احسن القصص کے بعد انہوں نے نہایت دردانگیز چھٹیاں بحرِ طویل میں سید روشن علی شاہ کی طرف لکھی ہیں جو نہایت دردانگیز اور رقّت آمیز ہیں۔ آپ کے قلم میں حدّ درجہ کی روانی ہے۔

نمونہ کلام

وایا کی زلیخا سے پوچھ گچھ

کون بندہ کس کیتوں بندی اے فرزند پیاری

تے اوہ رنگت رُخ تیرے دی سِکنّے لئی اوھاری

کس دیاں زُلفاں کنڈیاں ہو ہو دل تیرے وچ پھیاں

کس دے غمزے دو چشماں نازک رہن سر شکوں رسیاں

صاعق برق دنداں تھیں کِنّے تیں پر شعلے جھاڑے

اوہ سینے وچ دس زلیخا کس نے زخم اگھاڑے

دس زلیخا رکھ نہ پردا کراں تیری غم خواری

تے جے حال نہ کہیں زباں کون کری گا کاری

چٹھی

جے ہیں یار میرا مَیں ول کریں پھیرا ایس جِندڑا کجھ اعتبار ناہیں

خالی بدن ایہہ کلاڈا پنجرہ اے، اڈیا بھورتے فیر درکار ناہیں

ایس کھڑکدے ساز دی سَنڈ دگڑی، مُل پاوندی کِسے بازار ناہیں

مُل پاونا کسے بازار ناہیں، ویلا ہُنے ہے کریں اُدھار ناہیں

نعت

اُس دی انگل نال اشارے شق قمر افلاکی  خیر النّاس عرب دا افصح خلاص بلے تریاقی

عشق ازلی ہے

عشق کرم دا قطرہ ازلی تیں ہیں دے وس ناہیں
اِکناں لبھدیاں لبھدا ناہیں اکناں دے وچ راہیں

بازغہ کا حُسن

پہلی عمر کواری رعنا سرو چمن دا بُوٹا  زُہد لُٹّے تے صبر لُٹے اس انداز نہورا

مولوی غلام رسول صاحب کے علاوہ شبّ دریال اور بھیّا رام بھی پنجابی ادب کے ممدّ و معاون تھے۔

علاوہ ازیں ان متفرق علاقوں کے شاعروں نے بھی پنجابی زبان کے ذخیرہ میں کافی اضافہ کیا ہے۔ اِن کے اسامی حسب ذیل ہیں :-

(۱) رحیم بخش صاحب جھڑیانوالہ (۲) ولایت شاہ بہاول پوری (۳) گوالا (۴) سائیں دت (۵) ہرداس (۶) روشن دین بٹالوی (۷) سیّد علی شاہ خانپوری (۸) چوہدری فضل حق فضلؔ (۹) مراد علی فانی بٹالوی (۱۰) محمد حسن حسنؔ (۱۱) کانشی رام (۱۲) مولوی محمد باقر (۱۳) اتّبہ (۱۴) خاکی شاہ (۱۵) موسیٰ لدھیانوی (۱۶) پنڈت کشور چند لدھیانہ (۱۷) اقبال جالندھری (۱۸) گوربکھ سنگھ مسافر (۱۹) اٹک (۲۰) پیارا سنگھ پدم لدھیانوی (۲۱) کدار ناتھ تیواڑی کپورتھلوی (۲۲) دیوندر ستیارتھی پٹیالوی (۲۳) برکت رام۔

## گورمکھ سنگھ مسافر

تخلص مسافر کیا کرتے تھے. موضع ودھوال تحصیل فتح جنگ کے رہنے والے تھے. آپ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے. آپ مذہبی نظمیں لکھا کرتے تھے جو چھپ کر ہاتھوں ہاتھ بک جایا کرتی تھیں۔ نمونہ کلام

ایک ماں جس کے پانچ بیٹے شہید ہو چکے تھے. وہ آنے جانے مسافروں سے اپنے بیٹوں کے متعلق پوچھتی ہے:.

آدے رہا ہیا، ودھیا ای شاک میرا لادیں پرنہ تُرت سُنان دی کر
سینہ دھڑکدا، اندراں بجھ گیاں کہہ دے جھوٹ نہ مُول لکان دی کر
میری جیہڑیں نکلدا دھواں جاندا، آنسو دگدے بند کران دی کر
میرے جگر دے ٹوٹیاں پُتراں دا پتہ ہیں تے کجھ بتان دی کر
دیو ندر ستیارتھی۔

آپ کے والد صاحب کا نام لالہ دھنی رام تھا. ریاست پٹیالہ کے باشندے تھے. آپ سنہ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے لوک گیت بہت مشہور ہیں۔ آپ کو رابندر ناتھ ٹیگور کی صحبت سے بھی کافی فیض حاصل ہے.

تصنیفات:۔ "گدھا" "ویہاں بلے ساری رات" "دھرتی دیاں واجاں" "مڑھکاتے کنک" "بدھی نہیں دھرتی" "لک ٹنوں ٹنوں" نمونہ کلام.

نہیں کوئی ہیر نہ میں ہاں رانجھا، پھیر وی ساڈا جیون ساہنجھا، دُکھ سکھ ساہنجا
عشق جھناں دے وچ دُور تیکناں، کاش اسیں وی لاسکدے ——— لمّی تاری
تے ڈھا گل دکھڑی پا سکدے۔ . . . . . ہے پیاری

# کیدار ناتھ تیواڑی

والد کا نام پنڈت بھگت رام تیواڑی تھا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ پیدا ہوئے۔ آپ کے کلام کا ایک مجموعہ "کن من کنیاں" چھپ چکا ہے۔

## نمونہ کلام

ویکھ اسمان تے چھائی گہری گھٹا ٹوپ گھنگھور
گھر نوں بھجے آون، باہروں پنچھی کیڑے ڈنگر ڈھور
کالیاں اٹاں کالے روڑ، جلبہ وسادے زور وزور
ننگ دھڑنگے منڈے کرنے گلیاں وچ شور وشور

# پاکستان میں پنجابی ادب

## ۱۹۴۷ء ——— ۱۹۶۳ء

انگریزی عہد میں اشاعتِ تعلیم کے ساتھ ساتھ اگرچہ علم و ادب نے کافی ترقی کی اور اس کے ساتھ ساتھ پنجابی ادب میں بھی کافی اضافہ ہوا، لیکن ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند و پاکستان سے جس طرح اس علاقے کی سیاسی صورت بدلی، پنجابی ادب میں بھی اُسی طرح انقلاب آیا۔ ہندو شعراء کی کثرت ہندوستان چلی گئی، اور اسی طرح کچھ مسلمان شعرا پاکستان آگئے۔ اِس سے قطع نظر جدید حالات کے پیشِ نظر شاعری میں بھی معتدبہ تبدیلیاں ہوئیں۔ پرانی مثنوی گوئی، بینت بازی اور چوما مصرعہ سرائی کی جگہ قومی، ملّی اور جدید انواعِ سخن کی طرف پنجابی شاعری کے قدم اُٹھے۔ غزل کو فروغ ہوا۔ آزاد طرز کی نظمیں لکھی جانے لگیں جن میں افضل پرویز، شریف کنجاہی، سلیم الرحمٰن، منیر نیازی، انیس ناگی، صفدر میر، احمد راہی کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔ غرض انگریزی یا جدید اندازِ فکر نظمیں تقسیم ہند و پاکستان کے بعد لکھی جانے لگیں۔

پاکستان کے قیام کو اگرچہ زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ ابھی وہ احباب زندہ ہیں جنہوں نے انگریزی عہد میں سخن سرائی کی۔ اس لئے شعرا کے درمیان قطعی تقسیم تو نہیں کی جاسکتی کہ انگریزی عہد کے شعرا پاکستانی دور میں نہ آجائیں۔ البتہ اندازِ فکر نے ان کے درمیان حدِ فاصل ضرور قائم کر دی ہے۔ جو لوگ پرانے طرز و طریق پر نظمیں لکھتے ہیں اور آج تک زندہ ہیں ان کا شمار انگریزی عہد میں ہو چکا ہے۔ اور جن پرانے لوگوں نے نیا اندازِ فکر اپنا لیا ہے، خواہ وہ اس قدر معمر ہیں لیکن

اُن کا نام اِس دورِ جدید میں درج کیا جاتا ہے۔ جیسے پیر فضل گجراتی۔

جدید انداز میں لکھنے والوں میں بھی ایک ہلکی سی تقسیم اِس طور سے کی جا سکتی ہے کہ اِن میں سے بعض احباب قدیم خیالات کو جدید اسلوبِ بیان میں ڈھالتے ہیں۔ یعنی صوفیانہ خیالات یا غزل کا قدیم رنگ ان کے پیشِ نظر ہے۔ دیگر حضرات کا اسلوبِ بیان بھی نیا ہے اور خیالات بھی جدید۔ یہ لوگ انگریزی زدہ ہیں اور انگریزی اندازِ فکر کا اثر ان پر نمایاں ہے۔

اُن شعراء کی فہرست پیشِ خدمت ہے

(۱) احمد راہی۔ (۲) یعقوب انور۔ (۳) شریف کنجاہی (۴) صوفی تبسّم۔ (۵) ڈاکٹر فقیر۔ (۶) پیر فضل حسین گجراتی۔ (۷) کیپٹن تبسّم (۸) حکیم ناصر (۹) کرم حیدری (۱۰) عبدالمجید بھٹی (۱۱) رشیدہ سلیم سمیں۔ (۱۲) افضل پرویز۔ (۱۳) افضل احسن۔ (۱۴) سلیم الرحمٰن (۱۵) اکبر لاہوری۔ (۱۶) حبیب جالب۔ (۱۷) حسن اعرافی۔ (۱۸) سلیم کاشر۔ (۱۹) شہزاد احمد۔ (۲۰) محمد صفدر (۲۱) منیر نیازی۔ (۲۲) ظفر اقبال۔ (۲۳) انیس ناگی (۲۴) عبدالقدیر شک (۲۵) شفقت تنویر مرزا۔ (۲۶) جمیل ملک۔ (۲۷) شہباز ملک (۲۸) عظیم بھٹی۔ (۲۹) اسلم راہی۔ (۳۰) شورش ملک (۳۱) منو بھائی۔ (۳۲) مضمر تاتاری (۳۳) جوہر جالندھری (۳۴) طالب جالندھری (۳۵) وحید اطہر (۳۶) گوہر نوشاہی (۳۷) محمد اسحاق۔ (۳۸) نذیر چودھری۔ (۳۹) باقی صدیقی۔ (۴۰) نور کشمیری (۴۱) محمد عالم کپورتھلوی (۴۲) ماجد صدیقی۔ (۴۳) فضل دین بخت (۴۴) حمید ظفر اقبال۔ (۴۵) شیخ رؤف (۴۶) منظور احمر (۴۷) سلطان محمود آشفتہ (۴۸) سعید جعفری (۴۹) انعام ادیب (۵۰) تنویر نقوی (۵۱) منیر نیازی۔

## احمد راہی ۔

۱۲ نومبر ۱۹۲۳ء کو امرت سر میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام خواجہ عبدالعزیز ہے جو شال مرچنٹ کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ پہلے آپ اردو میں لکھتے تھے اور رسالہ سویرا کے ایڈیٹر تھے ۱۹۴۹ء میں پنجابی میں لکھنا شروع کیا۔ ان کا پنجابی کلام بہت پسند کیا گیا۔ ان کے پنجابی کلام کا پہلا مجموعہ ترنجن کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ۱۹۵۳ء سے یہ فلمی گیت کہانیاں اور مقالے لکھ رہے ہیں۔

نمونہ کلام "نظم کیکلی"

کیکلی کلیر دی نی کیکلی کلیر دی
چھلاں پئی ماردی جوانی جٹی ہیر دی — کیکلی کلیر دی
چڑھدی جوانی نال چڑھ گیا بھار نی
نویں نویں جوبناں دا نواں نواں چار نی
جندڑی نہ رول دیویں کسے دلگیر دی ... کیکلی کلیر دی .....
جوڑے وچ موتیے دے پھل پئے سجدے
اکھاں وچ مٹھے مٹھے گدے پئے نچدے
کھل جاندے بھیت لوک بھانویں لکھ کجدے
پھٹی ہوئی ایں توں کسے ڈاہڈے تیر دی ..... کیکلی کلیر دی .....
پلکاں دی جالی وچوں جھاکنی آں کہانیاں
پانیاں تے گماں دیاں کھیڈاں نیں چہ انیاں
راہاں وچ ٹھیڈے کھان نظراں نمانیاں

تاب نہیتوں جھلّی جاندی تیرے ڈنگے چیڑی  کیکلی کلیردی ....

چُپ چُپ رہ کے دی بڑا کجھ کہندیاں
لگ جاہن اکھیاں تے گجھّیاں نہیں رہندیاں
ہوڈھاں تے وند اسے سجھیں، جگ گیاں مہندیاں
کدھیاں نیں تاہنگاں تیریاں گھیر گھیر رہندیاں
سچ سچ دسّ ماں نی سونہہ تینوں ویر دی
کیکلی کلیردی نی کیکلی کلیردی
چھلّاں پئی ماردی جوانی جٹی ہیر دی

## قریشی غلام یعقوب انور:۔

پنجابی زبان کے استاد شاعر بابو عبدالغنی وفا کے نورِ نظر ہیں۔ ۱۹۱۵ء میں بمقام گوجرانوالہ پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے کیا۔ پھر ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان پاس کیا۔ اور محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں ملازم رہے۔ ملازمت چھوڑ دی۔ آج کل ہائی کورٹ کے ایڈووکیٹ ہیں۔

آپ انگریزی، اردو اور پنجابی کے اعلیٰ پایہ کے شاعر اور نثر نگار ہیں۔ اخبار و رسائل میں ان کے نگارشات اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ ہر سہ زبانوں میں ان کے ضخیم دواوین موجود ہیں۔ پنجابی سے خاص لگاؤ ہے۔ کافیاں مادھو لال حسین۔ ابیاتِ سلطان باہوؒ اور بُلھّے شاہ کی کافیاں کے انگریزی میں تراجم کئے ہیں۔ پنجابی میں آپ کی غزلیات کا ایک مجموعہ زیرِ اشاعت ہے۔

نمونۂ کلام

سستی والیاں سدھراں دا ٹھل کھڑک پیا اج فیر
پنوں خاں دی ڈاچی دا ٹل کھڑک پیا اج فیر
اکھیاں اندر پیار دے پنگھے بوٹے ٹیہوں بجھدے نیں
مار وجیٹھ جدائی کھنوں کڑک پیا اج فیر
جیہڑی دنگ نوں لبھن اک چھوہری پیار کسے دا تکیا سی
دل دے کھیٹ وچ او ہو ٹوٹا ٹڑک پیا اج فیر
پیر جھناں دیاں سوہنیاں تیری اگھ شگھن نہیں سے سکنی
چیر کے پٹ مہینوال دا لکھ نوں تڑک پیا اج فیر
اک نیویں سٹ ماکل اکھ دی رتا جینی شہ اتے
نمو جھانیاں تا ہنگاں دا ول ٹھڑک پیا اج فیر
اس ایرو دا سایہ کائی جھلن والی چیز نہیں
مسجد دی محراب اے اتھ رہیڑک پیا اج فیر

## شریف کنجاہی :-

آپ کے والد کا نام مولوی غلام محی الدین تھا۔ آپ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو عظیمت کے شہر کنجاہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے فارسی اور اردو کے امتحانات پاس کر کے سکنڈری ہائی سکول راولپنڈی میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ آج کل گورنمنٹ کالج کیمبل پور میں پڑھا رہے ہیں۔ نمونہ کلام

جدوں کدی وی تیرا خیال آیا، نال سو روی بڑے خیال آئے
مرزے جنڈیاں سیج میں کئی دیکھے بیلے وچ نظر مہینوال آئے

اُنج دے آپ دی گلی آباد سئے، کدے فیر وی آونا ں لوے سانوں
جیکر سچ پچھیں آسا ں ٹک گیاں اسیں رات اودھوں جیہڑے حال آئے
تیرے شوق وچ کھنب کھوہا کے تے اساں آپ ای قید قبول کیتی
ہن توں اوہناں نوں کی آزاد کرنا، جیہڑے آپ ہلنے اپنے بال آئے
اساں ای آن کے ایس بازار اندر سودے ڈِگ کے ولاں دے نہیں کیتے
لوکی بلخ بخاریوں ٹُر کے تے اِنجیں مُڈھ توں ویچدے مال آئے
پلکاں لمیاں گوہڑیاں نیو یاں دی تک تک کے چھاں شریف رتجھے
ایس چھاں نوں اوہ نہیں مان سکے جیہڑے وچ بیلے عمراں گال آئے

## صُوفی غلام مصطفےٰ تبسّم :-

آپ امرتسر کے رہنے والے ہیں تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز مقرر ہوئے۔ بعد میں ۱۹۳۱ء سے ۱۹۵۵ء تک گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر رہے۔ پھر خانۂ فرہنگ ایران سے متعلق رہے۔ آج کل لیل و نہار کے مدیر ہیں۔ بڑی دلفریب شخصیت کے مالک ہیں۔ فارسی اُردو اور پنجابی کے نغز گو اور پختہ کار شاعر ہیں۔ اُردو، فارسی اور پنجابی کلام کا مجموعہ انجمن شائع ہو چکا ہے۔ آپ جدید فارسی شاعری کے عمائدین میں شمار ہوتے ہیں۔ نمونہ کلام

دُکھ نوں سُکھ دا روپ دتا اتے ہسّ ہسّ نیر چھپائے
اِک اِک راز ماہی دی خاطر اساں سو سو جتن کمائے
پھُلاں سینے چاک کیتے، اتے شبنم نیر وگائے
خوشیاں دا کوئی ساہجی ناہیں، اتے دکھڑے نوں کرن وڈائے

## فقیر محمد فقیر :-

آپ ۵ جون ۱۹۰۰ء کو تکیہ معصوم شاہ گوجرانوالہ میں میاں لال دین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ متعدد پنجابی کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں سے مہکدے پھل صدائے فقیر زیادہ مشہور ہیں۔ پنجابی ادبی اکیڈمی کے لئے چند کتابیں مرتب کی ہیں۔ ابراہیم عادل کے شاگرد ہیں۔ کچھ عرصہ عبدالمجید صاحب سالک کے ساتھ مل کر لاہور سے پنجابی رسالہ بنام پنجابی بھی جاری کیا۔ صدائے فقیر۔ رباعیات فقیر۔ ہیر۔ چنگیاڑے۔ موتے اور مہکدے پھل آپ کی تصنیفات ہیں۔

نمونہ کلام

چنگے راتاں چانن لاٹے
ہائے وتیاں ہنیر
دس دس اکھاں سُک سُک گیاں
سُک سُک وسیاں فیر
پرجد کھوجی نظراں ڈٹھا
دل دیاں وتھاں پھول
دُور سُنیدا پار نتھاواں
وسدا ڈٹھا کول

## پیر فضل حسین فضل گجراتی :-

آپ ۱۸۹۶ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام مقبول شاہ

تھا۔ آپ حضرت شاہ دولہ ولی کی اولاد میں سے ہیں۔ پہلے اُردو میں شعر کہتے تھے
بعد میں پنجابی میں شعر کہنے لگے۔ پنجابی غزل گوئی میں آپ بلاشبہ حافظ شیرازی ہیں۔
ان کا مجموعہ کلام "ڈونگے پینڈے" چھپ چکا ہے۔

نمونہ کلام

میں بے صبر تے نہیں پر ایس گلے جاری اکھیاں تو بیٹھا نیر کرناں
ٹنگی ہوئی اے پُتلیاں وچ جیہڑی صاف کسے وی پیا تصویر کرناں
ٹھنڈی پُرے دی جدوں ہوا سر تے گھٹاں کالیاں گھیر کے لے آوے
ملیوں چنگ چواتیاں لگ جاون پیا جامیاں نوں بیر بیر کرناں
دساں اپنے آپ دی شرح کرکے میں ظلوم بھی آں تے جہول بھی آں
اپنے پیر کو ہاڑیاں مار آپوں، آپے پیا تقدیر تقدیر کرناں
چھاتھا ہویا وچ دہماں دے دیکھ ملیوں قاصد کیوں نہ پتراں وچ جاندا
خط لکھناں، پڑھناں، تے پاڑ دیناں فیر سوچنا فیر تحریر کرناں
میرے ضبط دے خام منصوبیاں نوں شوخ اتھراں لے کے بہہ گیاں
پانی وچ اوہ فضل کھلون کتھے میں جو ریت دے محل تعمیر کرناں

## کیپٹن تبسم :-

کیپٹن محمد رمضان تبسم علامہ محمد عبدالکریم قلعداری کے بڑے صاحبزادے اُردو، فارسی اور پنجابی کے شاعر ہیں۔ ہر سہ زبانوں کے ضخیم دواوین ترتیب دئے ہیں۔ آج کل ہفت روزہ غازی گجرات کے مدیر ہیں۔ آپ نے علامہ اقبال مرحوم

کی کتاب پیامِ مشرق کا پنجابی نظم میں عمدہ ترجمہ کیا ہے۔

ترجمہ۔ (کلامِ اقبالؒ)

اِک دریا نوں ڈھٹھا کنڈھا بولیا ہو نترانا
ساری عمر گوائی ایتھے اپنا آپ نہ جاناں
چھوہلی ٹھلّ تے سُنبلی ماری ایہہ گل آکھ سنائی
جیونا میرا ٹُرنا پھرنا، بہہ رہنا، مرجانا

## غزل

جنہاں عشق پیالے پیتے، شاہ زوراں کمزوراں
موت اوہناں دے ناں تھی کنبدی جاُلکدی وچ گوراں
اِک اِک تارِ دِچھوڑے دالی سُولاں بن بن سلّے
"چن کیہہ جانن کالیاں راتاں کٹن کویں چکوراں"
کدھرے مارے دھاڑے نہیں سن نہ ایہہ سینہ زوری
ون دھاڑے اکھّی پائی اج کل دل دیاں چوراں
گڈی چڑھی محبّت والی، دُکھاں پیچے پائے
کدی وادھائے کدی گھٹائے سجن دے ہتھّ ڈوراں
ٹھنڈی دادے جھُولے بھُلّے پُھل کھڑائی جاندے
مُنڈھ قدمیوں نال تبسّم رکھدے نیں ایہہ کھوراں

## حکیم ناصرؔ۔

پورا نام شیر محمد اور تخلص ناصرؔ کرتے ہیں۔ آپ کا پیشہ طبابت ہے، ۱۹۰۸ء

میں پیدا ہوئے۔ پنجابی ادب کی خدمت اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ "سجرا سورج" "ناصر دا خمسہ" "ناصر دی ہیر دا نمونہ" "زندگی دے چار حصے" اور "ارشادات" آپ کی مطبوعہ تصنیفات ہیں۔

## نمونہ کلام (جھکھ)

شہروں پنڈنوں کل میں جا رہیا ساں — چار نجے دوپہر سی ڈھلی ہوئی
ٹکی پھٹدیاں ٹکی کھا کے تے — شہروں پنڈنوں سی چلو چلی ہوئی
پینڈے پیاں چھیتی جھکھ لگدی اے — بھکھوں جی نوں کجھ بے کلی ہوئی
شہروں کئی چیزاں بندہ کھا لیندا اے — کچی کوئی پکی کوئی تلی ہوئی
واہو واہی میں پنڈنوں جا رہیا ساں — دوروں اک پیلی دسی پھلی ہوئی
اوس پیلی دے بنے نے نال کر کے — اک ات مٹیار سی کھلی ہوئی
سادے کپڑے دودھیا رنگ اوہدا — دودھ مکھناں دے نال پلی ہوئی
ککے وال اوہدے سونے وانگ چمکن — اتوں دھوپ سی والاں وچ رلی ہوئی
جویں کسے نے دودھ وچ گھول کے تے — دودھلی والاں تے سونے دی ڈلی ہوئی
دھیے کھلی کھلی ہس رہی سی — بشک دنداں دی ہور وی بھلی ہوئی
سچے موتیاں دی دوہری پال اتے — نمی جہی لالی جویں ملی ہوئی
تے اوہ پیلی بہشت دا قطعہ جاپے — اک نور دے وگنے ولی ہوئی
تے اوہ ات مٹیار، مٹیار سی کہ — حور حسن دے سانچے وچ ڈھلی ہوئی
اوہنوں ویندیاں چمک پئی جھکھ میری — ثابت رہیا نہ دیکھ کے کلی نوں میں
اوتھے تیسرا وی نہیں سی کوئی ناصر — کچی کھوہ کے کھا گیا چھلی نوں میں

## کرم حیدری :-

نمونہ کلام

آئی رُت بہاراں والی، خوشبو واں درکھولے نیں
رنگ رنگیلیاں پینگھاں پیاں، جویں اُڈن کھٹولے نیں
آؤنی سیّو! گاؤنی سیّو! رل مِل دُھماں پاسیئے نی
تُوتاں ٹہنیاں چھانواں لائیاں، خوشیاں نے رس گھولے نیں
جنگل جنگل گیت چھڑے نیں، بستی بستی چہکی اے
تتّر مور چکور لٹورے، مٹھیاں بولیاں بولے نیں
آئی اے ہر شے تے جوانی، جُھلدی اے پئی وا مستانی
ہر ہر سینے اُٹھیاں لہراں، دِل دیوانے ڈولے نیں
رنگ رنگیلیاں پینگھاں پیاں، لین ہلارے سکھیاں سیّاں
ہرناں وانگ کلاچنے بھرے، مٹیاراں دے ڈولے نیں
اِک ہُلارا ایسا وتّا، اوتھے اسمانی پینگھ چڑھی
تھرتھر کر دا بُوٹا کتھیا، چھن چھن گھنگھرو بولے نیں
پینگھاں زور وزور وودھاؤ، رج رج کے اج جھوٹے کھاؤ
ہسّن کھیڈن چار دہاڑے، فر دنیا دے رولے نیں

## عبدالمجید بھٹی :-

والد چراغ دین پٹواری تھے۔ اوکھ ضلع گوجرانوالے میں ۲۴ فروری ۱۹۰۲ء کو پیدا ہوئے۔ پہلے محکمۂ تعلیم میں ملازم رہے۔ بعد میں ملازمت چھوڑ دی اور صحافی

بن گئے۔ اپنا رسالہ ہونہار نکالا۔ اُس کے بعد کسان، رہبرِ پنچایت، پنج دریا، حمایت اسلام کے ایڈیٹر رہے۔ بچوں کی بے شمار اردو کتابوں کے مصنف ہیں۔ پنجابی میں گیت نہایت عمدہ اور مزے دار لکھتے ہیں۔ "دل دریا" (گیت) "اکتارہ" (نظم، گیت، غزل) "دل دیاں باریاں" (انتخابی مجموعہ افسانے) اور "رکھیڑا" (ناول) تصانیف تالیفیں ہیں۔ جدید شاعری کے سرگرم کارکن ہیں۔ ان دنوں راولپنڈی میں مقیم ہیں۔

نمونہ کلام (گل کرکوئی)

کس تنتڑی وے تیرا مان ترہ وڑیا

کس تنتڑی نے تینوں گھر دل موڑیا۔ کس کملی نے تیرا قدر نہ جانیاں۔ گل کرکوئی

کتھے کتھے بیتیاں تے کنوں کنوں مانیاں۔

ہنجواں دے وچ کہیاں وسیاں کہانیاں۔ وس کیہا دکھ تینوں دور نجانیاں۔ گل کرکوئی

اپنا قصور بھانویں چنّاں تیری بھل سی

تیرے بناں کیہہ ایس جندڑی دا مل سی۔ کنے دکھ دتے سانوں رب دیاں بھانیاں۔ گل کرکوئی

بیتیاں دے دکھ چنّاں اج کا ہنوں جانیے

اُمڑ لاٹ محبتاں دی بالئے۔ وچھڑے سہاگ نوں فیر بچھانیاں۔ گل کرکوئی

## رشیدہ سلیم سمیں:-

نام رشیدہ سلطانہ اور تخلص سمیں ہے۔ آپ ایم اے، بی ٹی ہیں۔ تاریخ پیدائش ۲۳ ستمبر ۱۹۲۰ء ہے۔ آپ کی شادی شیخ محمد سلیم سے ہوئی۔ اِس لئے آپ کا نام اب رشیدہ سلیم ہے۔ آج کل ڈسٹرکٹ انسپکٹرس آف سکولز ہیں۔

نمونہ کلام

ویرے ویرے وچہ اگ پئی بلدی اے
لاٹ لاٹ وچ رات پئی ڈھلدی اے
تارا تارا اوڈیکاں کردا اے
چن اگے اگے راہواں تکدا اے
میرے گھر وی ہر شے مہکدی اے
آس نچدی گوندی لہکدی اے
بوہا بن کے اکھیاں تکدا اے
کدی پیار دی ہار کے تھکدا اے

افضل پرویز۔

## منور کلام

### سرہوں پھلی

پرناں گدے پاہن چوفیرے خدواں جمدیاں جاہن چوفیرے
سمے ناں پستک تھلی۔ سرہوں پھلی
پت جھڑنے بن ویس وٹایا وشنا ملیا گہنا پایا
رت نے لاہی والی۔ سرہوں پھلی
پھلکاری لے سیج تے لیٹی ہیر سلیٹی مشک لپیٹی
پھلاں تکڑی تلی۔ سرہوں پھلی
سونا رنگے پھل مرگائے نویں بہار دی خبر لیائے
نوں نوں خوشبو گھلی۔ سرہوں پھلی

## افضل حسن :-

نمونہ کلام

### دو رُوپ

پہلا رُوپ :- اوہ پھُلاّں دی واسنا اوہ کلیاں وا رنگ
پریاں ورگی کُڑی اے اوہدا سیّاں ورگا ڈنگ

دُوجا رُوپ :- اوہ ہنجواں داجل اے اوہ ہاواں دی پُنڈ
جدوں ملے میوں آکھدی میرے دُکھ وی وُنڈ

### سلیم الرحمٰن :-

۱۹۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے ڈاکٹری کی سند لی۔ پہلے اُردو کے شاعر تھے۔ پانچ چھ سال سے پنجابی میں لکھتے ہیں۔ اردو میں ان کے کلام کا مجموعہ "شامیں" حال ہی میں شائع ہوا ہے۔

### اِک خواب

اِک بوہے دے کھُلّن نال ہزاراں بوہے کھُلدے جاون
آخری دہلیز دے اندر، نمّاں نمّاں چانن
مخمل دے بستر دے اُتّے سُرخ پھُلاّں دیاں لڑیاں
چاروں پاسے پتّھر دے بُت اکھیاں ہیریاں جڑیاں
کندھاں چوں آواز ایہہ آوے اپنا گھر بھُل جاون والے
ورھیاں توں میں اِک اُڈیک تیری وچ دیوا بال کھڑی آں

## اکبر لاہوری :۔

پُورا نام محمد اکبر خاں، مولوی محمد عبدالرحیم کے بیٹے۔ موضع مُرل پار ضلع شیخوپورہ کے باشندے ہیں۔ قبل اُردو لکھتے تھے۔ اب پنجابی لکھتے ہیں۔ آپ بی اے ایل ایل بی ہیں۔ طنز و مزاح خوب لکھتے ہیں۔

نمونہ کلام

دو غلے

اِک بندہ سی نمّوں جھانا منڈی وچ کھلوتا
آکھے مینوں لوڑی وا اے اک بندہ اِک کھوتا
کسے کہیا "لے یار اتینوں ایسی چیز دوا ئیے
جو بندے دا بندہ ہووے تے کھوتے دا کھوتا
سارے کمّاں نوں اوہ تیری مرضی نال چلاوے
جتھے آکھیں بیٹھا رہوے تے جتھے کہیں کھلوتا"
اوہنیں کہیا، "ایہہ گل نہیں مینوں اُکّا وارا کھاندی
اِکو جنس لوڑی دی ملیوں اُٹھ ہووے یا بوتا
مرجاواں پر وہ غلیاں وے ویہڑے پیر نہ پاواں
بندہ اصلی بندہ لوڑاں تے کھوتا اصلی کھوتا

## حبیب جالب :۔

پُورا نام حبیب احمد ہے۔ عمر کوئی تیس پینتیس سال کے قریب ہے۔ میانی افغاناں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے تھے۔ فلموں میں گیت لکھتے ہیں اور

لاہور میں مقیم ہیں۔

## کمّی

وِھی کمّی دی وڈھے گھر وچ — بُتیاں کر دی
ہنجھوں پلیندی ہو کے بھر دی — بڈھے خاں دا حُقّہ
دن وچ سو سو واری تازہ کر دی — سب دی گولی سب تمباکو ڈر دی
ناں ایہہ جیندی ناں ایہہ مردی
خاں دا پُتّر بیٹھک دے وچ — ہاسے بھانے بانہہ پھڑ لیندا
اینویں ہسدا، اینویں کھیندا — کیہہ دساں اوہ کیہہ کیہہ کہندا
ادھی راتیں چھوٹی بی بی کہندی — اُٹھ تکیئے دل چلیئے
جے کمّی نے پنڈ وچ رہنا — خیر ایہہ سب کچھ کرنا پیندا

## حسن اعرافی :-

پورا نام غلام حسن اور تخلص حسنؔ ہے ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ موضع سونڈ و ساڑہ تحصیل پھلور ضلع جالندھر وطن تھا۔ آپ بی۔اے۔ بی ٹی ہیں اور محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ آپ کو اردو اور پنجابی دونوں زبانوں پر بڑی قدرت حاصل ہے۔

### نمونہ (ڈاچی والا)

ساتوں دس کے اگاڑی جائیں — کھتائیں جاناں ڈاچی والیا
پھیرے دردمنداں دل پائیں — کھتائیں جاناں ڈاچی والیا
ہنھیریاں راتاں لمیاں واٹاں — لے جا سینے مچدیاں لاٹاں
کالے راہیں، ہزار بلائیں — کھتائیں جاناں ڈاچی والیا

سوں گئے پینڈے وکھ وکھ راہ ڈے — تیرے لیکھ نصیب اساڈے
کوئی ٹھوکر مار جگائیں — کتھائیں جاناں ڈاچی والیا
چھانواں اڈیاں پتر جھڑ گئے — پھل پھل باغ بیچے جھڑ گئے
ہاڑے گیت بہار دا گائیں — کتھائیں جاناں ڈاچی والیا
سکھ نال جاویں سکھ نال آویں — ساون جھڑیاں نال لیاویں
شالا باغ، بنجر وچ لائیں
کتھائیں جاناں ڈاچی والیا

## سلیم کاشر :۔

۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۳ء کو اسلام آباد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آج کل لاہور میں ہیں نیشنل بنک آف پاکستان بادامی باغ شاخ میں خانزن ہیں۔ جدید پنجابی شعراء میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ نظموں کے علاوہ پنجابی فلموں کے لئے گیت بھی لکھتے ہیں۔ آپ کا مجموعۂ کلام "تتیاں چھاواں" چھپ چکا ہے۔

### ہڑ

پہلی آواز :۔ ساتھوں اکھیاں نہ پھیر — جھوٹے اتھرو نہ کیر
گل سچ سچ دس! — کیہہ ہویا اے ہنیر
کیہڑی نگے نمو جھان — تیرا چن جیہا مکھ
خورے گھٹ جائے کجھ — جے توں پھولیں دکھ سکھ
دسّ چپ دے تروپے — کنہے سکلیاں اتے لائے
کنہے کھوٹی موئی کیتی — نیتھوں بولیا نہ جائے

دُوجی آواز:۔ تینوں آکھ آکھ تھکّی میری بانہہ پھڑ لے
کجھ ہور دن ٹھہر کجھ ہور سڑ لے
ایجو تیرا سی جواب میرے سڑ گئے بھاگ
کِسے بھکھ ورچائی میرا لُٹ لیا باگ
کِنّاں چر سہندی میں دس بھُکھ والی ترٹ
ہر شے ٹُر ٹھ جائے جدوں آوندا اے ہڑ

## شہزاد احمد:۔

۱۴ اپریل ۱۹۲۳ء کو امرت سر میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے نفسیات ہیں۔ اردو پنجابی ہر دو زبانوں کے ماہر ہیں۔ کسی زمانے میں آباد کار (جوہر آباد تھل) کے مدیر تھے۔ آج کل ایگل سائیکل کمپنی کے منیجر ہیں۔

نمونہ کلام

بدل لنگھ گئے، سُورج چڑھیا، چمک پیا جگ سارا
اکھاں دے وچ کُھبدا جاوے پانی والشکارا
کیہہ ہویا جے دل وچ رہ گئے یاداں دے چنگیڑے
پھُلاں نوں کرنا پیندا اے کنڈیاں نال گذارا
ادھی راتیں کنہوں لبھدا، کس دا کھوج لگاندا
شہر دیاں سُنجیاں گلیاں وچ پھردا اِک وچارا
بھانویں کوئی واج نہ مارے، بھانویں کوئی نہ ویکھے
ہوکا گلی گلی وچ لاندا جاوے گا وَنجارا

خورے لوک اسمانا اُتے کسراں ڈیرے پاندے
سانوں پیر نہ پٹن دیوے، ایہہ مٹی، ایہہ گارا

## محمد صفدر میر:۔

۱۹۲۲ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے انگریزی کیا اور بمبئی چلے گئے۔ وہاں فلم میں کام کرنے لگے۔ مدتوں ترقی پسند مصنفین کے سکرٹری رہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں لیکچرار تھے۔ واپڈا میں فلم سیکشن کے ڈائرکٹر تھے۔ اب پاکستان ٹائمز میں ملازم ہیں۔ کبھی اردو پنجابی دونوں زبانوں میں لکھتے تھے۔ لیکن اب اُردو کے دشمن ہو چکے ہیں۔

نمونہ کلام

### رووں والے جھلّے

اوئے ایہہ دُکھ دے وِلاں دی دُنیا
کون کسے دی وات پچھے
تے کون کسے دے اتھرو پونجھے
کس نوں اینی فرصت
سبھناں دے دل درد بھرے نیں
سبھناں دی اکھیاں وچ اتھرو
سبھناں دے گھر میّت

## مُنیر نیازی:۔

پورا نام منیر احمد خاں ہے۔ ۱۹۲۸ء میں موضع خانپور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوا۔ بی اے تک تعلیم ہے۔ لاہور آئے اور صحافی بنے۔ پھر منٹگمری سے

ہفت روزہ "سات رنگ" نکالا۔ اب فلموں کے لئے گیت لکھتے ہیں۔ اردو کے کئی مجموعے چھپ چکے ہیں۔ پنجابی کلام کا مجموعہ بھی چھپا ہے۔

(نمونہ) اِک اُجاڑ شہر

سارے لوکی ٹُر گئے لے کئی نال قضا  گلیاں ہو کے بھر دیاں روندی پھرے ہوا
کندھاں سُنج منجیاں کوٹھے وانگ بلا
کوکاں دَین حویلیاں ساڈے ول نہ آ  اُجڑے پئے مدان وچ بادشاواں دے رتھ
قبراں دے وچ سُوں گئے مہندیاں والے ہتھ

## ظفر اقبال :-

والد صاحب کا نام میاں محمد شریف ہے ۱۹۳۳ء میں بہاولپور میں پیدا ہوئے ۱۹۵۵ء میں لا کالج لاہور سے ایل۔ ایل۔ بی کیا۔ آج کل منٹگمری میں وکالت کرتے ہیں۔ منٹگمری میں پنجابی مجلس کی شاخ انہیں کی کوششوں کی بدولت کھلی۔

نمونہ

جِس دن دی اُس منجی ملّی میرے دُھندے پتّر سارے
میری سنگھنی نگّر چھاں نوں، کوئی سیک تریڑاں پاوے
میرے سالیں بدّھے مُنڈھ تھتیں، کوئی سہنے چھوڑے لاوے
میرے قدمیں دیچھے کھالیوں کوئی ورولا کھیہ اڈاوے

ملیئہ منگاں، نہ میں بدّل منگاں، منگ ایہا من بھاوے
کوئی دُھوڑ دُھماوا بکّی چڑھیا جھوک سجن تھتیں آوے

آظفر آقبال فقیر نوں کوئی خیر دی خبر سناوے

## انیس ناگی :-

۱۹۳۸ء میں شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں اُردو کے لیکچرار رہے۔ اب گورنمنٹ کالج گوجرہ میں ہیں۔ اردو اور پنجابی میں ڈرامے، افسانے اور تنقید لکھتے ہیں۔

نمونہ

میں کس کُکھ وا جایا؟ اج مینوں کوئی نہ دسے ہر پھُلے وچ جھاتی ماری
ہر جھاتی نے مینوں پچھے سُٹیا میں کس کُکھ وا جایا؟
سُکیاں ہڈیاں وا میں کرتا پا کے جنگل جنگل نچیا
سب دی شوکر پچھے نسیا میں کس کُکھ وا جایا؟
ہر اکھ وچ میں ہنجو ویکھے ہر ہنجو وچ اِک کہانی
مینوں کوئی نہ دسے میں کس کُکھ وا جایا

## عبدالقدیر رشک :-

گورداسپور کے گاؤں اوجلہ میں ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۸ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کیا اور مولانا عبدالمجید سالک اور پروفیسر بخاری کے مشورے سے صحافت میں آگئے۔ ملت، احسان، پھر ٹائمز آف کراچی، ایوننگ ٹائمز سے منسلک رہے۔ 'نصرت' کے مدیر رہے۔ وہاں سے نوائے وقت میں چلے آئے۔ پھر محکمۂ ترقیٔ دیہات میں دستاویزی فلموں اور ریڈیو پروگراموں کے انچارج ہوئے۔ پنجابی نظموں کا مجموعہ "من ترنگ چھیا" "لعلاں دے وپاری" زیرِ طبع ہے۔

نمونہ کلام

## فجر نمانی

بُردو بُردی ٹرے ہنیرے صبح دے درپن کھُلّے
فجر دی فجری دھرتی جاگی وگن ہوا دے ہُلّے
کھڑکھڑ ہسدی رِ رخ کلی تے اوس دے ہنجُو ڈھلّے
وقت فجر دے جا الیاں لُٹ لئے لعل نمّلے

## شفقت تنویر مرزا :-

پہلے گوجرانوالہ، پھر راولپنڈی میں فوج میں مترجم کی حیثیت سے رہے۔ لاہور میں گلڈ کی پنجابی شاخ کے سکرٹری تھے پھر حق اللہ کے مدیر رہے۔

### نمونہ

اوہدیاں سنگھنیاں کشتیاں مُک گیاں اوہدے خوف دے تھم سارے ڈھہ پئے
اوہدیاں ہڈیاں زہر نال مُرک گیاں اوہدی دھون تے خنجر آن پئے
اوہ ہنیریاں تے آندھیاں دی شہزادی کدی کوُکدی تے کدی کرلاوندی سی
او! گبھرُو مینوں قتل کرن والیا گل سمجھ لے موت تیری آئی کھڑی
شاہزادیئے آندھیاں ہنیریاں دی اے جو کجھ توں کہنی ایں سبھ سچ ہوسی
کل آدمی تے میری تیری موت لے کے
پرنتیوں تے اج ای موت ملسی

## جمیل ملک :-

ایم۔اے (اردو) ایم۔اے (فارسی) اور بی ٹی ہیں۔ ان کے اردو کلام کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔ راولپنڈی کے ایک اسکول میں تدریس کا کام کرتے ہیں۔

نمونہ کلام

بیٹھیاں بٹھایاں میرے ہنجو پے وگدے
واگ کٹاری میرے دل وچ لگدے
ہائے ویری جگ دے

بیتیاں حیاتیاں توں چھٹیاں نہ پایاں
چن ماہی دس ہن کدھے نال لائیاں
دینی آں دوہائیاں

ویریاں دے نال پالے دل توں نہ لنس دے
کنڈ سالوں دسی آتے کھڑاوی دس وے
نیڑے نیڑے وس وے

## شہباز ملک :-

محمد شہباز نام والد کا نام ملک محمد دین، ککے زئی پٹھان ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۳۰ اپریل ۱۹۳۷ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ پنجابی نظم و نثر خوب لکھتے ہیں۔ مضامین کا مجموعہ "چانن" شائع ہو چکا ہے۔ خاص طور پر کہانی، ڈرامہ اور مضامین کے استاد ہیں۔ ان کے کافی ڈرامے اور کہانیاں شائع ہو چکی ہیں اور ریڈیو پر نشر بھی ہو چکی ہیں۔ 'اجو کی کہانی' (پنجابی افسانوں کا مجموعہ) انہوں نے ترتیب دیا تھا۔ آجکل پنجابی ضرب الامثال ترتیب دے رہے ہیں۔

نمونہ

اوس تکھیاں نیناں والی نے
ہن آن کے قدر پچھاتی اے
اج ساڈے من دی رونق
مڑ پائی آن کے جھاتی اے
نظراں نہیں تکھے بان نیں ایہہ
ہر جھاتی چنگ چوائی اے
آساں ویاں لگداں پھٹ پیاں
ہر پاسے نریں حیاتی اے
شہباز دا ڈیرا لونا ں تے
اج پراں تے چل گئی کاتی اے

## اسمٰعیل منوالا :۔

ان کا مجموعہ کلام "ہلارے" چھپ چکا ہے۔

نمونہ

بیٹھا ہو واں میں سُورج دے رتھ اُتّے
میرے ہتھ وچ وقت دی واگ ہووے
پانی منگاں نہ کدے سمندراں توں
بھانویں بُلاں اُتے دیپک راگ ہووے

## عظیم بھٹی :۔

نمونہ

کیہہ ہویا جے ٹٹ گئے چپّو بیڑی رہ گئی ادھ وچکار
باہواں نال چلا کے بیڑی اِس نوں لے جاواں گے پار
رات انہیری دل دا راہی قدم قدم تے ٹھڈے کھائے
کِس نے صبح دا حال سُنا کے چھیڑنے نیں دل دے تار
تیرے کولوں وچھڑن دا غم بنیا دکھیا دل دا دارُو
ہو جاوے گا غم ای بتیرا، خوشیاں نیں میرے کس کار

## اسلم راہی :۔

نمونہ (بھلیوے)

دِلاں نے کھڑوت پائے سدھراں وچ تُل گئے
پلکاں وچ ہنجواں دے موتی سارے رُل گئے

لہراں تُوں بہاراں دے وروے لکھاں جُھل گئے
کلیاں دی چولیاں دے ہرے بُندے کھُل گئے
اکھیاں وچ باغ دے نظارے جدوں پھُل گئے
پھُلاں دے بھلیوے اسی کنڈیاں تے بھُل گئے

## انجم ضیائی :-

اصلی نام غلام محمد ولد امام بخش۔ تاریخ پیدائش ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء مستقل رہائش منگوال تحصیل چکوال ہے۔ پنجابی نظم اچھی لکھتے ہیں۔

نمونہ

تیرا سد سنیہڑے کے آؤندی نہیں کوئی رات
حسن تیرے دے ویہڑے اندر گلگین پاواں جھات
یا تے شوہ وچ جھُل کے بیڑی پار کنارے جاواں
یا اس کنڈھے بہہ کے اپنا سر گوڈیاں وچ پاواں

## شورش ملک :-

مزدور دی ماں دے وین

پُتراوے
پُتراں نال ماواں دا مان
میں ملکاں دی چکی بیٹھی میں خاناں دے چرخے کتے
راجیاں والیاں کٹ ونگاراں چودھریاں دے گوہے تھپے
گال سٹی سی اپنی جان - پُتراوے پتراں نال ماواں نوں مان

نہ تُوں بدّھے سہرے گانے　　نہ توں چڑھیوں گھوڑی وے
سگناں نال نہ لھتوں کھائے　　نہ اساں بھری گھڑولی وے
مکّ گیاں سدھراں تے ارمان　　پُترا وے
پتراں نال ماؤاں دا مان

## منّو بھائی :۔

آپ کا اصلی نام منیر احمد قریشی ہے۔ وزیر آباد کے رہنے والے ہیں آپ روزنامہ امروز کے رپورٹر ہیں۔ راولپنڈی میں قیام پذیر ہیں۔

سُن وے راہیا جاندیا
سُن وے راہیا جاندیا　　تیرے بچڑے جیوندے رہن
جا آکھیں میرے ویر نوں　　تیرے ماپیاں جائی بھین
اج وچ بازار بے لجیّا　　اوہ رو رو کردی وَین
لوکی پاٹے کپڑے دیکھ کے　　جو منہ آوے سو کہن
اوہدی شرم حیا سب لُٹ گئی　　لوکی ہتھّو ہتھی لین
سن وے راہیا جاندیا
تیرے بچڑے جیوندے رہن

## حکیم مولوی محمد علی فائقؔ :۔

جائے پیدائش موضع بھدّر ضلع گوجرانوالہ۔ جنوری ۱۹۱۲ء میں آپ مولوی علی اکبر صاحب اکبرؔ کے گھر پیدا ہوئے۔ عربی فارسی اور طب کی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ سکول کی تعلیم میٹرک تک ہے۔ بعد ازاں منشی فاضل اور ادیب فاضل

کی ڈگریاں حاصل کیں اور امین آباد اسلامیہ ہائی سکول میں مدرس مقرر ہوئے آج کل گوجرانوالہ میں مقیم ہیں۔

۱۹۶۱ء میں پنجابی کی طرف رجوع کیا اور قرآن پاک کا منظوم پنجابی ترجمہ "بنام نورانی شعلے" لکھا جس کا ایک سیپارہ طبع ہو چکا ہے۔

**تصنیفات:** "بھنبھیر کی شہزادی" (قصہ سسی پنوں) اردو۔ نورانی شعلے۔ (قرآن پاک کا منظوم پنجابی ترجمہ) سراپائے حبیب پنجابی (حلیہ مبارک) کشمیر دے کامن۔ مطبوعہ پنجابی۔ پنجابی قواعد (زیر طبع) دیوان اردو غزلیات۔ مجموعہ کلام پنجابی۔

نمونہ کلام

تیری یاد اندر کھان پین چھٹی ہن تے گذر ساڈی تیرے نام اتے
سبھے نعمتاں ہین حرام ہویاں تیرے ایس عاشق تشنہ کام اتے
توہیں دین متین یقین ساڈا، توہئیں مان تران تے جان ساڈی
توہیں مے خانہ، توہئیں مے رنگیں، تیرا نام صراحی تے جام اتے

سورہ فاتحہ کا پنجابی ترجمہ

ربا اسیں عبادت تیری صدق یقینوں کر دے
سوہنیا دینے ہاں تیں بن مانگت ہور کسے نہیں گھر دے
وہ امداد اساڈی ربا نظر کرم دی پائیں
تیں بن ہور سہارا کوئی وسدا ساڈا ناہیں
سنیں پکار اساڈی ربا ساڈیاں سنیں دعائیں
فضل کرم تھیں ساڈے تائیں سدھے رستے پائیں

ربّا جنہاں دے دل کھولی توں رحمت دی باری
جنہاں اتے نازل ہوئی نعمت تیری ساری
اوہناں والے رستے اُتے فضلوں سانوں پائیں
اوہو وادی اوہو عادت اوہو ڈھنگ سکھائیں
معضوباں نے گواہاں دے پچھے مول نہ جائیے
ساری عمر عبادت اندر ایسے طور لنگھائیے

## اسماعیل قلندر

لاہور میں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ والد کا نام میاں نواب الدین موضع ماہنے ملیاں ضلع امرت سر کے مہاجر ہیں۔ قلندر اسی گاؤں میں ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ "اوکھے پینڈے" "منصور تے ابلیس" آپ کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ قصہ سسی پنوں زیر طبع ہے۔ نمونہ کلام

ویلا واجاں ماردا
پتن وہندیاں بیڑیاں بھر بھر جاندے پور  ورکھی دانواں چھٹیاں تے جھکھڑ قہر قلور
واچیڑاں ماردی رکھوں جھاڑے بور
چھیتی ٹریو پاندیو جے کر جاناں دور

وادر وے ریت نے ابر اتے کہر  دھرتی ساڑی دھپ نے کتھے رکھاں پیر
چڑھیاں لال ہنیریاں ربّا ہووے خیر
ویلے نیہوں آکھیا پئی آویں پیر

## محمد حیات قریشی :۔

جامع مسجد قلعدار کے خطیب ہیں۔ فارسی اردو اور پنجابی میں شعر کہتے ہیں۔

نمونہ کلام

کھوڑی عمر تھوڑی آساں ماریاں نے قیدی زلف زنجیر دے دام دیاں
چھٹی جان مصیبتوں پار ہوئی آساں رہ گیاں تشنہ کام دیاں
سچ سُنیا شرع بجا کہندی اساں عشق سندے مویاں ماریاں نوں
دس واعظا ہیج کوئی ملن والا گلاں چھڈ حلال حرام دیاں
توبہ تاب کر کے بیں تے کئیں واری ایسے طور اپنا من مارہیاں
یاد دل فیروی اُٹھ کھلوندیاں نے نیتوں تھم کے ستیاں جام دیاں
نالے عشق رکھنا نالے ہوئے مخفی جگ پینا اُنڈ چھپاونی کی
جُھگا گانا جان رُلا دینی ایتھے ایہو گلاں ننگ و نام دیاں

## مضمر تاتاری :۔

کُوکاں مار کے موت جگان والے شانے زندگی دے بھی جھنجھوڑ واجا
بڑے مخملی فرش توں روند بیٹھوں تے ہونٹ تیز تلوار تے ڈوڑ واجا
رسّی موت دی وٹنی چھڈ بیلی تے کوئی رشتہ حیات دا جوڑ واجا
بن غزنوی بتاں نوں توڑنا سکھ، نہ فرہاد بن کے سر کھوڑ واجا

## جوہر جالندھری :۔

دل دا شوق دلے دا ویری دل دا درد گواوے نہ
پریم دا پیالہ ڈُھل ڈُھل پیندا پریم دی جوت جگاوے نہ

نظر نظر دیاں تکھیاں نوکاں اُٹھی ہُوک کلیجے وی
حُسن عشق دیاں گنجھلاں پیّاں کھولن دا اوّل آوے نہ
جوھر بالم کدی نہ آیا، بر ہا دی اگّ نُو ہندی رہی
آکے پچھّے حال نہ دِل دا بھانبل جیہا بجھا دے نہ

طالب جالندھری :-

ریجھاں والے، سدھراں والے، کلیاں کھڑیاں پھُل کھڑے
باگاں دے رکھوالے بن کے بیدردّاں نے توڑ لئے
سالنوں تے اِس جیون اندر ہتھ لپساریاں دسدا نہیں
قبراں ورگی ہے ڈراؤنی اہنوں کون سویرے کہے

وحید اطہر :-

اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور میں بی، اے سال دوم کے طالب علم ہیں۔ اُردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں۔

عشق دی تپدی دھرتی اُتے
میرے پیر نہ ٹکدے
چار چوفیرے لبھناں پھرناں
اکھیاں دے پرچھاویں
ایس دھرتی نوں ٹھنڈا کرکر
تھک گئے نیں نمانے
پر نظراں دی سڑدی بلدی

تکھی دُھپ دے کارن
دھرتی اجیہے وی لال
دھرتی اجیہے وی تتی

## گوہر نوشاہی :۔

اردو اور پنجابی کے شاعر ہیں۔ اسلامیہ کالج سول لائنز میں بی اے کے طالب علم ہیں۔ کئی اردو رسائل کے مدیر بھی رہ چکے ہیں۔

وچانہ
سوہنے ٹورے والیا ماہیا
جے توں ساڈے وہڑے آنویں
چپ چپاتی آیا کر
دھرتی نہ دھمکایا کر

## سعید جعفری :۔

۲۳ فروری ۱۹۳۱ء بروز منگل، امرت سر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امرت سر اور لاہور میں پائی۔ تقسیم کے بعد نئی انارکلی میں آکر مقیم ہوئے پنجابی شاعری کی طرف ۱۹۶۰ء میں متوجہ ہوئے۔ اور پہلی نظم "آدرداں دیاں ونڈاں پائیے" لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد "پنجابی" "پنجابی ادبی سوسائٹی" "پنجابی دربار" اور "چناب رنگ" کے مشاعروں میں آپ کی ادبی کاوشوں کو بہت سراہا گیا۔ "آدرداں دیاں ونڈیاں پائیے"؛ "واورولے" "ریتلی کندھ" "ہڑھ" اور "پیار دی قدر" یہ نظمیں ہیں۔ "نویں جہات" نظموں کا مجموعہ زیر ترتیب ہے۔

نمونہ کلام

تینوں یاد تے ہون گے اج وی قسماں وعدے
توں تے کہنی سیں میں درد ونڈاواں گی
سانوں کلّیاں چھڈ کے رنگ پور رجاوسیوں
توں تے کہنی سیں میں ساتھ نبھاواں گی

واورولے

پُوہ بجھ لے اتھرو، تیرے ہو کے
دل دیاں زخماں نوں چھیڑ دے نیں
واورولے لکھاں واری
اِک رستے تے آملدے نیں

## منظور احمر:۔

منظور احمر صاحب ۲۵ مئی ۱۹۳۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ مغل خاندان کے چشم و چراغ ہیں تقسیم ملک کے بعد لاہور آئے۔ امرتسر میں مڈل پاس کیا اور لاہور آکر میٹرک۔ پھر ملازمت کی لیکن شعر و شاعری کے ذوق نے انہیں شعر و شاعری پہ ہی فریفتہ کر لیا۔ پنجابی نظم اور نثر خوب لکھتے ہیں۔ آپ کی مشہور نظمیں "سفنے" اور "مورت" ہیں۔ آپ نے پنجابی لوک گیتوں کو بھی جمع کر رہے ہیں۔

نمونہ کلام

چن

سیاں دی ڈھیری دے گیرے سہناں دی اِک پال

چار چوفیرے ویرے بلدے وچ ہیرے دا ٹھال
اُچا پربت چیر کے پھٹی پارے دی کوئی جھال
اوہدی جھاتی مَرمَرے پہاڑاں نوں سُٹے گال
اوہدے پنڈے سہدا دھبّہ یوسف متھے خال
یا بجلی نے چنّ دے جنگل سُٹیا بال

## محمد اکرم طاہر:-

۲۳ اگست ۱۹۳۲ء کو دوست پورہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ والد چودھری محمد اسلم محکمہ تعلیم میں تھے۔ ۱۹۵۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے معاشیات میں ایم۔اے کیا، گورنمنٹ کالج میرپور (آزاد کشمیر) میں لیکچرار ہیں۔ پنجابی کے علاوہ اُردو فارسی میں بھی شعر کہتے ہیں۔

### نمونہ کلام

نگھی مجلساں چوں اُٹھ جاؤناہیں، کوئی گل لچھّے، کوئی گل دسو
باہر گھوا اندھیریاں لائے ڈیرے، اتے ہوا وگدی ٹھنڈی سیت یارو
پہلے ہس ہس کے دل کھسدے نیں، پھیر رو رو کے دُور نس دے نیں
کجھ پچھئے تے کجھ دس دے نیں، حسن والیاں دی عجب ریت یارو
پت جھڑ دے سمے سی اکھ لگی، اکھ کھلی تے پھیر پت جھڑ ویکھی
پلک جھپکنے دی سانوں دیر ہوئی، خبرے سمے گئے کنے بیت یارو۔

## سلطان محمود آشفتہ:-

آپ ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء کو بھلا نانک لوہاری منڈی لاہور میں پیدا ہوئے۔

سنہ ۱۹۵۱ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر بیرونی ممالک کی سیاحت کو گئے۔ شاعری کی ابتدا اردو غزل اور ڈرامے سے ہوئی۔ سنہ ۱۹۶۱ء میں آپ نے سچی کہانیاں لکھنی شروع کیں۔ پنجابی شاعری کی ابتدا سنہ ۱۹۶۱ء میں کی۔ آپ نے پہلی نظم "گورکھ دھندہ" لکھی۔ اس کے بعد دوسری نظم "ونڈی ہار" اور تیسری "اسیس" لکھی۔

## نمونہ کلام

(۱) سویرا:۔ بلدا بلدا سورج چڑھیا جاگے چار چوفیرے
رات نے اپنا گدڑ چکیا چانن لائے ڈیرے

(۲) دوپہر:۔ وسدا شہر اجاڑاں وانگوں جدّاں جنگل بیلے
اوکھے اوکھے ساہ لیندا اے ویلا ایس کویلے

(۳) شام:۔ سورج ٹلیاں نچھے ٹہلیا، ڈھل گئی سرمے دانی
اکھیں سرمہ بھتیں سرمہ آئی شام دی رانی

(۴) رات:۔ چپ چپان تے کالے بدل نہمیاں نہمیاں راہواں
راہواں نوں پرچا دن کارن ہاہیے ڈھولے گانواں

(۵) گورکھ دھندا:۔ فیر سویرا، فیر ہنیرا، فیر دکھاں دے قصے
فیر اِک داری سینے اندر رتے چھالے رسے
میریاں اکھاں اگے رہندا اِک سدھراں دا بنا
ربا! تیری دنیا وچ ہیں اِک سجا کھا انہا

## عابد جعفری :۔

آپ کا اصلی نام اللہ داد خاں ہے۔ تاریخ پیدائش ۲۴ اپریل ۱۹۳۴ء بمقام منگووال تحصیل چکوال میں ہوئی۔ گاؤں کے مدرسے میں ہی پڑھاتے ہیں شاعری ورثہ میں پائی ہے۔ آزاد نظم خوب لکھتے ہیں۔ نمونہ کلام

"موت"

ور ہیاں توں
لُکیا چھُپیا اک بھیت پرانا کھول رہی اے
چوتھے پنجویں اسمان اُتوں
میرے نانویں بول رہی اے۔
میرے عمر پیالے اندر
موت
سیاہیاں گھول رہی اے

## ارشد میر :۔

۶ جون ۱۹۳۲ء لاہور میں پیدا ہوئے، والد میر عطا محمد صاحب ٹھیکیدار ی کرتے ہیں۔ تعلیم بی۔ اے۔ ایل ایل بی لاہور سے ۱۹۵۶ء میں مکمل کر کے گوجرانوالہ میں وکالت کرتے ہیں۔ اردو نظم اور مزاحیہ انشائیے، مقالے لکھتے ہیں، حال ہی میں پنجابی میں لکھنا شروع کیا ہے۔ "مچھاں" "پھجے دی جنج" "پنڈال دے ڈانگے" وغیرہ مشہور مضامین لکھے ہیں۔

## محمد اسحاق :-

گوجرانوالے کا یہ نوجوان شاعر بابو عبد الغنی صاحب وفا کا شاگرد ہے اور غلام یعقوب انور کا لنگوٹیا۔ پنجابی غزل میں اچھوتے خیال، عمدہ تشبیہات بیان کرنے میں لوگوں کے لئے جاذبِ نظر اور رونقِ محفل ہے۔ والد صاحب کا نام عبد الرحیم کھوکھر ہے اور تاریخ پیدائش اکتوبر ۱۹۲۵ء ہے۔

نمونہ کلام

جہدی واعظ دی لاریلیوں خورے لبھناں ایں کدوں ثواب ساقی!
ایس توبہ توں میرا سودا رتوبہ، میرے گلوں اہہ لاہ عذاب ساقی!
بدکاں وچ جو پینڈے نیں پی بیٹھے عادت ہوندی نہیں اکو جیسی سا ریاں دی
اہہ فی چانتی رات دے پین والے، ذرا مکھ توں الٹ نقاب ساقی!
اِک جام دے دیویں تے گٹ ہو کے اکالی کملی دے وچ میں لک جاواں
سودا ر بپا پیا حشر ہو دے، ہوندا رہے حساب کتاب ساقی!

## نذیر چودھری :-

نذیر چودھری کا آبائی وطن شاہ دیوال ضلع گجرات ہے۔ لیکن آج سے پینتیس سال پہلے اِن کے دادا ترکِ وطن کر کے چک ۹۵ سرگودھا چلے گئے۔ نذیر صاحب کی پیدائش وہیں ہوئی۔ آپ ایک اچھے زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور پنجابی کے اچھے لکھنے والوں میں سے ہیں۔

نمونہ کلام

نال گوڑاں سِدّھے سدّھے، ٹرنے پہنچے منزل اُتّے
اسیں دی کوئی راہبر پھڑ دے، جیکر راہواں دے کے ہوندے

ہے پہچان نذیر اِک ایہہ آزاد ضمیراں والیاں دی
تلواراں دے اگّے وی نئیں سر اونہاں دے جھکّے ہوندے

## دیگر

ہو سکے تے اپنے اندر جگنو ل وانگوں لاٹ جگاؤ
بلدی اگ پرائی اُتّے کوئی پتنگا ڈھیں نہ دیہو
حشر دہاڑے میری نسبت نُوریاں نوں پیا زاہد آکھے
جا کے انہوں وچ دربارے کوئی دی گل کہن نہ دیہو
جا کے وچ مسیتیں واعظ سبھناں اگے گلاں کردا
ہن آیا تے میخانے وچ ہرگز اُس نوں بہن نہ دیہو

## باقی صدیقی :-

آپ کی پیدائش ۱۹۰۸ء کے قریب ہوئی۔ آپ موضع سیام متصل ٹیکسلا کے رہنے والے ہیں۔ آپ کا اصلی نام محمد افضل ہے۔ ریڈیو پاکستان کے لیے پنجابی میں فیچر لکھتے ہیں۔

نمونہ کلام

## سنگ

تینڈی اکھیاں نی لو — میں ڈھے دلے نال قرار
تینڈے شملے نی چھاں — میں ڈاہڈا تے سنگدار

میں کنکاں نال سِٹّے — توں چیتر سے نی وا
میں ڈے سر اُتّے جُھلّے — میں ڈے نال نال آ

# نُور کشمیری

خواجہ نُور محمد نام. والد کا نام خواجہ رحمت اللہ ہے. یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو کھنہ ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے. تقسیم ہند و پاک کے بعد باگڑیا نزالہ ضلع گجرات میں آ گئے. پنجابی نظم و نثر لکھتے ہیں. عربی. فارسی. اردو. انگریزی. سندھی. کشمیری، اور بنگالی زبانیں بھی جانتے ہیں. آج کل پنجابی ادبی پرہیا کراچی کے رکن ہیں.

انگریزی نظم سے (ٹینیسن) پنجابی

(۱)

جدوں اوس دے شہیدنوں گھریں لیائے — اوہ روئی نہ سر کھوہ سکی
اوہدیاں سبھے سہیلیاں سوچ رہیاں — مرجائے گی ایہہ جے نہ رو سکی

(۲)

مٹھی مٹھی فرا دہناں تعریف کر کے — اوہدے شیر نوں منیّاں پیار لائق
پر اوہ روئی تے نہ کُرلا سکی — دیری سیانا وی کہیا تے یار لائق

(۳)

تدوں اُٹھ کے اِک سہیلڑی نے — اوہدے شیر دے پلنگ دا رُخ کیتا
چادر سوہنے دے منہ توں لاہ دتی — پر اوہ روئی تے نہ اوس اُف کیتا

(۴)

حالا ویکھ کے نرس اِک ڈھڈی جہئی — پُتر اوس دے نوں جھولی دھرن لگی
لال میریا! جیاں گی تُدھ خاطر
جھڑی ساون دی اکھیوں وہن لگی

## تنویر بخاری :۔

اصلی نام فقیر شاہ پیدائش ۱۹۳۹ء کڑیال کلاں ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں مجموعہ کلام ولکنیاں شائع ہو چکا ہے۔ نمونہ کلام

صورت حسن جمال مصوّر دل دلبر دلداری
کھیڈن ملن ، ہسن دون سنگ لاں سنگ یاری
درد کہانی وقت قضیئے ناز نیاز نہورے
خونی رتے نین کٹاری زلفاں سپ پٹاری

## محمد عالم کپورتھلوی :۔

سنہ ۱۹۳۴ء کو ریاست کپورتھلہ میں پیدا ہوئے تقسیم ہند و پاک کے بعد ضلع شیخوپورہ میں آباد ہوئے نظم و نثر میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور ان کے اکثر نگارشات "روزنامہ امروز" میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب عالم پوری کے کلام سے ان کو خاصا شغف ہے۔ مولوی صاحب مومنوت کا کچھ غیر معروف کلام "ست پھل" کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔

### غزل

اج ساون چھڈا پھردا اے کس کافر توبہ کیتی اے
صد حیف پرانا پاپی کیوں جا وڑیا وچ مسیتی اے
انہاں کالیاں کالیاں بدّلاں نے دِتی اے دعوت پینے دی
اج صوفیاں رنداں رل مل کے وچ میخانے دے پیتی اے
کجھ گلے شکوتاں کر وائیں، دل آہندا اسی جدا ہلیا اد

ہن تاب رہی دا نہ بولن دی ایہہ جیبھ گئی کیوں سیتی اے
سجدہ جو عاشق کر دے نیں اوہ رندی، زاہد کیہہ جانے
پچھ دیکھ اونہاں دیوانیاں توں جنہاں سُولی اُتے نیتی اے
کئی وار نو دیکلے بہہ بہہ کے میں عالم نوں سمجھایا اے
گل عاماں دے وچ کیتی نہیں گئی فیر زمنوں پیتی اے

## ماجد صدیقی :-

اصلی نام عاشق حسین، قلمی نام ماجد صدیقی۔ تعلیم ایم۔ اے اردو پنجابی
نظمیں، غزلیں، افسانے اور ریڈیائی فیچر لکھتے ہیں۔

موسم دگدے کھرہ دے چکر
اِکو گل دُہران
سدھراں پھل فجر دے ماجد
شام پیاں مرجھان
کل دا مکھڑا ایج لچ کر دا
بھخدا تپدا ہاڑ
اکھیاں دے وچ لو دی بھبل
تپشاں دے جھاڑ
بھلکے دے مونہہ پسیا ہویا
ٹھنڈا اکرّ پوہ
دونہاں دے ہوٹھاں دی بو

اَج وا جُبّہ ریشم تاراں
دُھپ چڑھیاں بھخ جان
پالے دی کنسوئی سُن کے
دل لہو برسان

## صلاح الدین ندیم :-

نمونہ (آدرش)

اکھیاں نے تصویر بنائی — سینے وچ لُکائی
دن دے چانن توں گھبرا کے — رات وی کالی چدّر پائی
اپنے توں وی اوہلا کیتا — ویکھے ناں لوکائی
لکھ بہانے حیلے کیتے — بُلاں دے بُوہے وی میٹے
فر وی چڑھدے سورج والی — لگدی نہیں روشنائی
پھٹ پُرانے وگ پیندے نیں — ساون رت دے نال
کھل جاندے نیں چُپ دے جندرے — اڈ جاندے نیں بدل کالے
تیز ہوا دے نال

ننگا سُورج رہ جانداا ے
دُنیا دی سُولی دے اُتے
عیسیٰؑ ٹنگیا رہ جانداا ے

## حمیدہ ظفر اقبال :۔

نمونہ

جدوں اوہ مسکرا کے بولدی اے
دلاں وچ پیار دا رس گھولدی اے
جبین شوق وچ سجدے وسا کے
کرم دے آستاں نوں پھولدی اے
اندھیری شب دے پردے وچ حمیدہ
نہ جانے کون ڈھولے بولدی اے

## شیر افضل جعفری :۔

نمونہ

اساڈی ترمدیاں ہنجواں دی مقدر نہیوں کیتی
لڑی سی موتیاں دی، کوڈیاں دے مل گئی اے
توں آ کے ویکھ ذرا حال اپنی تتڑی دا
غماں دے ماروُ تھلاں وچ غریب رل گئی اے
یار آیا نہ سدھراں دیاں ٹہنیاں پھٹیاں
بہار میریاں باغاں دی راہ بھل گئی اے

## شیخ رؤف :۔

پیدائش ۱۹۲۴ء۔ حافظ آباد وطن ہے۔ آپ کے والد شیخ محمد شریف تقسیم ہند و پاکستان سے قبل کلکتہ میں ایک بڑے تاجر تھے۔

رؤف بڑے باذوق آدمی ہیں۔ پنجابی ادب کو آپ کی ذات پر ناز ہے۔ آج کل آپ لاہور میں ہیں۔

نمونہ

میں جھلاّ نے جھلّ وللہ  لبھدا پھرناں اپنا اللہ
اوہ اُچا عرشاں دی ٹیشی  میں نیواں دھرتی دا تھلاّ
پارتے میں وی لنگھ جاناں سی  جے پھڑ لیندا او ہدا پلاّ
جان رہے تے اوہ مل جاوے  ایڈا نہیوں عشق سولاّ
پیار تیرا پیا جیوے شالا  توں کیوں ردویں خیریں سلاّ
شیخ دے سُنجے ڈیرے آجا  بُرے چراں دا بیٹھا ای کلاّ

## شیخ اقبال :-

شیخ شمس الدین کے ہاں ۱۱ ستمبر ۱۹۲۰ء سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تعلیم شروع کی ہی تھی کہ والد کے ساتھ رسال پور چلے گئے۔ وہیں پرائمری کی تعلیم مکمل کی تھی کہ سکول چھوڑ دیا۔ دنیا کی کتاب کا مطالعہ کرتے کرتے آج بڑے آرٹسٹ بن گئے ہیں۔ سو کے قریب ریڈیو کے لئے ڈرامے لکھے۔ پنجابی ڈرامے میں آپ کا اونچا مقام ہے کئی فلمی کہانیاں لکھ چکے ہیں۔ اُردو کہانیاں اور شعر بھی لکھتے ہیں۔ شعری نمونہ عنوان ہے عشق دے بارے۔

عشق دی منزل ڈاہڈی اوکھی  تتے سولاں انگ پرونا
رات دنیں پئے ہوکے بھرنے  کلیاں بہہ بہہ رونا
دل وچ تانہنگ محبوب دی رکھنی  نہ جیوناں نہ مرناں
چار چوفیرے گھمن گھیرے  نہ ڈُبنا نہ ترنا

محولا بالا شعراء کے علاوہ مندرجہ ذیل شعرا کا کلام بھی دورِ حاضر کے موقر جرائد میں دیکھا جاتا ہے جو بخوفِ طوالت حذف کیا جاتا ہے۔ اور ان احباب سے معذرت خواہ ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| نائب رضوی | سہیل یزدانی | زہرہ ڈار | عزالہ مرزا |
| منظور عارف | کاظم بھٹی | صابر کیفی | صفدر وحید |
| غلام سرور بھٹی | سعداللہ خاں کلیم | سعید ساحلی | محمد اقبال طاہر |
| انور ادیب | طالب چشتی | نادر جاجوی | محمود اختر کیانی |
| گلزار دینوی | انعام ادیب | ریاض نجیب | عباس اطہر |
| ریحان قیوم | تسنیم احمد خاں | اعجاز حسین رضوی | ابراہیم صائم |
| شاداب انصاری | خاقان خادر | انجم ضیائی | ظہور اظہر |
| سہیل جبلپانی تبسم | افتخار قاضی | سید مراتب علی | اختر واحد |
| خالد بزمی | فانی مرادآبادی | شاد فیروزپوری | حامد علی ہاشمی |
| آثم ہمراہی | محمد اسلم رانا | محمد دین بٹ | چوہدری احمد دین |
| مراتب اختر | قاصر امرتسری | محمد منشا | رشید احمد طاہر |
| طاہر بہزیز | غلام فرید جعفری | اطہر نظامی | الطاف قریشی |
| جوہر میر | احمد ظفر | عاصی رضوی | نذیر ناجی |
| غلام رسول ناز | محمد دین زار | ارشاد بوسال | عزیز شیدائی |
| چن ماہی | اجمل ریحانی | علیمی | نذر پنڈوی |
| طارق سعید روی | عبدالحمید امر | کرامت شمسی | سلیم جہانگیر |

عاصی واصفی  باغ حسین کمال  محمود شام  اشفاق کیلانی

اور بعض دیگر احباب

اِن کے علاوہ گوجرانوالہ میں ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو خانصاحب بابو عبدالغنی صاحب وفا کے دولت کدہ پر ایک پنجابی مشاعرہ ہوتا ہے۔ اِس بزم میں حصہ لینے والے شعراء کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

خانصاحب بابو عبدالغنی صاحب وفا۔ محمد دین صاحب وصف۔ ملک محمد دین فانی۔ منشی برکت علی صاحب۔ خورشید حال سیالکوٹی۔ مولوی محمد علی فائق۔ عبداللہ لیمین۔ حاجی محمد اقبال زیدی۔ محمد اسحاق صاحب اسحاق۔ عبدالغنی گلشن وزیرآبادی۔ غلام نبی تمن۔ نورحسین نور۔ محمد رمضان نرگس۔

# مشرقی پنجاب کا ادب

سنہ ۱۹۴۷ء ——— سنہ ۱۹۶۳ء

ہندو اور سکھ صاحبان کا پنجابی زبان کے متعلق رویہ شروع سے ہی مسلمانوں سے مختلف رہا ہے۔ وہ اس کو گورمکھی کی زبان تصور کرتے ہیں اور اپنا حقیقی ورثہ جانتے ہیں۔

مسلمانوں نے زیادہ سے زیادہ عربی فارسی اور ترکی الفاظ کو اس زبان میں سمویا۔ سکھ اور ہندو صاحبان پرانی پراکرت اور گرنتھ کی زبان اپناتے رہے۔ تقسیم ہند و پاکستان کے بعد ہندوؤں اور سکھوں کو وسیع میدان مل گیا۔ اور وہ اپنی زبان کی ترویج کے لئے اپنے عقیدے کے مطابق کوشاں ہیں۔ لہٰذا مشرقی پاکستان میں مروّج پنجابی زبان سکھی پنجابی کہلاتی ہے جو ہمارے ہاں کی پنجابی سے مختلف ہے یعنی اُس میں پُرانی ویدانت، پراکرت اور گرنتھ صاحب کی زبان کی چاشنی کو مقدم سمجھا گیا ہے۔

اس جگہ ہندوستان کے جدید پنجابی شعراء کا نمونۂ کلام اختصار سے درج کیا جاتا ہے تاکہ اُس طرف کا بھی کچھ اندازہ ہو سکے۔ پاکستان کی طرف سے جو لوگ اُس طرف گئے ہیں اور اب بھی اُس طرف کچھ لکھ رہے ہیں اُن میں سے بعض کا ذکر انگریزی عہد کے باب میں درج ہے۔ کیونکہ اُن کی شاعری انگریزی عہد میں پروان چڑھی اور وہ اُسی پُرانی ڈگر پر ہے۔ جو اُس دور میں مروّج تھی۔ البتہ اس باب میں جدید تقاضوں کے مطابق نئے لکھنے والوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## سنت سنگھ :-

نمونہ کلام

میرا رُس گیا ماہی مینوں لوکو نہ بلاؤ
میں ہاں بتیا دی ماری مینوں ہور نہ ستاؤ
ٹٹے دکھاں دے پہاڑ تساں بھار کیہہ نڈاونا
مینوں پے گیاں اجاڑاں میرا ہور کیہہ ڈھاونا
اجے لگیاں بجھاواں مینوں ہور نہ تپاؤ
میرا رُس گیا ماہی مینوں لوکو نہ بلاؤ

## پورن سنگھ پاہندی :-

مشرقی پنجاب کے مشہور شاعر ہیں۔

کہہ دے بے رحم نوں رحم دل کہنا ای پیندا اے
صبر نوں دی صبر کہہ کے کدی کہنا ای پیندا اے
کتے ہے ہوس دی بھٹی کتے بندی دی مجبوری
کر بالن دی جگرا انسان نوں دینا ای پیندا اے
ہے جگ تے آدمی دا آدمی محتاج جد توڑی
لیاقت نوں حماقت سامہنے دینا ای پیندا اے

## ایشور سنگھ چنچل کار :-

آپ ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا وطن ضلع ہوشیار پور ہے۔ غزل اچھی لکھتے ہیں :-

تیری نظر تے شوق میں اپنا ہاں میدا
الّو میں ہاں اگ تے پانی وچ کھیلدا

تیری ہیں تے اُٹکیا راہ دل ہے اس طراں
کنڈے دی نوک تے جویں تبکا تریل دا
تیری نہار ملکڑی سرمن ترنگ تے
لہراں تے ناچ جیں طراں پھُلاں دی ویل دا

## امرتا پریتم :-

گیانی کرتار سنگھ صاحب کی اکلوتی صاحبزادی ہیں۔ ۳۱ راگست ۱۹۱۵ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئی۔ ۱۹۳۳ء تک گیانی مڈل کے امتحانات پاس کئے۔ باپ کی نگرانی میں نظم کہنی شروع کی۔ ۱۹۳۵ء میں آپ کی مشہور کتاب "لہراں" شائع ہوئی۔ لاہور کے ایک اچھے گھرانے میں شادی ہوگئی لیکن تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ امرتا کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔

(۱) جیوندا جیون (۲) تریل دھوتا پھُل (۳) اوگیتاں دا لیا (۴) بدّلاں دے پل وچ۔
(۵) سنجھ دی لالی۔ (۶) چونویں کوتا۔ (۷) لوک پیڑ (۸) پتھر گیٹے (۹) لمیاں واٹاں۔

اِن کے علاوہ مفید کہانیاں اور اچھے اچھے ناول بھی لکھے۔ تین ناول چھپ چکے ہیں۔

ریڈیو اسٹیشن سے امرتا کے گیت اکثر نشر ہوتے رہتے ہیں۔

نمونہ کلام

(۱۹۴۷ء کے فسادات کا ذکر کرتی ہیں)

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتوں قبراں وچوں بول
تے اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقا پھول

اِک روئی سی دھی پنجاب دی توں لکھ لکھ مارے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تے وارث شاہ نوں کہن
اُٹھ درد منداں دے درویا اُٹھ تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وِچھیاں تے لہو دی بھری چناب
کسے نے پنجابی پانیاں وچ دتی زہر رلا
تے اُنہاں پانیاں دھرت نوں دتا پانی لا
اِس زرخیز زمین دے لُوں لُوں پھٹیا زہر
گٹھ گٹھ چڑھیاں لالیاں فٹ فٹ چڑھیا کہر
دیہو دلسی وانس بن بن دگی جا
اوہنے ہر اک وانس دی وگلی دتی ناگ بنا
ناگاں کیلے لوک منہ بس فرٹنگ ای ڈنگ
چلو چلی پنجاب دے نیلے پے گئے رنگ
گلیوں ٹٹے گیت فر ترکلیوں ٹٹی تند
ترنجنوں ٹٹیاں سہیلیاں چرکھے دی گھوکر بند
سنے سیج دے بیڑیاں لڈن دتیاں روہڑ
سنے ڈالیاں پینگھ اج پھلاں دتی توڑ
جتھے وجدی سی پھوک پیار دی اوہ وگلی گئی گواچ
رانجھے دے سب ویس راج مجھل گئے اوہدی جا
دھرتی تے لہو وسیا قبراں پیاں چون

پربت دیاں شہزادیاں اج وچ مزاراں رودن
اج سبھے کیدو بن گئے، حُسن عشق دے چور
اج کتھوں لیائیے لبھ کے وارث اِک ہور
اَج آکھاں وارث شاہ نوں کِتوں قبراں وچوں بول
تے اَج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقا پھول

## گوپال سنگھ دردی :-

۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں۔ اِن کی شاعری میں فلسفیانہ حقائق موجود ہیں۔

### ٹوڈل

نہ جی بھر کے تکیا تینوں رجکے مال نہ سکیا تینوں
نہ گل کیتی گھنگھٹ چاکے نہ ہوئیاں منظور دے ماہیا
کنڈھے جھناواں دے پیارے پیارے چھان ڈٹھے کئی تخت ہزارے
چنے دی لو وچ تاریاں دی چھانویں نہ دسیا تیرا فور دے ماہیا

## بلبیر سنگھ :-

آپ کی عمر تقریباً ۳۶ سال ہے۔ اِس حساب سے ۱۹۲۶ء تاریخ پیدائش بنتی ہے۔ بمبئی میں سکول ماسٹر ہیں۔ رسالہ چیتنا کے معاون ہیں۔ آزاد بحروں میں لکھتے ہیں۔

بھکھے کھیتاں دے چہرے اج کس دی پئی دھرتی دی آندر
کال اجے وی گھمدا گھمدا، گھمدے دھرتی تے اج ہنیرے

وارث دھرتی دے ہن اج بھی سربازاریں لٹے جاندے
راہاں دے ہر موڑ دے اُتے وھاڑ دیاں نے پھندھ کھلیرے
ہاڑیاں ساونیاں دے ایہہ چکر بھر جادن بھانویں کجھ جھولاں
پُرلے جادن سب کجھ ہو نجھ کے کالاں جائے ہتھ لٹیرے

## سنتوکھ سنگھ دھیر:-

تقریباً ۱۹۲۲-۲۳ء سن پیدائش ہے۔ گیانی مڈل پاس ہیں۔ گوبند گڑھ میں گیانی کالج چلا رہے ہیں۔ شاعر ہونے کے علاوہ آپ ایک کامیاب افسانہ نگار ہیں۔

نہ ہو بدلاں دے اوہلے چناں لشکنیا

تلک تلک بدلیں لک جاویں میرے دل دی دنیا اُتے پے جاندے گالے پرچھاویں
انہیاں ہویاں میریاں اکھاں وچ انہیری کھویا آیا
کنج پھڑاں تیرے لڑ دیاں کنیاں
اودیاں چھوہے چھوہے چناں لشکنیا!

## پیارا سنگھ صحرائی:-

سن پیدائش ۱۹۱۶-۱۷ء ہے۔ دلّی میں عطر چند کپور اینڈ سنز میں پروف ریڈر ہیں۔ آپ کی مشہور کتابیں صحرائی پنچھی، سمے دی واگ، تاریاں دی لو وغیرہ ہیں۔

مٹ گئی ہیر نہ ملیا جذبہ ہیر دا — روح سوہنی دا اجے جھناواں چیڑا
سسی تھل وچ گھائی اے ٹول دی — جھوجھئے ہونی نال نہ اینویں جھوریئے
مڑی چل، چل ٹری چل توں جنڈے میریئے

## ہرنام سنگھ نازؔ

پنجابی ساہتیہ سبھا بمبئی کے رُحِ رواں ہیں اور پنجابی رسالہ چیتنا کے اسسٹنٹ ایڈیٹر بھی ہیں۔ آپ کی پنجابی جنگی پنجابی ہے۔

میں ہاں نار پنجاب دی
جتھوں تیکر لاوندے وارث شاہ دی ہیک
جتھوں تیک پگھلا سکے سوز میرے دا سیک
پھوگوں اتے تہذیب دونویں مل کے وہن ریکھ
جتھوں تیر سوبھلائے میرے پرن بھیکھ
جتھوں تیر پھیل جائے گھگھرے میرے دی لون
جتھوں تیکر نچ سکے گدے دے سنگ لون
جتھوں تیکر ہس سکے بھگے میرے دی لاٹ
اوتھوں تیک پنجاب دی لکھ دے کویا واٹ

## سرجیت رام پوری:۔

سن پیدائش ۱۹۲۶ء ہے۔ رام پور کٹانی ضلع لدھیانہ آپ کا وطن ہے۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیں۔ اور سنام گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ دو ہزار سے زیادہ آپ کے گیت ہیں۔

کوٹھے اُتے چڑھ کے اپنیاں زلفاں سنوارنہ
ویلے توں پہلاں ساؤناں نوں پکارنہ
بن بیج وہسرتیاں لئی پھبدی پھوارنہ

توں بیج پیار دا کوئی ہکڑی میری کھلار
ہوٹھاں دی پیاس چھٹکدی ہوٹھاں دے کول کول
سانجھے کدی تے دھڑکناں نے ہون پیارے بول
بہہ کے اکلیاں نہ موتی ساگراں دے رول
تینوں اُڈیکدا پیا دو باہاں دا پسار

## گورودت سنگھ کندن :-

زمیندار گھرانے کے ہیں۔ غزل لکھنے میں بہت مشہور ہیں۔

اوہ سدا میری محبت نوں اے ٹھکراندا رہیا
فیر بھی میں گیت اُس کا فردے ای گاندا رہیا
بے رُخی اوہدی تے دنیا ہے بدل دتی میری
پر سدا الزام میں تقدیر نوں لاندا رہیا
سُپنیاں وچ آئے نوں وی کہہ نہ سکیا دل دیاں
ستم ہے کہ تاریاں کولوں بھی شرماندا رہیا

## گورچرن رام پوری :-

والد صاحب کا اسم گرامی موہن سنگھ، بزازی پیشہ ہے اور رام پور کی پنچایت کے صدر ہیں۔

دن دی نیندیں بیک کجل دی نُوراں نیویں پائی
آخر ہار وچھوڑے کھانی شام ملن دی آئی
اقراراں دے مُنہ تے سورج دے منہ ورگی لالی

لیلیٰ ورگی شام سلیٹی لگی جیوں متوالی
رات پئی مُسکائے تارے چن چڑھیا شرما گئے
تیرے نیناں وانگ ٹمک کے سینے لگھ مُٹکا گئے

## ملک راج کومل :۔

ہند یونیورسٹی بنارس میں انجینئر کے عہدے پر متمکن ہیں۔ رومانی شاعر ہیں۔ مُنکھ دی دھرتی۔ انسان بولیا۔ اور گلوکڑیاں آپ کی تصنیفات ہیں۔

میرے مُٹھے ہوئے سُپنے تے مسکن میریاں جاگاں
میرا انگ انگ ہلّ گیا تے اکھیاں منگن لاگاں
میرے اندر باہر سجرے تے مہکن چار چوفیرے
میں کھھوں خوشیاں سانبھاں ہوئے چانن گھپ انہیرے
کیہ اندر میرے ہووے میں کنھوں دساں
ایہہ اکھاں نچنّ لگیاں بند ہلھاں جیوں جیوں ہسّاں

## امرجیت کار :۔

مائے نی میریاں بالیاں ڈبّی اندر پیّاں پیّاں ہے چلیّاں کالیاں
کدی نہ ڈبّی وچوں کڈھیاں کدی نہ کنّی پایاں
کدی نہ ڈھولن آکے تکیاں کدے نہ میں لشکایاں
کدے نہ مائی ہتھّ ودھایا کدے نہ جھکیاں ڈالیاں
چھوٹی عمر دیاہ کے ملیوں مائے نی پاپ کمایا
ہوئی سیانی اونسیاں پاواں راہ نہ نظری آیا
گھر میرے نہ جانن آیا، آیاں کٹی دیوالیاں

## آشا ہوشیارپوری :۔

چاندی دا اے تھال اُتے ریشمی رُومال وچ پنّیاں دا جوڑا
کالا اے پراندا ربّا جھلیا نہ جاندا میتھوں ماہی دا وچھوڑا
وگدی ہنیری چُنّی اُڈدی اے میری کویں جیت پرچاواں
کاہنوں کُرلاویں میرے زخم جلاویں ایتھوں اُڈ جاوے کاواں

## بیدی اجیت سنگھ :۔

کٹ دے نیں شام غم وچ دن زندگی دے میرے
ناشاد ہو چکے نے جو شاد سن سویرے
جیوندا اساں جس عمر سہالے افسوس وہ نہیں ہے
جو ساتھی سن عمر دے سب ہو گئے لٹیرے
نیلا جیہا گگن بھی میتھوں ہے مُنہ چھپاندا
کیہہ یاد کراں منزل راہ بن گئے میرے

## تیج کور وگ :۔

# گناہ

گوڑ بولنا ثواب گھٹ تولنا ثواب روٹی کھوہنی ہے ثواب جند کوہنی ہے ثواب
پر پیار ہے گناہ
ماس کھانا ہے ثواب جال لانا ہے ثواب مدھ پینا ہے ثواب گند تھینا ہے ثواب
پر پیار ہے گناہ

اُتّوں مالاناں بھنوانا  مونہوں رام رام گاونا  اُتّوں دیوتے اکھوانا  وچّوں چھُریاں چلاونا

ایہہ تاں سب ہے ثواب

پر پیار ہے گُناہ

## تارا سنگھ کومل :-

گھنگھرو چھنکاندا لنگھ دے اک وار ہا لیا

میں بنّی اونسیاں پاواں سدا رہا لیا

کجلے والیاں سوہنیاں اکھیاں تیرے راہاں اُتے رکھیاں

سُکدی میری جند دے آتار ہا لیا

کن لالا کے لیندی بڑکاں  انبڑی سو سو دیندی جھڑکاں

تیر دا چھوڑے والے نہ مار ہا لیا!

## جیت سنگھ جیت :-

گوری دیاں پیراں وچ جھانجھراں نے چاندی دیاں

بنّے بنّے پیلیاں دے ہالیاں دے کول دی

جھانجھر جائے چھنکدی سوغات کسے ڈھول دی

کھڑ گئے نیں راہی تے کھلارے ہل ہالیاں نے

تھاؤں تھاؤں ہون گلاں سوہریاں نوں جاندی دیاں

جھانجھراں دی واج سُن بنّے پھُل کلیاں

سوہریاں دے بنّے ، نچیاں نے گلیاں

## اتیچ۔ ایس نیئر:۔

پاک نراسیں جیوں سُنجھ دی لالی پھُل پھُل تے ہسّے
بُلھّ بُلھّ وچ گا دے کھُنبھ کھُنبھ تے اُڈے جی جی وچ دسّے
گلھّ گلھّ تے ٹُلکے لٹ لٹ وچ ٹُلکے رگ رگ وچ پھڑکے
دِل دِل وچ دھڑکے پَر دُور کھ سمجھے ، رچنا تے ہسّے
عرشاں تے بیٹھا ، نرک سورگ نے راہ پیا دسّے

## عجائب چترکار ا۔

تاریخ پیدائش ۱۸ فروری ۱۹۲۵ء ہے۔ موضع گھنبدی ضلع لدھیانہ کے باشندے ہیں۔ آج کل لاہور بک شاپ لدھیانہ کے رسالہ ساہتیہ سماچار اور بال دیا کے دفتر میں سب کچھ آپ ہی ہیں۔

سوڑی زمین جا پدی آکاش تنگ تنگ
شاہ حال اُداس میریاں گوہڑا غماں دا رنگ
ہوٹھاں نوں کنج سی لواں ، ہنجواں نوں پی لواں
خاباں تے کپڑے نے ٹنگنے آساں دیاں ہیں ٹنگ
رہندے نیں تین دن رات میرے دکھیرا ل
مُڑ پیار دیاں راتاں نے آنوں نہ سنگ

## کرتار سنگھ بلگن :۔

سن پیدائش ۲۲-۱۹۲۱ء ہے۔ رسالہ کوتا امرت سر کے ایڈیٹر ہیں۔ آپ کے گیتوں اور نظموں کا مجموعہ "برکھا" کے نام سے چھپ چکا ہے۔

گنہ بخشساں دا سہارا سمجھناں
تے زاہد گنہگار رہارا سمجھناں

جو دوزخ دی اگ کولوں ڈردا نہ پیوے
میں اوہنوں وی وڈا نکارا سمجھناں

اوہ کہندا اے جنّت وچ حوراں دیاں گا
میں ایہہ بھی کوئی اوہدا لارا سمجھناں

## گوردیو سنگھ مان:-

۱۹۲۲ء میں موضع کوٹ نہال سنگھ ضلع لائل پور میں پیدا ہوئے۔ آج کل ریاست پٹیالہ میں رہتے ہیں۔ مان سر دور۔ دوزخ۔ کوی دربار۔ چانن آپ کی کتابیں چھپ چکی ہیں۔

لکھاں ای وار مینوں کر اوہ انکار بیٹھی
وفا دی یاد پر اوہدی تے کر اقرار بیٹھی
کیہا دیداں نے گول غم بجھا اے تیرے اندر
میں جانا سی میرے اندر میری سرکار بیٹھی
اوہدی سُتّی دی گلہہ اُتے پئی سی زلف کجھ لیراں
مَنی تے جس طراں ناگن آ پیچ مار بیٹھی

## پربھجوت کور:-

سن پیدائش ۱۹۲۴ء ہے۔ میجر نریندر پال سنگھ کی بیوی ہیں۔
سُپنے سدھراں۔ دو رنگ۔ لٹ لٹ جوت جگے۔ پنکھیرو۔ ازل توں۔ پکاں اوہلے

وغیرہ آپ کی تصنیفات ہیں۔

دو اتھروں چھپائے طوفان امنڈ آیا — جو ساتھی سی اپنا وہ ہو گیا پرایا
سکا سکے جوری کج دھریاں ہمارے — اے ووڑ کر اشارہ اور پھر مسکرایا

سال گرہ شاں وچ بھیڑ میں بغیر ٹھوکراں دی
نیناں وچ بھرے ہنجوے کون گھنگھنایا

## راج بیدی :۔

۱۹۲۶ء سن پیدائش ہے۔ جالندھر ریڈیو میں ڈرامے نشر کرتی ہیں۔ نظم کا کوئی مجموعہ نہیں چھپا۔ ان کے افسانے "سازتے پائل" چھپ چکے ہیں۔

ہنجوں اپنے وی نکلے نیناں چوں تلملاندے
چوری سی چرتوں رکھی پیلے توں پریت اپنی
ہنجوں دے نال نکلے سب راز پھڑ پھڑاندے
اپنے تے انہاں دے وچ کجھ پے گیا بھلیکھا
ہاتے تاں نکلی اپنے، جلدی چوں بڑبڑاندے
روکن جو گے ہنجواں وچ آپ آپ وہہ گئے

## بشن سنگھ اپاشک :۔

تیرا حسن مکمل ہو نہ سکے، میرا عشق سدا ناکام رہے
میں پین نوں ترلے کر دا ہاں تیرے ہتھ چھلکدا جام رہے
میں پاگل کہہ کے کڈھیا گیا، میں خوش ہاں اپنی قسمت تے
ہر بار تیری محفل وچوں مینوں لگدا ای الزام رہے

نہ چھڈ ای سکاں، نہ پی ای سکاں، نہ مر ای سکاں، نہ جی ای سکاں
کر دا ای رہیں توں ہی میری عمر دام رہے

## گلونت فارغ :-

دھرتی دی ہک وچ دھرتی دے گیت گونجے
دھرتی دے ہنجو اج دھرتی نے آپ پونجھے
دھرتی دے گیت اج دھرتی دے ہوندے
کون دیوے دھرتی دے بالے اج

## شام کنول :-

نہ ای کسے بیتاب دیاں اکھیاں وانور میں
میں کسے گود وچ نکا جیہا بال نہیں
دُکھ دا فلسفہ فضول مینوں سمجھنا
سوہنا کر کے کوی دا رنگلا خیال نہیں
گورے رُخسار تے کالا جیہا تل ہُن میں
کسے سوہنی زلف دا کالا جیہا وال نہیں

## گوربخش سنگھ مہلوی :-

سُنتے ہی زندگی وچ پیڑاں نیں آگیاں
کجھ میٹھیاں، کجھ اُلجھناں ہور تے چھا گیاں
پریتاں نوں آکھیا میں بے خبر تاں نہیں مُلاں
حالتاں ای مسیتوں کجھ ہور نے بھا گیاں

ہوس کر اسی کدے راہی منزل میں پالیندا
راہ تے صاف سن کج گہراں ای چھا گیاں

## سمن مچھانوی :-

جھلی توں سچ مچ جھلی ایں
سانوں پیار سکھا کے اکھاں نال
جی لا کے اوڈے لکھاں نال
ہُن خورے کتھے چلی ایں
جھلی ایں توں سچ مچ جھلی ایں

## کرشن سرشار :-

کتے شعلہ نہ اگ وا مرا کوئی ارمان بن جائے
کتے باغی نہ میری دُکھ بھری ایہہ جان بن جائے
وقت نوں روکو سنبھالو، اجے تاں وقت ہے باقی
پتہ نہیں کدسماں اوہ کڑکدا طوفان بن جائے
آبادی اج دی خونی زمانے وچ خبر کیہہ اے
کدوں کوئی ڈیاں لاشاں دا اِک شمشان بن جائے

## بھگوان سنگھ دیپک :-

ٹلیارے ویس پنجاب دیئے تک ایدھر پلیوں توڑ دیئے
ہتھ پھڑ کے سوٹی کاہنوں دی کھیتاں چوں ڈنگر موڑ دیئے
وَٹ وَٹ کے بوری سیر لئی ٹٹا ہویا رسّہ جوڑ دیئے

شاں شاں کر کے تیرے کھوہ اتے کوئی گیت لوں پئی گاندی اے
اج وا پُرے دی وگدی اے تیری چُنی اُڈدی جاندی اے

تیرے بیری والے کھوہ اتے کئی رانجھے الکھ جگان پئے
کالے لہراندے وال تیرے راہیاں نوں پھاہیاں پان پئے
کوئی گیت کوئی جد جھومیں توں پنچھی دی تان جان پئے
بڑا سوہنا سادہ جوبن تاں جنت دی حور شرماندی اے
اج وا پُرے دی وگدی اے تیری چُنی اُڈدی جاندی اے

**ترلوک منصور:۔**

آشا دا پھڑکے پلّا ودھدی ہی جا رہی آں
منزل ہے آن والی دل نوں سمجھا رہی آں
ناکام ای رہی آں، ہر روز ہر جنم وچ
میری دانائی دیکھو، پر پیار پا رہی آں
دل جان وانہیں سی کس نوں خوشی نے کہندے
ہنجوں چھپان خاطر میں مسکرا رہی آں

**ہمت سنگھ:۔**

اِس پار پیاری سب کجھ ہے اُس پار پتہ نہیں کیہہ ہووے
جیوں دے ایدھر سولاں اُس پار پتہ نہ جی ہووے
ساڈے تاں پتہ کیہہ کیہہ رجت نے کھل ہے کاسے کادی
اپنے تاں پینا عیب نہیں، اوہناں پتہ نہ پی ہووے

ایتھے قاتل دی چھُٹ جانے سونا جے سانوں قول دیوے
اودھر پھسّ گئے نہ پھڑکن دی ہوئے کیہہ پتہ نہ دی ہووے

## کرتار سنگھ خاکؔ :۔

جھانی مینے جا وڈی ہونا اجے گناہ نی توں ایڈی رہ سدا
اینویں ہمدی نہ نی جا نی توں تھوڑا تھوڑا کھا جھانی مینے جا
بہتا رُلا نہ توں پا جھانی مینے جا

## کھرل رائے پُوری :۔

حسن دی سرکار دا اعتبار کیہہ اوس دی جانے بلاہے پیار کیہہ
جو نہیں جانے وفا دے نام نوں اوس نوں ہووے وفا دی سار کیہہ
پھُل ہی پھُل جیون توں پُھگے جنہاں
کیہہ پتہ اوہناں نوں ہوندا اے خار کیہہ

## بلدیو اینجہ روہتکی :۔

ساڈی سڑ گئی اے تقدیر کسے دا کوئی نہیں
ہُن مرٹ گئی لیکھ لکیر کسے دا کوئی نہیں
دِل تے لگیّاں چوٹاں بُریاں
سینے وے وچ چبھّا چھڑیاں
ساڈا ویکھے جگر کوئی چیر کسے دا کوئی نہیں
ہن مرٹ گئی لیکھ لکیر کسے دا کوئی نہیں

## ڈاکٹر ٹھاکر بھارتی :-

اس بلیچھ نہیں رہنا ایتھے، دو دِن دا حُسن پروہنا ایں
جند صدقے اوس پرُہنے توں، جس نے مرُکدی آونا نہ ایں
پت جھڑ دا ڈر ہے پھُلاں نوں، جاں پھُلاں سجیاں سجیاں نوں
رُت آوے تے رُت مڑ جاوے، اپنا سلوا ہٹر بچھونا ایں
کیہہ عشق سمجھیا ہے سانوں، کیہہ حُسن سمجھیا ہے سانوں
ساڈے لئی عشق تماشا اے، ساڈے لئی حُسن کھڈونا ایں

## اندر بی۔ اے

بے وفاتوں وفا دی آس نہ کر — جیون ہے جس لئی، جیوں دل دا ناس نہ کر
عرشوں فرش تے مارنا دستور ظالم دا — بُرُتے چڑھا کے آکھنا بکواس نہ کر
اکھاں چار نہ کر، کوئی اقرار نہ کر — منہ پھیرے بھانویں تکرار نہ کر
بولی شوکدی گولی، کٹار تیز دودھاری
میانوں کڈھ کے ظالم جگر تے وار نہ کر

## رتن سنگھ :-

### چنّ

چنّ چڑھیا، چنّ بدل گھیریا — ہر اِک دا دل موہوے
رتھم مُڑی وچ پُسنے سُکھ اے — دکھیا پیا پرودے
ادھ مہینہ چانن دیویں — تے ادھ دی ادھور رانا
جے دنیں نالی اوہ دے چانن — جس جیوں چانی ہووے

## اُلفت حویلوی :-

ایہہ دُنیا بے دردی ایتھے دل نہ لگانا
لہُو نہ پینا اجی غنم نہ کھانا
دل دا درد تیرا کون جان پائے گا
جگر دے زخماں نوں کون ٹانکے لائے گا
دکھاں دے بھنور وچ کون نال جائے گا
بنی تے دوستاں دے کون کم آئے گا

## عاجز جالندھری :-

میں اپنا آپ بھُل جاناں، جدوں کائنات تکناں ہاں
تماشا چند سورج دا، پیا دن رات تکنا ہاں
سوہانے رنگ پھُلاندے عجب ساز رنگے نیں
پر ہر رنگ وچ عاجز، میں اُس دی ذات تکنا ہاں

## آتش ۔ الیس ۔ راہبر :-

اکو نظر محبوب دی ٹُنب جاندی، وار حسن دا کدے نہ اُکدا لے
چق چڑھے نوں ویکھدا جگ سارا حسن پردیاں وچ نہ لکدا لے
عاشق خون دا لاوندے نت پانی بُوٹا عشق دا تیرے نہ سکدا اے
سُولی چڑھے منصورؒ پریم پچھے انا الحق کہنوں نا ہیں رُکدا اے

## جگتار پپیہا :-

ضلع جالندھر کے ایک گاؤں راج گوماں کا رہنے والا ہے اور موجودہ

زمانے کا مشہور گیت کار ہے۔ اِس کے گیت پنجاب کی دیہاتی زندگی کی مُنہ بولتی تصویر ہیں۔

دودھ چٹے تروڑ تروڑ کے ۔ میرے گھگھرے ونڈ لاویں تارے
نیرو چ چند چڑھ جائے ۔ میرے گھگھرے نوں ویکھن سارے
ست رنگی پینگھ ورگا میرے ۔ گھگھرے وچ نالا پاوے
گھگھرے دی شوک سُن کے ۔ سٹ دیہن دے سہرے ونیاں
کھیلی جاؤں کیسے نوں وے ۔ بن کے لڑوں سپ چھینیاں
گھگھرے دا ہر ول نوں ۔ اج نہیر ناگ بناوے

# حصّہ سوم

لوک گیت

لوک ناچ

پنجابی عشقیہ قصص

پنجابی عشقیہ قصص کا پنجابی ادب میں حصّہ

# لوک گیت

## لوک گیت :۔

پنجابی شاعری کی یہ ایک صنف ہے جس کا تعلق عوامی یا انفرادی زندگی سے ہوتا ہے۔ یہ گیت کسی خاص شاعر کے طبعزاد نہیں ہوتے بلکہ خود رَو پودوں کی طرح خود بخود معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ پنجاب کا خطہ ایک ایسا جنّت نظیر خطّہ ہے جس میں زندگی کا ہر پہلو بڑے ذوق و شوق سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا اکثر حصّہ دیہات پر مشتمل ہے۔ دیہات میں ترنجنوں میں بیٹھنے والی عورتیں، کھیتوں میں ہل چلانے والے کسان اپنی زندگیوں کی خوشگواری قائم رکھنے کے لئے اپنے تخیلات کو ترنم کی صورت میں گاتے ہیں جس سے یہ گیت معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ پنجابی زندگی کا کوئی ایسا ماحول نہیں جو ترنّم آمیز نہ ہو۔ اِس لحاظ سے اِن لوک گیتوں کی تعداد لاکھوں اور کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ کھیتوں میں ہل چلانے والے کسان، مویشی چرانے والے لڑکے، ترنجنوں میں بیٹھنے والی عورتیں، بیاہ شادیوں کے مواقع، چاندنی راتوں کے مناظر، اور ان کے علاوہ ہر غمی شادی کا موقع میلوں کے اکٹھ وغیرہ اِن لوک گیتوں کے خاص محرک ہیں۔ اِن کے علاوہ بھی بعض سینکڑوں پہلو ایسے ہیں، جو اِن لوک گیتوں میں گائے جاتے ہیں مثلاً حُسن و زیبائش کے خواہش مند اور شوقین لوگوں کے لئے یہ اعلان لوک گیت

کی صورت میں یوں کیا جاتا ہے۔ ع کالیاں نوں خبر کرہ۔ چٹا رنگ ڈو بیاں وچ آیا۔
یا دُنیا کی بے ثباتی کے متعلق ؎ قبراں اُڈ یکدیاں۔ جیویں پنچھیاں نوں مانواں

پنجاب کا اکثر حصّہ پہاڑی ہے۔ جہاں کے اکثر لوگ فوجی ملازم ہیں۔
وہاں کی نوجوان عورتیں اپنے محبوب خاوندوں کے فراق میں بھی اسی طرح کے
لوک گیت گاتی ہیں۔ نیز پنجاب کی سرزمین حُسن و عشق کا محور ہے۔ اِس میں رومانی
اشعار کا سلسلہ نہایت وسیع ہے۔ اِن تمام خیالات کی ترجمانی جس قدر لوک گیتوں
سے ہو سکتی ہے کسی اور صنفِ سخن سے نہیں ہو سکتی۔
مثلاً حسن کی کرامات دیکھئے ؎

جتھے لچھی پیر دھردی اوتھے اُگدا سرو دا بوٹا

جوڑے کا انتخاب :۔ ؎

اگوں تیرے بھاگ لچھیئے مُنڈا ویکھ لے کبوتر ورگا

حُسن کی نمائش کا اثر :۔ ؎

ہالیاں نے ہل ڈک لیئے تیرے ہونگ دا پیا شکارا

تشبیہہ کا کمال :۔ ؎

رنّ نہا کے چھیڑوں نکلی سُلفے دی لاٹ ورگی

حُسن کے کارنامے :۔ ؎

مُنڈا موہ لیا تویتاں والا تے دمڑی واسک مل کے

اِن کے علاوہ کسی علاقے کے سماجی اور معاشرتی معلومات کا صحیح انسائیکلوپیڈیا
اُس علاقہ کے لوک گیت ہیں۔ یہاں اِن لوک گیتوں کی چند صورتیں درج کی جاتی ہیں۔

**چھلاّ** :- اس انگوٹھی کا نام ہے جس میں نگینہ نہ ہو۔ چھلا گیت مرد اور عورت کے عشق کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ زیادہ تر چھچھ پوٹھوہار اور ملتان کے علاقہ میں گایا جاتا ہے۔

چھلاّ مہاڑا کس کھڑیا مہاڑی انگلی کریندی پیڑ
ماہی لٹی میں باغ لوانی آں وچ لوانی آں کیلا
ماہی مہاڑا گشتی نی گیا یاد کرنیں آں ویلا
چھلاّ مہاڑا کس کھڑیا مہاڑی انگلی کریندی پیڑ

**۱۔ لوریاں** :- چھوٹے بچّوں سے پیار کا اظہار اور اُن کی آئندہ زندگی کے روشن توقعات کے پیشِ نظر اِن گیتوں سے اُن کو بہلایا جاتا ہے حقیقت میں لوری دینے والے کی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا بچہ ایسے روشن مستقبل کا مالک ہو جیسے ؎

الّھڑ بلّھر باوے دا — باوا کنک لیاوے دا
مائی بڈھی چھٹّے دی — کوٹھی دے وچ گھتّے دی
بڈھی کنک پکاوے دی — باوا روٹی کھاوے دا

**۲۔ گھوڑیاں** :- یہ وہ لوگ گیت ہیں جو خانہ بدوش عورتیں گھروں میں آکر بچوں کو سُناتی ہیں۔ عورتیں اُن کے گرد بیٹھ جاتی ہیں۔ وہ گاتی ہیں اور پھر بطورِ خیرات کے کچھ آٹا، دانہ وغیرہ لے جاتی ہیں۔

نمونہ

گھوڑی دے لال میرے دی گھوڑی — سندر چالاں والی

چنّ میرے دی گھوڑی ساز جمالاں والی
لال میرے دی گھوڑی اُچیّاں چھالاں والی
گھوڑی دے لال میرے دی گھوڑی
ربّ ملائے جوڑی۔ گھوڑی ۔ ۔ ۔ ۔

۳۔ ڈھولے یا ٹپّہ :۔ اِن لوک گیتوں میں بہادروں، ڈاکوؤں، اور جنگی آدمیوں کی سوانحعمریاں بیان کی جاتی ہیں۔ نیز خانگی لڑائیاں۔ دھڑے بازیاں اور انتقامی واقعات بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ بیاہ شادیوں کے موقعوں پر اور میلوں وغیرہ کے موقعوں پر لوک ڈھولے گانے والوں کو بلا لیتے ہیں اور وہ رات کے وقت ڈھولے گا کر سُناتے ہیں۔

ماہیا :۔ عاشق اور معشوق کے مکالمے کے طور پر یہ لوک گیت گایا جاتا ہے۔ یہ گجرات کے مشہور عاشق و معشوق ماہیا اور باآلو کی ایجاد ہے۔ نمونہ

بردے لشکائے ہوئے نی وے ساڈے نالوں بُرن چنگے
جیہڑے سینے نال لائے ہوئے نی
چاٹی کُکڑ بنیرے تے۔ کاشنی دوپٹے والئے منڈا عاشق تیرے تے

جھوک :۔ یہ وہ لوک گیت ہے جس میں فریاد کی جاتی ہے۔ مثلاً۔

مار نہ شمرا میرا ویر حسینؑ وے فاطمہ زُہرا دا ایہہ نورِ العین وے
اکلا مسافر کوئی ساک نہ سین وے نام مولا دے پیر علیؑ دیا جایا وے
پیر حسینا! تیں نے کیوں چر لایا وے

سٹھنیاں :۔ برات کے موقعوں پر دُولھا کے براتیوں اور براتی عورتوں کو

دُلہن کے گھر والی عورتیں خوشی میں طعنے دیتی ہیں جو ان کو ناگوار نہیں گذرتے۔

نمونہ

پیو نہ پڑھیا اتے دادا نہ پڑھیا　　منڈا حرام دا میلنے نہ دڑیا
تھوڑا تھوڑا کھایا جے　　گلیاں نہ ترکایا جے

**الاہنیاں یا سیاپے** :- یہ ایک مرثیے کی صورت ہے کسی کی موت پر عورتیں ادھڑ دبخے باندھ کر ایک حلقے میں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ سینہ پیٹتی ہیں۔ رخسار نوچتی ہیں۔ اور مترنم آواز سے مرنے والے کی خوبیاں بیان کرتی ہے۔ اور اُس کے مرنے سے جو خلا پیدا ہوتا ہے اُس پر سر پیٹتی ہیں۔ یہ رسم ہندوؤں میں عام ہے۔

ہائیا شیرا - ہائیا شیرا

تیرے نکّے نکّے بال　　ہائیا شیرا - ہائیا شیرا
اہناں نوں لیندوں پال　　ہائیا شیرا - ہائیا شیرا
تینوں روندی تیری نار　　ہائیا شیرا - ہائیا شیرا
گیوں بڈھی ماں نوں مار　　ہائیا شیرا - ہائیا شیرا
تیرے پیو دا بھیڑا حال　　ہائیا شیرا - ہائیا شیرا
کیوں نہ لے گیوں اوہنوں نال　　ہائیا شیرا - ہائیا شیرا

**وَین** :- یہ بھی ایک مرثیے کی صورت ہے جو مسلمان عورتوں میں مروج ہے طریقہ یوں ہے کہ مرنے والے کی ماتم پُرسی کے لئے رشتہ دار وغیرہ آتے ہیں۔ دو دو عورتیں ایک دوسری کے گلے میں باہیں ڈال کر بیٹھ جاتی ہیں اور ترنم میں رونا شروع کر دیتی ہیں اور مرنے والے کی خوبیاں بیان کر کے نہایت رقت

بھرے انداز سے گاتی ہیں۔ خود بھی روتی ہیں اور سننے والوں کو بھی رُلا دیتی ہیں۔

**چھند** :۔ دُولھا شادی کے بعد جب مکلاوا لینے کے لئے سسرال آیا ہوتا ہے۔ تو گاؤں کی لڑکیاں مل کر اُس کے پاس جا بیٹھتی ہیں۔ مذاق کرتی ہیں اور وہ جو اپنے آپ کو اجنبی محسوس کرتا ہے اُن احساسات کو مٹاتی ہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے گیتوں میں جو تحت اللفظ پڑھے جاتے ہیں، دُولھا، دُولھا کی ماں اور بہن کو مزیدار گالیاں دیتی ہیں اور پھر دُولھے کو بھی جواب دینے کے لئے کہا جاتا ہے۔ یہ چھند کہلاتے ہیں۔ مثلاً :۔

ایک لڑکی :۔ چھند پرا گے چھند پرا گے چھندا گے کہی
ماں تیری لومڑی، کو ٹھے پٹّن گئی

جواب :۔ چھند پرا گے، چھند پرا گے، چھندا گے تھالیاں
جنیاں اتھے بیٹھیاں ہوریاں سجھے میریاں سالیاں

**اکھان** :۔ اُردو میں اس کو ضرب المثل کہتے ہیں۔ اِس میں ایک قسم کی سچائی پوشیدہ ہوتی ہے اور صدیوں کا تجربہ مضمر ہوتا ہے۔ مثلاً کم علم آدمی جب اپنی بساط سے بڑھ کر پاؤں مارتا ہے تو طعنے کے طور پر کہتے ہیں "پانہ پڑھی وخت نوں پھڑی"۔ اندھی تقلید کے بارے میں :۔ "چار رکعت نماز بھیرا۔ جو حال اگلیاں دا سو حال میرا"۔ مسٹر ڈبلیو اے کینن نے اِس موضوع پر ریسرچ کی ہے اور ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس میں کوئی آٹھ سو اکھان موجود ہیں۔

**مہندی یا سہاگ** :۔ شادی سے آٹھ دن پہلے ایک رسم "مایاں" دن کو ادا کی جاتی ہے جس میں گندم اُبال کر "گھنگنیاں" بانٹتے ہیں۔ اُسی شام کو بہت

سی مہندی ایک برتن میں گھولی جاتی ہے۔ محلے یا گاؤں کی بڑی بوڑھیاں اور لڑکیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ ڈھولکی پر گیت گائے جاتے ہیں۔ جب گا چکتی ہیں تو تمام میں مہندی تقسیم کی جاتی ہے اور وہ لڑکا یا لڑکی جس کی شادی ہو انہیں بھی مہندی لگائی جاتی ہے مہندی لگاتے وقت مہندی لگانے اور بانٹنے والیاں "مہندی واگون" گاتی ہیں ؎

مہندی لادن آیاں تینوں بھیناں نے بھر جائیاں
کجھ چاچیاں تایاں، کجھ اپنیاں تے پرایاں ـــــ تینوں مہندی لادن آیاں

**سُراں یا سدّاں :-** یہ ایک خاص طرز کا گیت ہے۔ اِس میں قصے وغیرہ بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں "مرزے دیاں سُراں" بہت مشہور ہیں۔ دیہاتی لوگ انہیں نہایت شوق سے سنتے ہیں۔

**رُخصتی گیت :-** اِن گیتوں میں جُدائی کا درد ناک اور رُلا دینے والا منظر بیان کیا جاتا ہے۔ دُلھن ڈولی میں جب بیٹھتی ہے اُس کی سہیلیاں یہ گیت گا گا کر خود بھی روتی ہیں اور اُسے بھی رُلاتی ہیں۔ یہ منظر بھی نہایت دردناک ہوتا ہے۔ بالکل وہی نظارہ جیسے کوئی مر جاتا ہے اور اُس کی لاش قبرستان کو جا رہی ہوتی ہے۔ وارث شاہ نے "ہیر کا ڈولی چڑھنا" میں اِن تمام خیالات کا اظہار کر دیا ہے جو دُلھن بیان کرتی ہے۔

**شادی کے گیت :-** شادی سے چند دن قبل "مایاں" اور شادی کے درمیانی آٹھ دِن میں محلّہ یا گاؤں کی لڑکیاں رات کو شادی والے گھر کے کوٹھے کی چھت پر بیٹھ کر ڈھولک بجاتی ہیں اور یہ گیت گاتی ہیں۔ اِن گیتوں میں

"ساس کی مذمت۔ سُسر کی بُرائی۔ نندوں سے نفرت، وفادار بیویوں کی صفات اور عشقیہ مضامین خوب گائے جاتے ہیں۔ مثلاً :۔

ڈوئی ـــــ سسّے پیر لگ لین دے ڈھٹی جائے گی جیہڑی مُڑ ہوئی

گنیریاں ـــ سسّے پیر لگ لین دے گلھاں نیریاں چوپیڑاں میریاں

پھیتا ـــ مَرن تیریاں بوریاں مجھیّں میرے ویر گھڑے دا پانی پیتا

چھینی ـــ ستّاں نی بھرانواں والئے تیری سار کسے نہیں لینی

ناپے ـــ مُنہ تیرے اگ نی پوے سارلین گے جمّن والے ماپے

غرض اِن شادی کے گیتوں میں لاتعداد قسم کے مضامین پائے جاتے ہیں۔

**چاندنی راتوں کے گیت** :۔ دیہات میں اکثر رسم ہے کہ چاندنی راتوں میں خاص طور کتک اور چیت کی چاندنی راتوں میں لڑکے اور لڑکیاں مل کر کھیلتے ہیں اور خوشی کی رَو میں اِس رومانی منظر کے تاثرات گیتوں کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ مثلاً

چنّاں وے تیرا چانسنا۔ تاریا وے تیری لو (یہ ایک مشہور گیت ہے)

**ہالیوں کے گیت** :۔ ہل چلاتے چلاتے کسان لوگ تفریح طبع کے لئے اور اِس مشقت کی کوفت دُور کرنے کے لئے گاتے ہیں۔ مثلاً

تیرے لونگ دا پیا لشکارا ہالیاں نے ہل چھڈ لئے

**گندم کے گیت** :۔ اِسی طرح گندم کی فصل کاٹتے وقت بڑی مشقت کا سامنا ہوتا ہے۔ گرمی کی شدّت، وقت کی تنگی تھکا دینے والی ہوتی ہیں۔ گاؤں کے دیگر لوگوں کو بلا کر شریکِ کار کیا جاتا ہے۔ اس کو پنجابی کی اصطلاح میں

"مانگی" بولتے ہیں۔ کام میں جوش و خروش پیدا کرنے کے لئے ڈھول بجتا ہے اور یہ گیت گائے جاتے ہیں۔ گندم کٹ رہی ہوتی ہے اور گیت گائے جاتے ہیں مثلاً

ہو کنکاں گوڈیاں .... کہندے لگ گئی اے ات، کہندے آئی اے پربھات
میرے سر شاں تے شاہیاں اچے اوڈیاں ہی اوڈیاں
ہو کنکاں گوڈیاں

**برسات کے گیت** :۔ موسم برسات پنجاب میں ایک خاص خوشگواری کا حامل ہے۔ اِس سہانے سماں کا منظر اردو اور پنجابی کے جیّد شعرا نے اپنے اپنے مخصوص انداز سے بیان کیا ہے۔ اَن پڑھ لوگ دیہات میں اِس موسم کی خوشگواری کی خوشی کا اظہار خاص قسم کے گیتوں سے کرتے ہیں، جنہیں "برسات کے گیت" کہتے ہیں۔ مثلاً

ساون مینہ آیا ڈڈواں شور مچایا
کڑیاں پینگھاں پایاں ساون بہاراں آیاں

**میلوں کے گیت** :۔ پنجاب میں میلوں کا اکثر رواج ہے کسی بزرگ یا پیر کی خانقاہ پر ہر سال عرس منایا جاتا ہے۔ ڈھول بجتا ہے بھنڈارا بٹتا ہے۔ نوجوان گروہ در گروہ آتے ہیں۔ طرح طرح کے گیت گاتے ہیں۔ رنگ رنگ کے ڈھولے گاتے ہیں۔ ڈھول بجتے ہیں۔ بھنگڑہ اور لڈی ناچ ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ گیت بھی گائے جاتے ہیں۔ ان میلوں میں موسمِ بہار کا میلہ بیساکھی بھی شامل ہے۔ یہ گیت اکثر فحش قسم کے ہوتے ہیں۔

**فلمی گیت** :۔ سینما کی ایجاد سے اِن گیتوں کی بھرمار ہے۔ کوئی فلم ایسی

نہیں جس میں دس بارہ گیت نہ ہوں۔ یہ لوک گیت نہایت دلکش ہوتے ہیں اور اکثر مضامین عشقیہ ہوتے ہیں ؎

ڈھول دِلے جانی اجے نہیں آیا ۔۔۔ ڈے کے در دنشانی چن پھیرا نہیں پایا

**رسیا** :۔ ایک خاص قسم کا گیت ہے جس میں لفظ رسیا بار بار آتا ہے جو کہ شاید محبوب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مولوی جان محمد کا رسیا مشہور ہے

**چھٹی** :۔ ایک خاص قسم کا گیت ہے جو عموماً میلوں میں نوجوان لڑکے گروہ گاتے پھرتے ہیں۔ اس کے ہر مصرع میں چھٹی کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس سے بیان میں زور پیدا ہوتا ہے۔ خیالات فحش قسم کے ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً

چھٹی رن گئی بصرے ۔۔۔ موڑیں بابا ڈانگ والیا

**بلّی** :۔ یہ بھی اسی قسم کا گیت ہے جس میں معشوق کو "بلی" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً

بلّیے! اوتھے اگوا ہنڈ نہ ہوئے ۔۔۔ لائی لگ نہ ہووے گھر والا

بلّیے! اِنی روویں گی چوپیڑ کھاوینگی ۔۔۔ چپ کر کے گڈی وچ بہہ جا!

اِن کے علاوہ سوہلے۔ کھیوڑی۔ باتاں۔ بولیاں۔ پیّا۔ وغیرہ بھی لوک گیتوں میں شامل ہیں جن کا آج کل رواج نہیں۔

# لوک ناچ

لوک ناچ بھی لوک گیتوں کی ایک قسم ہے جس میں فرق صرف اتنا ہے کہ لوک ناچوں میں کچھ عملی اقدام ہوتے ہیں اور جسم کو حرکات دی جاتی ہیں۔

۱۔ کُکلی :۔ اُس مشہور ناچ کو کہتے ہیں جس میں دو الھڑ لڑکیاں ایک دوسری کے ہاتھ پکڑ کر تیزی سے اِس طرح گھومتی ہیں کہ ایک ہی مرکز کے گرد ایک چکّر بندھ جاتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ گیت بھی گاتی جاتی ہیں۔

کُکلی کلیر دی ۔ کُکلی کلیر دی

پگ میرے ویر دی ۔ دوپٹہ میرے بھائی دا

شیر شپاہی دا ۔ فٹے مُنہ جوائی دا

کُکلی کلیر دی ۔ کُکلی کلیر دی

کُکلی کا یہ گیت اتنا مشہور رہا ہے کہ اکثر شعرا نے بھی کُکلی گیت لکھے ہیں مثلاً احمد راہی کی کُکلی جو گذشتہ اوراق میں لکھی جا چکی ہے نہایت عمدہ ہے۔ نیز بابُو عبدالغنی وفا کی کُکلّی جس کا محور کشمیر ہے نہایت اعلیٰ پائے کی ہے۔

۲۔ بھنگڑا :۔ یہ نوجوانوں کا گیت ہے۔ ڈھولچی کے اردگرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک آدمی کوئی سُر یا ڈھولا لگاتا ہے۔ سُر ختم ہونے پر آخری لفظ کو لمبا کر کے کوک لگاتا ہے اور ڈھول والے کے سامنے ایک ٹانگ اٹھا کر اور دونوں بازو اُوپر پھیلا کر ایک ٹانگ پر ناچتا ہے۔ مثلاً

آئی رت بہار دی ۔ مینوں سوہنی دا جال مار دی
ایہہ خوشی دہاڑے چار دی۔ اوہ گئی جوانی ۔۔ گئی ۔۔ اوہ گئی
ایہہ جوانی چار دہاڑے۔ جاندی کسے نہ ڈٹھی
اوہ گئی ۔۔ جوانی گئی ۔۔ گئی جوانی گئی ۔۔ اوہ گئی

۳۔ گڈی :۔ ڈھول کے اردگرد نوجوان حلقہ باندھ کر ناچتے ہیں۔ چکر کاٹتے جاتے ہیں۔ اس میں پاؤں کی حرکت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ پٹھانوں اور پٹھواریوں کا خاص ناچ ہے۔ بڑا ولکش، جوش انگیز اور جاذب نظر ہوتا ہے۔ ناچنے والے تو ایک طرف رہے دیکھنے والے بھی ناچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ آج کل فلموں میں بھی یہ ناچ نہایت مقبول اور عام ہے۔ ویسے یہ مردانہ ناچ ہے۔

سمی :۔ پوٹھواری علاقے کا ناچ ہے جس میں عورتیں اپنی کمر کے گرد دوپٹہ باندھ کر ڈھول کے اردگرد پھرتی ہیں اور یہ گاتی ہیں۔

سمی میری دن میں ماری ہیں اریاں نی سمیاں

گدا۔ مردوں کے گڈی ناچ کے مقابلے میں یہ لڑکیوں کا ناچ تھا۔ لڑکے کی شادی رچتی ہے۔ جب برات چلی جاتی ہے تو دولھا کے گھر میں گاؤں محلے اور میل کی تمام عورتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ ایک لڑکی "لاڑے کی دہی" بن جاتی ہے اور دوسری دولھا (لاڑا) ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ناچتی ہیں۔ اس میں اٹھنا اور بیٹھنا ہوتا ہے۔ گدا مارنا۔ گدا پانا۔ اسی لفظ سے پنجابی محاورے بنے ہیں جن کا مطلب بے شمار خوشی کا مظاہرہ کرنا ہے۔

گھڑولی :۔ دولھا کو نہلانے کے لئے گھر کی عورتیں اسے باہر کنوئیں پر لے

جاتی ہیں۔ دولھے اور دُولھا کی ماں کے سر پر سُرخ رنگ کا سالُو تانا جاتا ہے۔ دُولھا کے ہاتھ میں "لوہے کی کُھنڈی" ہوتی ہے جس سے اُس نے سالُو کو اٹھایا ہوتا ہے۔ اِس وقت عورتیں جلوس کی شکل میں کنوئیں پر جاتی ہیں اور دُولھا کو نہلا کر واپس لاتی ہیں۔ اِس وقت میراثن آگے آگے ناچتی ہے اور گیت بولتی جاتی ہے۔ دوسری تمام عورتیں اس کے پیچھے پیچھے گیت گاتی ہیں۔ اسے گھڑولی بھرنا اور گھڑولی ناچ کہتے ہیں۔

**چینا:**۔ یہ ایک سادہ سا ناچ ہوتا ہے۔ صرف ایک ٹانگ اس میں حرکت کرتی ہے اور جس طرح "چاول چھڑنے والی مُوسلی" "اوکھلی" میں پڑتی ہے۔ اِس طرح زمین پر پاؤں مارا جاتا ہے۔ رکھیوں والے بھی اپنے رکھیوں کو چینا ناچ سکھاتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ گیت گایا جاتا ہے۔ مثلاً

چینا، چین، مچینا.... چینا اِنج چھڑیندا اے یار
چینا اِنج چھڑیندا اے یار
پیندی مُوہلی دی گھمکار.... چینا اِنج چھڑیندا اے یار

**چھئی:**۔ چھئی اگرچہ ایک قسم کا گیت ہے لیکن اِس کے ساتھ جسم کی حرکات بھی نمایاں ہوتی ہیں۔ جس سے یہ بھی لوک ناچ میں شامل ہے۔ اِس میں لفظ چھئی پر زور دینے کے لئے کمر پر جھکاؤ ڈالا جاتا ہے اور ہاتھ کے جھٹکے زیادہ نمایاں کئے جاتے ہیں۔ یہ گانا بھی فحش قسم کا ہے لیکن ناچ بہت مضحکہ انگیز اور مفرّح ہوتا ہے۔ مثلاً

چھئی رن گئی بصرے موڑیں یا باڈانگ والیا

درحقیقت لوک گیت اور لوک ناچ تمام کا محور عورت ہے۔ اِن تمام لوک گیتوں اور لوک ناچوں میں مخاطب عورت کا حُسن ہوتا ہے اور عاشق کی وارفتگی اور دیوانگی دکھائی جاتی ہے۔

# پنجابی قصص

## پنجابی قصص

پنجابی قصص پنجابی ادب میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ اسلامی اور مذہبی لٹریچر کے بعد پنجابی ادب میں زیادہ تر ذخیرہ عشقیہ قصص کا ہے جن کی تفصیل گذشتہ اوراق میں درج کی جا چکی ہے۔ اِس جگہ اُن قصص کا لبِ لباب درج کیا جاتا ہے۔ جن کو پنجابی شعرا نے جزوی تغیر سے بیان کیا ہے۔ ان میں سے قصہ ہیر رانجھا۔ سسّی پنّوں۔ مرزا صاحباں اور سوہنی مہینوال زیادہ مشہور ہیں۔ اِن قصص کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے اور بعد میں اُن شعراء کی فہرست دی جاتی ہے جنہوں نے اِن قصص کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

### قصہ ہیر رانجھا:۔

ضلع سرگودھا میں تخت ہزارہ ایک مشہور گاؤں تھا۔ دھیدو عرف رانجھا وہاں کے چوہدری اجّو یا موجُو کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ ہیر کے حُسن کی تعریف سُن کر وہ ہیر کے وطن جھنگ میں پہنچ گیا۔ رانجھا کی ہیر سے دریائے چناب کے کنارے پر ملاقات ہو گئی۔ دونوں ایک دوسرے کے عاشق ہو گئے۔ ہیر نے رانجھے کو اپنے

ہاں بھینسوں کی خدمت پر ملازم رکھ لیا۔ عشق اور مشک چھپے نہیں رہتے۔ ہیر کے والدین نے فوراً اِس سلسلہ کو توڑنے کے لیئے ہیر کی شادی موضع رنگ پور کھیڑیاں کے رئیس کے بیٹے سیدے سے کر دی۔ رانجھا فقیر ہو گیا۔ وہ ضلع جہلم میں بمقام ٹلّہ، گورکھ ناتھ گورو کے پاس پہنچ گیا۔ اور جوگی بن کر رنگپور میں پہنچا۔ وہاں ہیر کی نند سہتی تاڑ گئی لیکن چونکہ وہ بھی مراد نام ایک بلوچ پہ مرتی تھی۔ اِس لئے اپنا مقصد حل کرنے کے لئے اس نے ہیر اور رانجھا کو اپنا راز دار بنایا۔ ہیر کو یہ نہی جھوٹا سانپ لڑا دیا اور رانجھے کو ماندری ظاہر کر کے اُن دونوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ رانجھے نے دیوار میں نقب لگائی۔ اُدھر سے مراد آگیا۔ وہ سہتی کو لے کر رفو چکر ہوا اور رانجھا ہیر کو نکال کر چیتا بنا۔ صبح راز فاش ہوا۔ کھیڑے بھاگے۔ رانجھا بمع ہیر پکڑا گیا۔ لیکن مراد ہتھے نہ چڑھا۔ مقدمہ قاضی کے روبرو پیش ہوا۔ رانجھے کو جس طرح بھی ہوا ہیر مل گئی۔ وہ واپس موضع جھنگ آگئے۔ یہاں ہیر کے وارثوں نے رانجھے کو بہلا پھسلا کر برات لانے کے لیئے تخت ہزارہ بھیجا اور اس کی عدم موجودگی میں ہیر کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ رانجھے کو خبر ملی۔ روتا ہوا ہیر کی قبر پر پہنچا۔ رانجھے کا قبر پہ کھڑا ہونا تھا کہ قبر پھٹ گئی اور رانجھا بھی قبر میں داخل ہو گیا اور ان دونوں کو یوں دائمی وصال نصیب ہوا۔

## قصہ سوہنی مہینوال :۔

سوہنی گجرات کے ایک مشہور گھمار عزّت اللہ عرف تلّا کی حسین ترین بیٹی تھی۔ عشق کے کرشمے ملاحظہ کیجئے۔ عزت بیگ نام ایک بخارا کا سوداگر دہلی سے واپس وطن لوٹتے ہوئے گجرات آ ٹھیرا اور سوہنی کے حُسن کا شکار رہو گیا۔ عزّت بیگ

بس اب یہیں کا ہو رہا۔ اُس نے اپنا تمام اثاثہ تباہ و برباد کر دیا۔ اُدھر سوہنی کی شادی اور کہیں ہو گئی۔ عزت بیگ کی حالت اب دھوبی کے کتّے کی سی تھی۔ آخر اس نے گجرات کی گلیوں میں گداگری اختیار کی۔ اب سوہنی کو اس کی قربانی اور عشق کا پتہ چلا۔ پروگرام بنا کہ عزت بیگ دریا کے کنارے جھونپڑی بنا کر رہے اِدھر سے سوہنی دریائے چناب کے کنارے رات کو پہنچ جایا کرے گی اور اُدھر سے وہ آجائے۔ مہینوال کو معلوم تھا کہ سوہنی کو مچھلی کے کباب بہت مرغوب ہیں۔ وہ روزانہ مچھلی بھون کر لاتا۔ اتفاق سے ایک دن اُسے مچھلی نہ ملی۔ اُس نے اپنی ران کو چیر کر مچھلی کی شکل میں بھون کر سوہنی کے حضور پیش کیا۔ امتحان کی حد ہو گئی۔ اب سوہنی نے کہا کہ میں دریا کے اُس پار آؤں گی۔ بدقسمتی سے سوہنی کی نند کو اس کے آنے جانے کا علم ہو گیا۔ اُس نے پکّے گھڑے کی بجائے کچّا گھڑا رکھ دیا۔ سوہنی اسی کچّے گھڑے پر تیر کر چناب عبور کرنے لگی۔ لیکن کہاں تک۔ آخر ڈوب گئی۔ مہینوال کو بھی اطلاع ہو گئی۔ وہ بھی دریا میں چھلانگ لگا گیا۔ اور آخر کار دونوں لاشیں دریائے چناب میں مل گئیں۔

## قصّہ سسّی پنوں:۔

سسّی بھنبور کے بادشاہ آدم جام کی بیٹی تھی۔ پیدا ہوتے ہی نجومیوں کے کہنے پر آدم جام نے اِسے ایک صندوق میں ڈال کر دریا میں بہا دیا۔ سسّی ایک دھوبی اتّا نام کے ہاتھ لگی۔ وہاں پل کر جوان ہوئی۔ اُس کے حُسن کا شہرہ چار دانگِ عالم میں پھیلا۔ پنّوں کیچ کا شہزادہ اِسے مِلنے کے لئے آیا اور یہیں کا ہو رہا۔ آدم جام نے بھی سسّی سے شادی کرنے کی خواہش کی لیکن اُسے

معلوم ہو گیا۔ کہ یہ وہی ہے، جسے میں نے دریا کی نذر کر دیا تھا۔ آدم جام نے لاکھی باغ اُسے عطا کیا۔ سسی کی پنوں سے شادی ہو گئی۔ لیکن کیچمکران کے بلوچ اپنے شہزادے کو رات کے اندھیرے میں بے ہوش کر کے لے گئے۔

سسی جاگی تو پنوں غائب۔ بے حواس ہو کر دوڑی۔ اور اِسی بھاگ دوڑ میں تھلوں میں مر گئی۔ اُدھر پنوں کو جب ہوش آیا تو وہ سسی سسی پکارتا پیچھے کو بھاگا اور عین اُس جگہ آ پہنچا جہاں سسی کی لاش ریت میں دب چکی تھی۔ پنوں وہاں پہنچ کر سسی کی لاش کے ساتھ لپٹ گیا اور اُس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

## مرزا صاحباں :-

خان مرزا دانا باد (ضلع شیخوپورہ) کے ایک بڑے زمیندار کا بیٹا تھا۔ یہ ننھیال میں رہا کرتا تھا اور تعلیم حاصل کیا کرتا تھا۔ وہاں اس کی محبت صاحباں (جو اس کے حقیقی ماموں کی بیٹی تھی) سے ہو گئی۔ وہ اِس کے بغیر اور یہ اُس کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ معلوم ہونے پر صاحباں تو مسجد جانے سے روک لی گئی اور مرزا واپس اپنے گاؤں میں بلا لیا گیا۔

صاحباں کی شادی رچا دی گئی۔ اُس نے تمام حال اپنی پھوپھی بیبو کو کہہ سنایا۔ بیبو ادھر صاحباں کی پھوپھی اُدھر مرزے کی خالہ تھی۔ اُسے صاحباں کی حالت پر رحم آ گیا۔ اُس نے مدد کا وعدہ کرتے ہوئے مرزے کو پیغام بھجوا کر منگوا لیا۔ مرزا اپنی گھوڑی بکی نام پر سوار ہو کر آیا۔ اور اپنی بہن چھتی کی شادی درمیان میں چھوڑ کر آیا۔ اور چھتی کو روتے چھوڑ کر آیا۔ مرزے نے براتیوں سے شرط بد کر اُن کی پگڑیاں اُتار لیں۔ یہ بھی ایک نہایت بُری حرکت تھی۔ خیر معاملہ رفع دفع

ہو گیا۔ رات کو مرزا صاحباں کو لے کر فرار ہوا آیا لیکن راستے میں نیند کے غلبے کی تاب نہ لاتے ہوئے ایک جنڈی کے درخت کے نیچے صاحباں کے زانو پر سر رکھ کر سو رہا۔ صاحباں نے یونہی اُس کی کمان میں تیروں کے درخت کے ساتھ لٹکا دی۔ مرزا اُس وقت جاگا، جبکہ صاحباں کے لواحقین سر پہ آ موجود ہوئے۔ مرزا مقابلے کے لئے اُٹھا تو سہی لیکن نہتا تھا۔ زخمی ہو کر گرفتار ہوا۔ انہوں نے مرزے کو جلتی آگ میں پھینک دیا۔ صاحباں یہ برداشت نہ کر سکی۔ اُس نے بھی چھلانگ لگا دی اور مرزے کے ساتھ ہی بھسم ہو گئی ؛

# فہرست قصّہ ہائے ہیر و رانجھا

| نمبر شمار | نام مصنف | جب تصنیف ہوا | کیفیت |
|---|---|---|---|
| ۱ | دمودر | ۱۵۶۹ء | ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی |
| ۲ | احمد | ۱۶۶۹ء | ابیات کی صورت میں شائع ہوئی۔ |
| ۳ | میران | عہد عالمگیر | سی حرفی کی صورت میں لکھی گئی۔ |
| ۴ | حافظ برخوردار | ،، ،، | نایاب ہے۔ |
| ۵ | مقبل | ۱۱۶۰ھ | مشہور تصنیف ہے۔ |
| ۶ | وارث شاہ | ۱۱۸۱ھ | شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ |
| ۷ | ہاشم شاہ | ۱۲۲۶ھ | نایاب ہے |
| ۸ | علی حیدر | ۱۱۰۱ھ | سی حرفی کی صورت میں ہے۔ |
| ۹ | حامد شاہ | ۱۲۲۰ھ | مشہور تصنیف ہے۔ |
| ۱۰ | چراغدین اعوان | ۱۱۲۱ھ | مشہور تصنیف ہے۔ |
| ۱۱ | بھگوان سنگھ | نامعلوم | |
| ۱۲ | گوروداس | ۱۷۰۷ء | پنجاب یونیورسٹی لائبریری |
| ۱۳ | فضل شاہ | ۱۲۸۶ھ | |
| ۱۴ | محمد شاہ | | سی حرفی کی صورت میں ہے۔ |
| ۱۵ | کالی داس | انگریزی عہد | نام اس کا جیوانکتی رکھا ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۶ | گورا مشر | انگریزی عہد | غیر مطبوعہ اور نایاب ہے۔ |
| ۱۷ | اقبال دائم | 〃 〃 | |
| ۱۸ | گوپال سنگھ | 〃 〃 | |
| ۱۹ | بھگوان داس | | |
| ۲۰ | کشن سنگھ | | |
| ۲۱ | کوکل بند | | |
| ۲۲ | کشور بند | | |
| ۲۳ | امام دین منشی | انگریزی عہد | |
| ۲۴ | رن سنگھ | | |
| ۲۵ | عبدالستار | | |
| ۲۶ | کشتہ | انگریزی عہد | مشہور و معروف ہے |
| ۲۷ | بہیل | | سی حرفی کی صورت میں ہے |
| ۲۸ | حسین | | سی حرفی کی صورت میں ہے |
| ۲۹ | میراں | | ملتانی شاعر ہے۔ |
| ۳۰ | میراں شاہ مانسہروی | | سی حرفی کی صورت میں ہے۔ |
| ۳۱ | جرگ سنگھ | | قریشی عبدالغفور صاحب ذکر کرتے ہیں۔ |
| ۳۲ | میاں محمد عمر | | 〃 〃 〃 〃 |
| ۳۳ | شاہ شرف | | 〃 〃 〃 〃 |
| ۳۴ | الہ دتہ ارائیں | | بنارسی داس نے ذکر کیا ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۵ | عبدالواحد عزیز | انگریزی عہد | تا حال طبع نہیں ہوئی |
| ۳۶ | ڈاکٹر فقیر محمد فقیر | " " | قریشی صاحب نے ذکر کیا ہے۔ |
| ۳۷ | غلام جیلانی رہتکی | " " " " | |
| ۳۸ | مولوی عبیداللہ | انگریزی عہد | سی حرفی کی صورت میں ہے۔ |
| ۳۹ | مولا شاہ | " " | |
| ۴۰ | نوروین | | قریشی صاحب ذکر کرتے ہیں۔ |
| ۴۱ | رام سنگھ | انگریزی عہد | |
| ۴۲ | روشن | " " | |
| ۴۳ | لاہورا سنگھ | " " | |
| ۴۴ | محمد دین سوختہ | | |
| ۴۵ | کاہن سنگھ | | |
| ۴۶ | چراغ | انگریزی عہد | |

## سسّی پنوں

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | ہاشم شاہ | ۱۱۶۶ھ پیدائش | طبع ہو چکی ہے۔ |
| ۲ | غلام رسول صبا قلعوی | سنہ ۱۲۸۸ھ | طبع ہو چکی ہے۔ |
| ۳ | نور محمد | | قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ |
| ۴ | غلام محمد | | |
| ۵ | حافظ برخوردار | عہد عالمگیر | مشہور و معروف ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۶ | احمد یار | ۱۷۶۸ء | |
| ۷ | مولا شاہ | | |
| ۸ | سندر داس آرام | | |
| ۹ | فضل شاہ | ۱۳۰۲ھ | مشہور و معروف ہے |
| ۱۰ | عبدالواحد عزیز | | "ذخائع پنوں" کا لفظ بلفظ ترجمہ ہے |
| ۱۱ | محمد بوٹا | ۱۳۲۰ھ | |
| ۱۲ | ملکھی رام | | |
| ۱۳ | محمد رمضان نذیر آبادی | | نایاب ہے |
| ۱۴ | اکبر شاہ | انگریزی عہد | |
| ۱۵ | میر حسین | | |
| ۱۶ | اقبال دائم | انگریزی عہد | طبع ہو چکی ہے۔ |
| ۱۷ | وارث شاہ | ۱۱۵۰ھ پیدائش | ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے ذکر کیا ہے |
| ۱۸ | شاہ محمد | ۱۷۸۵ء | سی حرفی کی صورت میں ہے |
| ۱۹ | ہاشم شاہ مخلص | ۱۸۳۰ء | سی حرفی کی صورت میں ہے۔ |
| ۲۰ | مولا شاہ مجیٹھوی | انگریزی عہد | |
| ۲۱ | عشق لہر | 〃 〃 | سی حرفی کی صورت میں ہے۔ |
| ۲۲ | استاد نذیر احمد بٹ | موجودہ دور | |
| ۲۳ | مرزا نذیر اختر | 〃 〃 | |
| ۲۴ | بہبل | ۱۱۹۲ء | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲۵ | کریم بخش جہلمی | انگریزی عہد | |
| ۲۶ | انّغ شاہ | 〃 〃 | موہن سنگھ صاحب دیوانہ نے ذکر کیا ہے |
| ۲۷ | سلطان احمد | 〃 〃 | 〃 〃 〃 〃 〃 |
| ۲۸ | خواہش علی | | ڈاکٹر بنارسی داس نے ذکر کیا ہے. |
| ۲۹ | مُکھ شاہ | | 〃 〃 〃 〃 〃 |
| ۳۰ | ہرسنگھ | | 〃 〃 〃 〃 〃 |
| ۳۱ | ہرنام سنگھ | | 〃 〃 〃 〃 〃 |
| ۳۲ | کشور چند | | 〃 〃 〃 〃 〃 |
| ۳۳ | سدا رام | | 〃 〃 〃 〃 〃 |

# سوہنی مہینوال

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | وارث شاہ | ۱۱۵۰ھ پیدائش | اصل میں مرزا عبدالحمید کی تصنیف ہے |
| ۲ | فضل شاہ | سنہ ۱۲۶۵ء | مشہور و معروف ہے |
| ۳ | ہاشم شاہ | ۱۱۶۶ھ پیدائش | مشہور ہے. |
| ۴ | احمد یار | ۱۷۶۸ء 〃 | |
| ۵ | چراغ دین | | |
| ۶ | میاں محمد | انگریزی عہد | نایاب ہے. |
| ۷ | قادر یار | سکھی عہد | مشہور ہے. |
| ۸ | بوٹا | | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۹ | میاں احمد دین منڈھیالوی | انگریزی عہد | تاحال طبع نہیں ہوئی۔ |
| ۱۰ | عبدالواحد عزیز | 〃 〃 | تاحال طبع نہیں ہوئی قلمی نسخہ موجود ہے۔ |
| ۱۱ | میراں شاہ جالندھری | 〃 〃 | نایاب ہے۔ |
| ۱۲ | فیروز دین | 〃 〃 | |
| ۱۳ | سندر سنگھ | | |
| ۱۴ | بھگوان سنگھ | | |
| ۱۵ | اقبال دائم | انگریزی عہد | |
| ۱۶ | خیر محمد | | قلمی نسخہ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کے پاس ہے۔ |
| ۱۷ | فضل دین | | ڈاکٹر بنارسی داس نے ذکر کیا ہے |
| ۱۸ | امیر علی | 〃 〃 | 〃 〃 |
| ۱۹ | سدا رام | 〃 〃 | 〃 〃 |
| ۲۰ | گنگا رام | 〃 〃 | 〃 〃 |
| ۲۱ | سندر سنگھ | 〃 〃 | 〃 〃 |
| ۲۲ | غمناک | 〃 〃 | 〃 〃 |

## مرزا صاحبان

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | پیلو | ۱۵۶۳ء تا ۱۶۰۶ء | ناپید ہے۔ |
| ۲ | حافظ برخوردار | عہد عالمگیر | مشہور و معروف ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳ | بوٹا | انگریزی عہد | |
| ۴ | چراغ دین | | |
| ۵ | میاں محمد | انگریزی عہد | نایاب ہے |
| ۶ | اقبال دائم | " | " |
| ۷ | منشی خواہش علی | | |
| ۸ | میاں محمد دین لاوری | | |
| ۹ | حشمت شاہ | | |
| ۱۰ | محمد شفیع | | |
| ۱۱ | جیون خاں مخدوم | | |
| ۱۲ | میراں شاہ جالندھری | | |
| ۱۳ | مستری مولا بخش | انگریزی عہد ۱۸۸۵ء سے سنہ ۱۹۴۵ء تک مطبوعہ ہے۔ | |
| ۱۴ | محمد شاہ | | |
| ۱۵ | جیو رسنگھ | | |
| ۱۶ | سندر سنگھ | انگریزی عہد | ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے ذکر کیا ہے۔ |
| ۱۷ | میاں شیر محمد | | نایاب ہے |
| ۱۸ | مولانا شاہ مجیٹھوی | سنہ ۱۳۲۵ھ | |
| ۱۹ | بھگوان سنگھ معراجیا | | |
| ۲۰ | قاضی فقیر محمد شاہ | | |
| ۲۱ | مرزا نذیر احمد اختر | موجودہ دور | گلزارِ عاشقاں نام ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲۲ | شاہزادہ شاہد رضا | موجودہ دور | |
| ۲۳ | ایم۔اے حشمت | " " | |
| ۲۴ | سید نواب شاہ | | ڈاکٹر بنارسی صاحب نے ذکر کیا ہے۔ |
| ۲۵ | شیر محمد | " " " | " " " |

# یوسف زلیخا

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | حافظ برخوردار | ۱۵۹۵ء | مشہور و معروف ہے۔ |
| ۲ | مولوی غلام رسول صاحب عالم پوری | انگریزی عہد | مشہور و معروف ہے |
| ۳ | عبدالستار | " " | مشہور و معروف ہے |
| ۴ | عبدالحکیم ملتانی | ۱۲۱۸ھ | مشہور و معروف ہے |
| ۵ | حشمت شاہ | | طبع ہو چکی ہے۔ |
| ۶ | دلپذیر | انگریزی عہد | " " |
| ۷ | صدیق لالی | ۱۱۳۳ھ | نایاب ہے۔ |
| ۸ | احمد یار | ۱۷۶۸ء پیدائش | طبع ہو چکی ہے۔ |
| ۹ | فضل شاہ | ۱۳۰۲ھ | مشہور ہے۔ |
| ۱۰ | بہادر علی | انگریزی عہد | ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے ذکر کیا ہے۔ |
| ۱۱ | گوپال سنگھ | " " | " " " " |
| ۱۲ | اظہر بھیروی | " " | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۳ | نامعلوم مصنف | ۱۵۷۴ء | سب سے قدیم نسخہ ہمارے پاس ہے |
| ۱۴ | ہاشم شاہ | ۱۱۴۴ھ پیدائش | محمد سرور صاحب نے ذکر کیا ہے۔ |
| ۱۵ | عبدالرحمٰن درد قادری | | |
| ۱۶ | اقبال دائم | انگریزی عہد | طبع ہو چکی ہے۔ |
| ۱۷ | منظور ریٹ | " " | بزبانی محمد عالم کپورتھلوی۔ |

## لیلیٰ مجنوں

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | ہاشم شاہ | ۱۱۶۶ھ پیدائش | نایاب ہے۔ |
| ۲ | قادر بخش وزیر آبادی | ۱۲۲۳ھ | قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ |
| ۳ | فضل شاہ | ۱۲۸۸ھ | مشہور ہے |
| ۴ | احمد یار | ۱۷۶۸ء پیدائش | نایاب ہے۔ |
| ۵ | اقبال دائم | انگریزی عہد | |
| ۶ | ایم۔ اے حشمت | " " | طبع ہو چکی ہے۔ |

## دل خورشید

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | برکت علی | طبع ہو چکا ہے۔ |
| ۲ | خواہش علی | " " " |
| ۳ | محمد بخش | " " " |
| ۴ | روشن دین | " " " |

# پُورن بھگت

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | قادر یار | سکھی عہد | عام مشہور ہے |
| ۲ | کالیداس گوجرانوالیہ | انگریزی عہد | عام ملتا ہے |
| ۳ | بالک رام | 〃 | 〃 |
| ۴ | دولت رام | 〃 | 〃 |
| ۵ | مہاج چند | 〃 | 〃 |
| ۶ | رام دھن | 〃 | ڈاکٹر نبارسی داس ذکر کرتے ہیں۔ |
| ۷ | دیوید یال | 〃 | 〃 |
| ۸ | لدھا رام | 〃 | 〃 |
| ۹ | بیلی رام | 〃 | 〃 |
| ۱۰ | جوالا سنگھ | 〃 | 〃 |
| ۱۱ | کشن سنگھ عارف | 〃 | 〃 |
| ۱۲ | نند سنگھ | 〃 | 〃 |
| ۱۳ | برج لعل | 〃 | 〃 |

# احوال الآخرت

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | غلام قادر | | |
| ۲ | میاں محمد | انگریزی عہد | نایاب ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳ | فقیر درزی | ۱۱۰۶ھ | مشہور ہے۔ |
| ۴ | میاں رمضان چک سکندر | ۱۱۹۶ھ | قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ |
| ۵ | دلپذیر | انگریزی عہد | طبع ہو چکی ہے۔ |
| ۶ | مولوی حیات محمد واعظ سکنہ جوئیں پور | انگریزی عہد | طبع ہو چکی ہے |
| ۷ | عبدالعزیز | " | " |
| ۸ | قادری | | |
| ۹ | روشن دین | | |
| ۱۰ | راست گفتار | | قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ |
| ۱۱ | محمد شفیع عاشق | | |

## جنگ نامہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | پیر محمد کاسبی | ۱۵۹۲ء | قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ |
| ۲ | حافظ برخوردار | عالمگیری عہد | " " " " |
| ۳ | مقبل | ۱۱۶۰ھ | مشہور ہے |
| ۴ | احمد یار | ۱۷۶۸ء اپیڈکشن | نایاب ہے |
| ۵ | حسین | | سِیَرِ شہادتین کا ترجمہ ہے اور گلزار حسین نام ہے۔ |
| ۶ | حامد شاہ | ۱۱۹۱ھ | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۷ | شاہ چراغ | | |
| ۸ | بُوٹا | انگریزی عہد | |
| ۹ | اقبال دانش | " " | |
| ۱۰ | مولوی رکن دین | ۱۱۳۶ھ | نایاب ہے |
| ۱۱ | مولوی نجم الدین نازؔ | انگریزی عہد | قلمی نسخہ راقم کے پاس موجود ہے۔ |
| ۱۲ | محمد اعظم | | |
| ۱۳ | غلام حسین شفیق | | |
| ۱۴ | مرزا عبدالحمید | | |
| ۱۵ | اکبر علی قانونگو | انگریزی عہد | جنگ نامہ زین العرب کے نام سے موسوم ہے۔ |
| ۱۶ | حاتم علی ڈسکوی | ۱۲۲۷ھ | جنگ نامہ امام علی الحق۔ قلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔ |
| ۱۷ | میاں مصطفیٰ | ۱۲۳۰ھ | جنگ نامہ امام علی الحق۔ طبع ہو چکا ہے۔ |
| ۱۸ | قاضی محمد بخش | | تاحال طبع نہیں ہوا۔ |
| ۱۹ | مولوی نجم الدین فائزؔ | انگریزی عہد | |
| ۲۰ | منظور احمد بٹ | موجودہ عہد | |
| ۲۱ | کریم بخش | | جنگ نامہ علی رضؓ |
| ۲۲ | امیر علی جالندھری | | " جنگ نامہ کربلا کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ |

۲۳ ایم۔اے حشمت "کارنامۂ کربلا" تا حال طبع نہیں ہوا۔

## سیرت النبیؐ و معراجنامہ

۱ خادم حسین ہاشمی

۲ اشرف فاروقی

۳ حکیم عبداللطیف عارف گجراتی۔

۴ مرزا نذیر احمد اختر

۵ منظور احمد بٹ۔

# حصّہ چہارم

## نثر

۱۔ مذہبیات

۲۔ شرعیات

۳۔ ناول

۴۔ ڈرامہ

۵۔ کہانی

۶۔ مقالے

۷۔ تاریخ و تنقید

۸۔ فنون

۹۔ پنجابی مجالس

۱۰۔ پنجابی فلمیں

۱۱۔ اخبار و رسائل

۱۲۔ طابع و ناشرین

# پنجابی زبان کا نثری ادب

پنجابی ادب کا دوسرا اہم حصّہ نثر ہے۔ اگرچہ یہ فطری عمل ہے کہ ہر زبان کی نظم و نثر برابر ترقی کرتی ہے بلکہ نظم سے نثر کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے کیونکہ روزمرّہ کی گفتگو میں نثر ہی ایک اہم جزو ہے۔ اس لحاظ سے نظم کا پہلو ہی عموماً مختصر رہا ہے۔ لیکن پنجابی ادبیات کے باب میں نظم کا پلّہ بھاری ہے۔ اس میں نظم کے مقابلہ میں پنجابی نثر کی مقدار بہت ہی کم ہے۔ اگرچہ پنجاب کے موجودہ علاقہ میں لودھیوں کے زمانہ سے ہی پنجابی بولی جاتی رہی لیکن تعجب ہے کہ پنجابی نثر کی کتاب ایک بھی نہیں ملتی۔ سوائے اِس کے کہ شروع میں گورو صاحبان کے دَور میں بابا نانک یا دیگر گورؤں کی جنم ساکھیاں پنجابی نثر میں لکھی گئیں لیکن اُن میں بھی بعض کی زبان پنجابی نہیں بلکہ ہندوی ہے۔ جنم ساکھیوں کے علاوہ بعض اور بھی سکھ مت کی مذہبی کتابیں پنجابی زبان میں ملتی ہیں۔ جن کی تعداد معدودے چند ہے۔ اور زبان بھی صاف پنجابی نہیں یا ہندوی ہے یا مخلوط ہندی پنجابی۔

دراصل پنجابی نثر کی ابتداء انگریزی عہد سے ہوتی ہے۔ جس وقت پنجاب کے علاقہ میں ۱۸۸۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کی بنیاد رکھی گئی اور انگریزی کالجوں کا اجراء ہوا، اور لوگ انگریزی کے اسلوبِ تحریر سے متاثر ہوئے اور اُس وقت انگریزی کے اسلوب سے پنجابی زبان متاثّر ہوئی۔ اور اب اس میں مقالے، مضامین، ناول، ڈراما، کہانیاں، اخبار و رسائل وغیرہ کا اجراء ہوا۔

## مذہبیات :-

پنجابی نثر میں ابتدائی تحریریں جو دستیاب ہوئی ہیں وہ سکھ گوروؤں کی جنم ساکھیاں وغیرہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

سب سے پہلی اور پرانی جنم ساکھی وہ سمجھی جاتی ہے جس کو گورو انگد دیو کے بھائی بالے نے ۱۵۳۵ء میں مرتب کیا۔ دوسری جنم ساکھی بھائی منی سنگھ کی بتائی جاتی ہے جو کہ بھائی گورداس کی ایک وار کی شرح ہے۔ تیسری جنم ساکھی ۱۸۵۸ء بھائی سیوا سنگھ نے لکھی۔ اِس کے علاوہ اور بھی کئی جنم ساکھیاں ہیں۔ ان جنم ساکھیوں کے علاوہ بعض گوشٹاں (ملاقاتی گفتگو) پر بھی کتابیں ملتی ہیں جو کہ جنم ساکھیوں کا حصہ بتائی جاتی ہیں۔

اِن گوشٹانوں میں گوروؤں، فقیروں، سادھوؤں، سنتوں اور پیروں کی آپس میں گفتگو درج ہے۔ مشہور گوشٹان حسب ذیل ہیں :-

(۱) اجتے رندھاوے وی گوشٹ (۲) مکے دی گوشٹ (۳) جنکے دی گوشٹ (۴) نرنکار دی گوشٹ (۵) بڈھن دی گوشٹ۔ (۶) کلجگ دی گوشٹ (۷) بابا لال دی گوشٹ (۸) قاروں دی گوشٹ۔ (۹) سدھ دی گوشٹ۔

**پرچیاں ٹیکے :-** پرچیاں ٹیکے وہ الفاظ ہیں جو گرنتھ صاحب کے شبدوں کی تشریح کرتے ہیں۔

اِن جنم ساکھیوں، گوشٹوں اور پرچی ٹیکوں کی زبان خالص پنجابی نہیں، ان پر ہندی اور پراکرت کا اثر غالب ہے۔ البتہ پنجابی کی ابتدائی صورت گورو گرنتھ صاحب کی طرح کہی جا سکتی ہے۔

مذہبیات کے سلسلہ میں اسی طرح عیسائی مت کا بھی کافی سلسلہ پنجابی ادب میں پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر گراہم بیلی نے انجیل کا پنجابی میں ترجمہ کیا ہے جو گورمکھی رسم الخط میں شائع ہوا۔ پادری رحمت مسیح نے متعدد کتابیں پنجابی میں لکھیں۔ زبور کا پنجابی میں ترجمہ پادری امام دین شا ز نے عبرانی زبان سے کیا جو امریکہ میں بہت مقبول ہوا اور اس کے صلہ میں آر ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی۔ اب حال ہی میں جوشوا فضل دین نے بائبل کا ترجمہ شائع کرا ہے۔

پنجاب پر جب انگریزوں کا تسلط ہوا تو انہوں نے سیاسی طور پر قدم جمانے کے علاوہ کچھ مذہبی اشاعت کی طرف بھی قدم اٹھایا۔ اُن کے پاس بھی پنجابی لوگوں کی مادری زبان کے سوا کوئی اور ساہم حربہ نہ تھا۔ انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے مذہبی کتابوں کو پنجابی زبان میں ڈھالنے کا کام شروع کیا۔ چنانچہ عیسائی مشنریوں نے لدھیانہ، لاہور، نارووال، سیالکوٹ اور ترنتارن اس مقصد کے لئے مراکز مقرر کئے۔ جہاں مذہبی کتابوں کے ترجمے گورمکھی رسم الخط میں شائع ہوئے۔ مسٹر واٹلی نے مشن پریس جاری کیا۔ پھر پادری ایگل فورڈ نے ترنتارن میں ایک پریس جاری کیا۔ اس پریس میں عیسائی لٹریچر کی بہت سی کتابوں کے ترجمے ٹھیٹ پنجابی میں شائع ہوئے۔ انجیل کا پنجابی میں ترجمہ ہوا اور انگریزی زبان میں پنجابی لغات اور گرامریں انگریزوں نے لکھیں۔ فقیر نور حسین نے محمد شاہ کے زمانے میں بھگوت گیتا کے فارسی ترجمے کو پنجابی میں منتقل کیا۔ اس کے علاوہ عیسائی اور ہندو مذہب کی بے شمار کتابیں پنجابی نثر میں منتقل ہوئیں جو گورمکھی رسم الخط میں ہونے کے سبب سے عام نہ ہو سکیں۔

# شرعیات :-

مذہبیات کا وہ حصّہ جو اسلامی علوم سے وابستہ ہے، شرعیات کے نام سے موسوم ہے۔

سب سے پہلی کتاب جو اِس موضوع پہ ملتی ہے وہ حافظ برخوردار ساکن تخت ہزارہ کا رسالہ جوہل نماز ہے جو ۱۱۷۶ھ کے قریب تالیف ہوا۔ اِس رسالہ میں نماز کے متعلق فقہی مسائل ہیں۔ زبان ٹکسالی ہے اور ادب کی چاشنی بہت کم، جو کہ نثر کی ابتدائی صورت پر دال ہے۔ حافظ برخوردار کے کافی عرصہ بعد کچھ رسالے نثر میں لکھے گئے جو کہ بچوں کے لئے اسلامی تعلیم کی غرض کے لئے تصنیف کئے گئے۔ ان میں سے پکّی روٹی، مٹھی روٹی، مِسّی روٹی خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ یہاں کتابوں کے نام کے ساتھ روٹی کا التزام روٹی کی افادیت کے پیشِ نظر کیا گیا ہے۔ اِن کتابوں کا اندازِ تحریر سوال و جواباً ہے۔ لیکن سوال و جواب کا ڈھنگ نرالا ہے۔ ہر ایک سوال اِس طرح کیا جاتا ہے "جیکو تجھے پنج بنا اسلام دے کیہڑے ہین۔ توآکھ جے۔ کلمہ پڑھنا ہک۔ نماز پڑھنی دو۔ روزے رکھنے ترے۔ زکوٰۃ دینی چار تے حج کرنا پنج"۔ مذہبیات کی تمام کی تمام کتابیں اِسی اسلوب میں لکھی گئی ہیں۔ جیسے دو آدمی با لمشافہ گفتگو کرتے ہیں اور یہ ڈرامائی انداز تحریر مسلمانوں ہی کی اختراع ہے۔

اِن فقہی رسائل سے قطعِ نظر قرآنِ پاک کے بھی متعدد ترجمے پنجابی نثر میں ہوئے جن میں سے عبداللہ چکڑالوی، میاں محمد لکھوی اور میاں محمد چٹھہ والے ترجمے خاص طور پہ مشہور رہیں۔ اِن کے علاوہ عبدالکریم ساکن جھنگ مگھیانہ کی مشہور کتاب

نجات المومنین کی مبسوط شرح پنجابی نثر میں میر سیّد مخدوم ساکن لنگر شریف نے لکھی دریہ پہلی شرح ہے جو پنجابی نثر میں لکھی گئی۔ مخدوم صاحب نے انوارع مولوی عبداللہ کی شرح بھی لکھی ہے لیکن وہ اردو زبان میں ہے۔

## ناول :-

داستان گوئی ہر ملک اور ہر زبان میں قدیم سے چلی آرہی ہے کہ بوڑھی عورتیں اپنے چھوٹے بچوں کو کہانیاں سنایا کرتی تھیں۔ اور انہی بنیادوں پر ناول کی عمارت کھڑی کی گئی۔ جن میں مغربی ادب کے زیر اثر بعض فنی خصوصیات بھی آگئیں جو ہماری قدیم داستانوں میں نہ تھیں۔

ناول ایک طویل داستان کو کہتے ہیں جس میں کسی ملک یا خاندان کی پوری معاشرتی زندگی دکھائی جاتی ہے۔ ان ناولوں سے کئی مذہبی، اخلاقی، سماجی، سیاسی اور رومانی کام لیے گئے اور انہیں انہی حصص میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تاریخی لحاظ سے ناول کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

**پہلا دور :-** اس دور میں سب سے پہلے ناول نگار بھائی ویر سنگھ امرت سری ہیں جن کا زمانہ حیات ۱۸۷۲ء سے ۱۹۵۷ء تک بتایا جاتا ہے۔ ان کے چار ناول سندری۔ بجے سنگھ۔ ستونت کور۔ اور بابا نودھ سنگھ مشہور ہیں۔ پہلے تین ناول مذہبی اور تاریخی قسم ہیں اور بابا نودھ سنگھ اس سماج کا اصلاحی ناول ہے۔

**چرن سنگھ شہید :-** ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۵۷ء میں وفات پائی۔ ان کے ناول رکھیت کور اور دلیر کور نیم تاریخی قسم کے ناول ہیں۔ ان کے علاوہ شرابی۔ چنچل مورتیاں۔ دو وہٹیاں۔ ڈاکٹر دی ڈائری مشہور ناول ہیں۔ ان کی ناول نگاری

کا خاصہ یہ ہے کہ یہ حقیقت نگاری کے شیدائی ہیں اور اپنے اردگرد کا ماحول ان کے پیشِ نظر رہتا ہے۔

**موہن سنگھ وید:۔** موہن سنگھ وید کے ناول اک سکھ گھرانہ۔ سرلیشت کلاں دی چال۔ سکھی پروار۔ دلنتی پیار مشہور ہیں۔ ان میں یورپی تہذیب کی برائیاں اور سکھی مذہبی خیالات کے تاثرات پائے جاتے ہیں۔

**ماسٹر تارا سنگھ اور نرندر سنگھ نے** مشترکہ طور پر پریم کنی۔ تیغا سنگھ پریم لگن تھے۔ جن میں سے قومی بیداری کا سبق ملتا ہے۔ اور مُردہ ردھیں بیدار ہوتی ہیں۔ اِس موضوع پر سب سے پہلے انہی لوگوں کے ناول ملتے ہیں۔

**دوسرا دور:۔** دوسرے دور میں نانک سنگھ۔ ایشور چندر نندا۔ گوربخش سنگھ۔ جوشوا فضل دین اور میراں بخش منہاس کا نام سرِفہرست ہے۔ ان ناول نگاروں نے سکھی سماج سے نکل کر سارے سماج کو اپنایا جس میں عام لوگوں کے دُکھ درد چھپے گئے اور مذہبی راہنماؤں کی خامیاں بیان کی گئیں۔ اور انگریزی پالیسی اور ہندو مسلم نفاق کی تردید کی گئی ہے۔

**نانک سنگھ نے** چٹا لہو۔ ادھ کھڑیا پھل۔ کُڑی دینا۔ اگ دی کھیڈ۔ آدم خور وغیرہ پینتیس ناول لکھے ہیں جن میں اُس نے محولہ بالا خیالات کو خوب اُجاگر کیا ہے۔ اور ہر کہانی میں اپنے موضوع کو خوب بیان کیا ہے لیکن جدّت پیدا نہیں کی نانک سنگھ کے ناولوں کا اُردو کے مشہور ناول نگار ایم۔ اسلم سے اچھی طرح مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

**ایشور چندر نندا:۔** آپ نے مرادا دریتج کور دو ناول لکھے ہیں۔ یہ حقیقت

میں ڈراما نویسی ہے۔ ناول نویس اتنا اچھا نہیں اور نہ ہی نانک سنگھ کی کہانیوں جیسی خوبی اس کے پاس موجود ہے۔

ہرنجش سنگھ نے شکنتلا کے نام ایک ایسا ناول لکھا جس میں اس دور کے تمام سیاسی رجحانات کو آزادی کی لہر میں سمویا ہے۔

**چوتھا فضل دین۔** پنجابی زبان کی خدمت، مذہبی فریضہ سمجھ کر کرتے ہیں انہوں نے پتی وتا کملا، ۱۹۲۳ء میں، پربھا ۱۹۴۶ء میں، برکتے ۱۹۵۲ء اور ایک اور ناول مُنڈے دا اُل، لکھے جو سب کے سب پسندیدہ ہیں۔

**میراں بخش منہاس** پہلے مسلمان ناول نگار ہیں جنہوں نے پنجابی میں ایک ناول "جٹ دی کرتوت" عرف "نواب خاں" لکھا جس میں دیہاتی زندگی کی جھلک دکھائی گئی ہے۔

**تیسرا دور:** یہ دور سنت سنگھ سیکھوں، سریندر سنگھ نرولا اور کرتار سنگھ دُگل پر مشتمل ہے۔ اس دور میں ناول پرانی مذہبی اور سماجی رٹ سے ہٹ کر ذرا وسیع ماحول میں نظر آتا ہے جس کے تقاضے پہلے سے بہت وسیع ہیں۔ اس موضوع کا سب سے بہتر نمونہ سنت سنگھ سیکھوں کا "لہو مٹی" ہے۔ سنت سنگھ نے چرن سنگھ شہید کی حقیقت نگاری اور نانک سنگھ کی خوبی کو آسمان تک پہنچایا ہے۔

**سریندر سنگھ نرولا:** سریندر سنگھ نرولا کے ناول پیو پتر۔ اپنے پرائے جگرا تا۔ دل دریا۔ رنگ محل۔ لوک دشمن۔ نیلی بار۔ دین دنیا۔ جگ بیتی بہت مشہور ہیں۔ سریندر نرولا بھی مارکسزم سے اسی طرح متاثر ہے جس طرح سنت سنگھ، لیکن اس کی حقیقت نگاری دوسرے ناول نگاروں سے علیحدہ قسم کی ہے۔ اس

نے اپنے ناولوں میں لوگوں کو دوست و دشمن کی پہچان بتائی ہے۔

کرتار سنگھ دُگل :۔ کرتار سنگھ دُگل کے دو ناول آندراں۔ نُوہنہ تے ماں مشہور ہیں۔ ان میں جنسیاتی رنگ زیادہ نمایاں ہے۔ اس کے ناولوں کا مقابلہ عصمت چغتائی اور سعادت حسن منٹو سے بآسانی کیا جا سکتا ہے۔

چوتھا دور :۔ اس دور کے ناول نگار جسونت سنگھ کنول۔ نریندر پال سنگھ امرتا پریتم۔ سرجیت سنگھ سیٹھی۔ عبدالمجید بھٹی اور انفضل احسن ہیں۔ ان ناول نگاروں نے ناول میں جدت پیدا کی ہے اور پرانے ناولوں کی طرح ایک ہی موضوع کو مدِ نظر نہیں رکھا بلکہ ناول میں تاریخی اور سماجی حالات بتاتے ہیں۔ ان کے سامنے زندگی ایک اتھاہ سمندر ہے، جس میں طرح طرح کی موجیں اٹھتی ہیں ان کے ناول تقسیم ہند و پاکستان سے بھی متاثر ہیں۔

جسونت سنگھ کنول :۔ کے ناول پاپی۔ پورن ماشی۔ رات باقی ہے۔ روپ دھارا، مسیح نوں پھانسی۔ رومان کا رنگ نمایاں ہوتا ہے اور کہانی سیدھی سادی۔

کرنل نریندر پال سنگھ :۔ کے ناول ملاح۔ سیناپتی۔ انتالی ورھے۔ بھتہ اک راہ۔ والوں نکی۔ کھنڈیوں تکھی۔ اک پڑا۔ شکتی تیرہا جال۔ امن دے راہ۔ بت مارگ جانا ہیں۔ نریندر پال سنگھ کے سوائے ایک دو ناولوں کے باقی تمام ناول تاریخی نوعیت کے ہیں جن میں فوجی زندگی کا رنگ نمایاں ہے۔ ان کا سب سے بہتر ناول "امن دے راہ" ہے جس میں انہوں نے جنگ کے خلاف نعرہ بلند کیا۔ ان کے ناولوں میں حسبِ دستور تاریخ نویسوں کے اپنے ہیرو کی سب سے

زیادہ تعریف اور اُس کی خامیوں سے چشم پوشی ہے۔

**امرتا پریتم** :۔ امرتا پریتم نے ڈاکٹر دیو۔ پنجر۔ آہلنا۔ بُلاوا تیاگ۔ اِک سوال۔ آشو نام کے ناول لکھے ہیں۔ امرتا پریتم بنیادی طور پر شاعرہ ہے اِس لئے اِس کے ناولوں میں شاعرانہ رنگ زیادہ ہے اور زندگی کو خوشگوار رنگ میں دیکھتی ہیں۔

**سرجیت سنگھ سیٹھی** :۔ آپ کے ناول جنتا جاگی۔ ریت دا پہاڑ۔ اک خالی پیالہ۔ شہر دی گل۔ کندھی تے رُکھڑا مشہور ہیں۔ سرجیت سنگھ کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور مشاہدہ بہت گہرا۔ اس کے ناولوں میں طرح طرح کی باتیں ہوتی ہیں اور موضوع کے ہر پہلو کو غور سے دیکھتا ہے۔ ناول دلچسپ اور پُرمزہ ہیں۔

**عبدالمجید بھٹی** :۔ پاکستان میں سب سے پہلا ناول جو شوافضل دین کا برسکتے شائع ہوا۔ اُس کے فوراً بعد عبدالمجید بھٹی کا ناول ٹھیڈا شائع ہوا۔ ٹھیڈا میں شہری زندگی کے موضوعات پر بحث ہے اور ناول نہایت کامیابی سے لکھا گیا ہے جس کا ہر پہلو دلچسپ اور پُرلطف ہے۔ ٹھیڈا کا شمار بہترین ناولوں میں ہے۔

**افضل احسن** :۔ افضل احسن پاکستان میں مشہور ادیب ہیں جنہوں نے پنجابی میں کہانیاں، ڈرامے اور ناول لکھے۔ اِن کی تمام کہانیوں میں بڑا زور اور خلوص ہے۔ اِن کا ناول "دلیا تے دریا" مجید بھٹی کے ناول ٹھیڈا کے مقابلے میں دیہاتی موضوعات کو اجاگر کرتا ہے اور دیہاتی زندگی کی ایک عمدہ اور دلکش تصویر ہے۔

اِن محولہ بالا ناول نگاروں کے علاوہ پاکستان میں نواز۔ الطاف قریشی۔ شوکت چودھری۔ ریاض احمد سلیم اور افضل طاہر ہیں لیکن افسوس ان کے ناول تاحال شائع نہیں ہوئے۔ سلیم خاں گمی کا ناول سانجھ اور منظور انور قریشی کا بولدے پتھر اس موضوع میں اعلیٰ پائے کی چیزیں ہیں۔

ناول کی عمر تاحال کوئی پچاس ساٹھ برس کی ہو گی۔ اتنے عرصہ میں تقریباً پانچسو سے زیادہ ناول لکھے جا چکے ہیں اور لکھے جا رہے ہیں۔ اور یہ رفتار کوئی مایوس کن نہیں۔

آخر میں مشرقی پنجاب میں شائع شدہ ناولوں کی ایک طویل فہرست محترم ملک شہباز صاحب کے شکریہ کے ساتھ درج کی جاتی ہے۔

نانک سنگھ ناولسٹ:۔

(۱) آشک ناشک (۲) ان سیتے زخم (۳) مٹھا موہرا (۴) پریم سنگیت (۵) متریئی ماں (۶) پجاری (۷) چتر کار (۸) آدم خور (۹) جیون سنگرام (۱۰) غریب دی دنیا (۱۱) ٹٹی دنیا (۱۲) دور کنارا (۱۳) کاغذ ان دی بیڑی (۱۴) فولاد دی پھل (۱۵) پوتر پاپی (۱۶) سومن کانتا (۱۷) پاپ دی کھیتی (۱۸) بنجر (۱۹) ناسور (۲۰) منجدھار (۲۱) پیار دی دنیا (۲۲) گنگا جلی وچ شراب (۲۳) دھندلے پرچھانویں (۲۴) سنگم (۲۵) چٹا لہو (۲۶) ادھ کھڑ یا پھل (۲۷) کٹی ہوئی پتنگ (۲۸) رجنی (۲۹) سولاں دی سیج (۳۰) کال چکر (۳۱) چھلاوا (۳۲) پراسچت (۳۳) اگ دی کھیڈ (۳۴) خون دے سوہلے (۳۵) لو میرج (۳۶) اِک میان دو تلوار اں (۳۷) ور نہیں، سراپ۔

## ترلوک سنگھ :۔

(۱) صبر دے گھُٹ (۲) سردارنی سدا کور (۳) گولی چلدی رہی (۴) مہارانی چند کور (۶) مہارانی جنداں (۷) سکھ راج دیاں شاماں (۸) سندر ناری (۹) باغی ناری۔ (۱۰) پریت ادھوائے (۱۱) خون کس کیتا (۱۲) اڈیک وا انت (۱۳) دلیری (۱۴) سماج دے آگو (۱۵) لال قلعے دی قید ان (۱۶) سوہن دی ہٹی (۱۷) جلیانوالہ باغ (۱۸) بہادر شیر کور۔

## سوہن سنگھ

(۱) جنگ یاں امن (۲) دلیے دی لو (۳) وجوگن (۴) انہی سندرتا (۵) پتو نتے قاتل (۶) مُل داماس (۷) دُکھئے ماں پُت (۸) بدلہ۔

موہن سنگھ ایم۔ اے (۱) پینگھ (۲) ناتھک
ساوھو سنگھ سمدرو (۱) جینت گجیل سنگھ
بھائی ویر سنگھ (۱) بابا نودھ سنگھ (۲) بچے سنگھ (۳) دشنت کور (۴) سندری۔
وامودر سنگھ۔ (۱) لوک راج۔
رام سنگھ دت۔ (۱) ندی کنارے
دیوندر ستیارتھی۔ (۱) خوشبو۔
سنت سنگھ سکھیوں۔ (۱) لہو مٹی۔
ہری سنگھ دلبر۔ (۱) ندیاں دے ویہن
گوربخش سنگھ۔ (۱) ان دیا ہی ماں۔
(۲) ماں (ترجمہ)

ہرنیدر کور گریوال (۱) چھڈیا گھر (۲) ونڈیا گھر
گورچرن سنگھ (۱) وگدی سی راوی۔

بلونت گارگی۔ (۱) کنکاریتا۔
ہرنام داس صحرائی۔ (۱) لوگڑھ۔
المیں الیس امول۔ (۱) گلاب (۲) جیون گنجلی
(۳) سیوادار

ہری سنگھ۔ (۱) بانہہ جنہاں دی پکڑیئے۔
جوگندر سنگھ۔ (۱) کملا۔ (۲) کامنی۔
سردھی برجندر سنگھ۔ (۱) خونی (۲) رائے

کیسر سنگھ عاجز۔ (۱) لہر وندھدی گئی
سرنیدر سنگھ کوہلی۔ (۱) پاروں آئے چار بنے
نریندر سنگھ سوچ۔ (۱) ماں (۲) مزدور (ترجمہ)
(۳) چھانٹاں مار (۴) ٹٹدے تارے
(۵) چھالسی (۶) جنت
جمنا داس اختر۔ (۱) پچھی (۲) سبتیارا
پیارا سنگھ داتا (۱) دھوتی لالو لال ۱۹۴۴ء
پرھوتی راج شرما (۱) سمیں دا سنیہاں
میجر اے ایس مان (۱) انوکھا پردیسی۔
جگجیت سنگھ آنند۔ (۱) گنجی دی کہانی۔
(جاپانی توں ترجمہ)
مہندر سنگھ سرنا۔ (۱) کانگاں دے کنڈھے
(۲) پیڑاں ملے راہ
خوشونت سنگھ۔ (۱) پاکستان میل۔
آئریل ہرنام سنگھ (۱) موہن بھرا۔
جوشوا فضل دین (۱) برکتے (۲) کملا
کرتار سنگھ۔ (۱) دکھے (ترجمہ) (۲) قیمی پرانہ
(۳) کرماں دی کھیڈ (۴) ماتا ہری
ڈاکٹر مقتول سنگھ۔ (۱) سترپا موہن۔

بلبیر سنگھ دل۔ (۱) ان چھپت سکھراں
دشیشر ناتھ ایم۔ اے۔ (۱) عورت
(۲) مرد دی دنیا (۳) منڈو۔
کرتار سنگھ سوری (۱) ٹٹیا آہلنا۔
ایم۔ ایس سیٹھی۔ (۱) پرچھاویاں دی کھیڈ (ترجمہ)
پرنسپل سرنجن سنگھ ستر (۱) فوجی (۲) پھڑکدا پنچھی
(۳) روپ دا پجاری۔
موہن سنگھ پریم۔ (۱) دل ٹوٹے ٹوٹے
(۲) نوال جیون۔
گورمکھ سنگھ۔ (۱) گھاہ دیاں پتیاں (ترجمہ)
سردار گورمکھ سنگھ۔ (۱) دھان دا ٹوپہ۔
(ملیالم توں ترجمہ)
بنکم چٹرجی۔ (۱) رجنی۔ (۲) پریم دی دنیا۔
(۳) دیوی چودھرانی (۴) وصیت نامہ
بلونت سنگھ صید۔ (۱) انبھول پنچھی۔
درشن اشیش۔ (۱) بوٹا سنگھ۔
ایس۔ ایس کنول (۱) چوٹ نے چوٹ۔
(۲) خونی ہولیاں (۳) مرتو کرن۔
(۴) لال پنجا۔ (۵) خونی گنگا۔
(۶) رکت منڈل (۷) ٹوٹا ہوا

سرنیدر سنگھ۔ (۱) پیڑاں ملے راہ
(۲) کانزگاں دے کنڈھے
کلدیپ سنگھ۔ ایم۔ اے (۱) راج کماری
آنریبل درشن سنگھ۔ (۱) کپتان دی دھی۔
کرتار سنگھ سچدیو۔ (۱) گمنام کڑی دے خط۔
درشن سنگھ آوارہ۔ (۱) پردیسی سجن آئے۔
جیون سنگھ۔ (۱) مرودال دے ملک
(مختلف زبانوں میں ترجمہ)

سرنیدر جیت برار۔ (۱) دادا نل
جسونت کور ایم۔ اے (۱) بلی دان
ماسٹر تارا سنگھ (۱) پریم لگن (۲) بابا تیغا سنگھ
شرت چندر چیٹرجی۔ (۱) چنچا (۲) دیو داس
(۳) بڑی بی بی۔
سنتوکھ سنگھ دھیر (۱) برہڑہ (۲) پت جھڑ پرانے
گورو نام سنگھ تیر (۱) مسلمان دا لوٹا
حنیف چوہدری۔ (۱) مہندی والے ہتھ۔

## ڈرامہ :۔

ڈرامے کا وجود پنجابی لٹریچر میں اگرچہ انگریزی عہد سے قبل کا ہے لیکن شرق نمایاں ہے کہ پہلے پہل ناٹک عملی طور پر دکھائے جاتے۔ بعض تحریر کی صورت میں بھی آئے لیکن ان کا موضوع راجاؤں مہاراجاؤں، دیوی دیوتاؤں اور مذہبی موضوعات کے اردگرد ہوتا مثلاً رام لیلا۔ کرشن لیلا۔ اسی طرز کے ناٹک ہیں۔ انگریزوں کی آمد سے یورپین اندازِ فکر کے ڈرامے لکھے جانے کا رواج ہوا۔ بھائی ویر سنگھ نے راجا لکھ داتا لکھا جس میں سکھوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا۔ بھائی دت سنگھ نے راج پربودھ لکھا جس میں رعایا اور راجاؤں کے عمدہ اسلوب کا سبق دیا۔ لالہ کرپا رام ساگر نے تاریخی ناٹک "رنجیت سنگھ دی ہیہ ٹوری" ٹھیٹ پنجابی زبان میں لکھا۔ جس میں مزاح کا رنگ نمایاں ہے۔

پروفیسر برج لعل۔ پروفیسر ایشور چند نندا بھی پنجابی کے ڈراما نگار ہیں۔ پورن آدمی
پروفیسر برج لال کے مشہور ڈرامے ہیں۔ سمجھدار اور بلی داد یاہ۔ ایشور چند نندا
کی ڈراما نگاری کی عمدہ مثالیں ہیں۔ باوا بدھ سنگھ نے نارنولی۔ سردار گوربخش سنگھ
نے (پریت لڑی رسالہ ہے) بن بیاہی ماں۔ راجکماری لتیکا پروفیسر گوپال سنگھ
دردی نے رانی چندراں۔ سردار ہرچرن سنگھ نے راجہ پورس۔ کملا کماری۔ دُور دوراڈے
شہزادی۔ جوشوا فضل دین نے پنڈ دے وریام۔ سردار مان سنگھ نے "وکرم اروسی"
ڈاکٹر چرن سنگھ نے شکنتلا اور ایشور چند نندا نے شاموں شاہ کے نام سے ڈرامے
لکھے۔

ایکانکی ناٹک دوسرے ناٹکوں سے پنجابی ادب میں زیادہ مؤثر ثابت ہوئے
جن میں اخلاقی، سماجی اور معاشرتی بدعنوانیوں پر عمدہ طریق سے چوٹ کرنے کے
طرز و طریق موجود ہیں۔ ان ناٹکوں کی زبان نہایت عمدہ اور پُرمزہ ہے۔ مندرجہ ذیل
ایکانکی ناٹک بہت مشہور ہیں۔

پروفیسر سنت سنگھ سیکھوں کا مجموعہ "چھ گھر" سردار بخش سنگھ کا پریم مکٹ، پورب پچھم
سردار ہرچرن سنگھ کا جیون لیلا۔ پریتم سنگھ سفیر کا پنج ناٹک۔

اِن سکھ یا ہندو مصنفین کے علاوہ مندرجہ ذیل مسلمان مصنفین کے مختصر ڈرامے
بعض جرائد میں دیکھنے میں آئے ہیں۔ ان میں صوفی تبسم صاحب پیش پیش ہیں۔ ان کا
دو ناٹک کا ترجمہ نہایت عمدہ ہے۔ سجاد حیدر ایم۔ اے کے ہوا دے ہور کے۔
جھانجھر دے مگر مگر۔ دنجارا میرے ہان دا۔ دل دریا۔ اعلیٰ یا بیہ کی چیزیں ہیں۔ اس
کے علاوہ "شکنتلا" تنویر مرزا کا ڈرامہ "اِک حقیقت دی روشنی"۔ "سلیم خاں گمی" کے "پھل موتے دے"

"چیچی شاہ" محبت خاں سومری اعلیٰ درجے کی چیزیں ہیں۔ مسٹر سلیم خاں گمی ذات کے پٹھان ہیں۔ جین پور تھانہ، دینا نگر تحصیل، ضلع گورداسپور اُن کا اصل وطن ہے۔ اب بارہ منگا، تھانہ کوٹ مینا تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ میں رہائش پذیر ہیں۔ تاریخ پیدائش ۲۹ جون ۱۹۳۲ء ہے۔ آپ متعدد روزناموں کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ آج کل ریڈیو پاکستان راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں۔ شہباز ملک کے تویت۔ دُھواں رولی۔ اُچے نگ۔ لیادر۔ اکّ تے کنّی۔ دنجارے۔ نادردی وارد می تشکیل پنجابی ادب میں اعلیٰ پائے کے ڈرامے ہیں۔

اِس کے علاوہ حسن اعرابی کا ڈھلدے پرچھانویں۔ انور سجاد کا حبال۔ ریاض احمد سلیم کا دلاں دی چانتی۔ نذر قریشی کا چلتر۔ محمد صدیق کا سپیرا موجودہ دور کے ڈراموں کی عمدہ مثالیں ہیں۔ شیخ اقبال سلطان علی کھوسٹ۔ اشفاق احمد بانو قدسیہ۔ نواز۔ رفیع پیرزادہ۔ شہباز ملک۔ آغا اشرف۔ راجہ رسالو۔ منصور قیصر۔ ریاض احمد سلیم کشور نصیر پاکستان کے موجودہ دور میں اچھے ڈرامہ نگار ہیں۔

مشرقی پنجاب (ہندوستان) میں صنف ڈرامہ نگاری کو خاص طور پر ترقی ہوئی تھوڑے عرصہ میں بے شمار ڈرامے لکھے گئے جن کی صرف فہرست ہی ادراق کی کوتاہ دامنی کے پیش نظر شامل کی جاتی ہے۔ یہ فہرست شہباز ملک کی وساطت سے میسر ہوئی۔ جس کے لئے مرتبین ان کے شکر گزار ہیں۔

گورچرن سنگھ:۔ پریت نگر، سمے دی ہوا، راج کمار لتیکا، کودھرے دمی روٹی، سولیرو سے دو ناٹک۔ (ترجمہ)

موہن سنگھ دیوانہ:۔ ایکانکی ڈراما، پنکھڑیاں۔

بلونت گارگی :۔ موہیاکٹ ۔ سل پتھر ۔ سوہنی ۔ گارگی دے ناٹک ۔ سوگند سمیر
(اس ڈرامہ پر انعام حاصل کیا) کنک دی بلی ۔
جسونت کور آہلووالیہ :۔ ریت (ستمبر ۱۹۶۰ء میں اس ڈراما پر انعام ملا)
کرتار سنگھ دگل :۔ منظوم ڈراما اِک ۔ آتم کتھا ۔ تین ناٹک ست ناٹک ۔
پرانیاں ہوتلاں ۔ مٹھا پانی ۔ کوہکن ۔
جابیر سنگھ :۔ اُدھوں ستے ہن ۔ سپنا ٹٹ گیا ست جگ نوں کل جگ ۔ موہ مایا ۔
مہاراجہ رنجیت سنگھ ۔ یوراج ۔ چونویں اک ونگی ۔ سب چور ۔ پھل پھر پھلیے نے ۔
آروند ۔ وکنجارے ۔
گوردیال کھوسلہ :۔ بوہے بیٹھی دھی ، بے گھرے تے ہور ڈراما ۔ مرمٹن والے
نوک انگی ۔
الیس ۔ ایس مول :۔ تپست پون ۔ سردار جسا سنگھ اہلووالیہ ۔ سکے وسے تن رنگ ۔
سنت سنگھ سیکھوں :۔ وارث ۔ تاٹ سنیہے ۔ بابا بوہر منظوم ۔ دیا ہی (منظوم)
تپسیا کیوں کھپیا ۔ سویاں سار نہ کوئی ۔ کلاکار ۔ چوگھر میرے دس اک انگی ۔
نارکی ۔ سندر پدھ ۔ بھودان ۔ واترجمہ ۔ دمیانتی سیالاں دی نٹھی (ترجمہ)
ہرمی سنگھ دھیر :۔ دیش دی خاطر ۔ پھل دار بوٹے ۔
گوربخش سنگھ : پریت لڑی ۔ پریت نگر ۔
نرنجن سنگھ ۔ تن کمانے ۔ چھاؤنے ۔ جاگیردار ۔ قرباں وا اکسارو ۔
جگجیت سنگھ دوہرا :۔ جیون دے موڑ تے ۔ نویں دنیا نویں راہ ۔
کپور سنگھ گھمن :۔ جوڑیاں جگ تھوڑیاں ۔ دو جوتاں دو مورتاں ۔

کنور سنگھ: ذیلدار۔ رب دے رنگ۔ ان ہونی۔ غلط قیمتیاں۔

سمرجیت سنگھ سلیٹھی۔ وس چونوے۔ اک رنگی۔ کافی ہاؤس۔ چلدے پھردے بت۔
کچا گھڑا۔

گوردیال سنگھ بہل:۔ اڈرک پیچ رہے۔ ناری دی جاگ۔ آدمی دی عقل۔ کالجنیٹ۔
رات کٹ گئی۔ کلاتے زندگی۔ نیک۔ کنبدے تھوہر۔ جوڑی۔ اج کل۔
سواد دے ناٹک۔ ساتھی کالجنیٹ جوڑی۔ کنک دا بوہل۔ پیسا۔ لالہ حق۔
نریاں جوتاں۔ جیون۔

پیارا سنگھ پھوگل:۔ دن رات۔ ساڑ۔ دھن پر۔ اج کاج سوا لیے۔

نہال سنگھ رس:۔ جیون پھاوے (ترجمہ)
دنیا وچ پہلی موت۔ بدلی دنیا۔

گوپا سا گر۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ۔

گورو دیو سنگھ مان۔ چاننا راہ دے روڑے۔

میجر مکھن سنگھ:۔ کلا مندر۔

آئی۔ ای۔ تندا:۔ دو گھر۔ چھلکائے۔ لشکارے۔ سوہ دھراں۔

گوربخش پال سنگھ:۔ اشٹ پہر دھان۔

اندر سنگھ چکروتی:۔ پورب، پچھم۔

ہرسرن سنگھ:۔ پھل کملا گئے۔

ہرچرن سنگھ:۔ پونیاں واچن۔ راجپوترس۔ دوش۔ تیرا گھر سویرا گھر۔
بیس اک رنگی۔ ان جوڑ۔ جیون لیلا۔ دور دوراڈے شہر وی۔ سپت ریشں۔

جگرا۔ داس پہ انعام ملا ) گیڑا ۔ سا ہنجھ راز ۔ کھیڈن دے دن چار۔
کملا کماری ۔ میرے چونویں اک رنگی ۔ رتاں نو۔ ہر دے دی خوشبو۔
جوشوا فضل دین :۔ دیہاتی نلوار ۔ ولیدار۔ پنڈ دے دیری ۔
اشفاق احمد :۔ ٹاہلی دے تھلے ۔
سچا سنگھ زخمی :۔ نرودش دوش ۔
اوکار ناتھ :۔ نگری ۔ کل اوہدے ۔
امریک سنگھ :۔ جیون چھپکاں ۔ آساں دے انبار۔ راہاں نے کھیڑتے ۔کم کہ کرم ۔
مان سنگھ :۔ چھ اک انگی ۔ کالیداس دے ناٹک وکرم
ڈاکٹر روشن لال آہوجہ :۔ میرے نو اک انگی ۔ کلاق ۔ وکاش ۔ سہوگ ۔ ہر لیہ رتن
کامنگادی دکھانت ۔ گاہندی ناٹک (دو حصے) نویں کہوں ۔
نرمل پاہندی ۔ سنگار۔ پھلدار بوٹے ۔
غلام نبی بشیر احمد ۔ ڈنمارک دا شہزادہ ۔
گورچرن سنگھ ۔ جبو جا۔ گادھا ۔ شیر بکھا ۔ مکڑی دا جال ۔
سکھراج سنگھ ۔ چندر گپت موریا
ہرنجھن سنگھ ۔ ٹیگور ڈرامے ۔ (ترجمے)

# کہانی :-

کہانی یا گلپ :- گلپ ایک ہندی کا لفظ ہے جو بنگالی زبان سے لیا گیا ہے انگریزی میں اسے RT STORY کہتے ہیں۔ یہ پہلے پہل بنگالی میں لکھی گئی۔ بنگالی سے ہندی میں آئی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کہانیاں یا داستان ہائے کوتاہ انگریزی سے ہندی سے پنجابی میں منتقل ہوئیں۔ لیکن ہمیں اس سے اختلاف ہے۔ داستان طرازی ایک ملک اور ہر ایک زبان کا محبوب مشغلہ ہے۔ پنجاب میں خاص طور پر قدیم الایام سے بوڑھی عورتیں اپنے بچوں کو کہانیاں سنایا کرتی تھیں جو ان کی تعلیم و تربیت میں ممد و معاون ہوتیں۔ ہمارے ملک میں فارسی کا اثر بہت نمایاں ہے۔ سعدی کی گلستان اور بوستان، کلیلہ و دمنہ۔ انوار سہیلی انہی داستانوں کے عمدہ مجموعے ہیں جو سالہا سال سے ہمارے اسلامی مدارس میں درساً پڑھائے جاتے رہے۔ کہانیوں کا دوسرا دور انگریزی عہد میں شروع ہوتا ہے۔ انگریزی میں مشہور کہانی کار اڈگر ایلن پو۔ سمرسٹ ماہام اور موپساں اس موضوع کے لیے خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

پنجابی میں تقسیم ہند و پاکستان سے پہلے ہمارے محترم دوست رشید احمد صاحب بی۔ اے شیشیانوالہ گیٹ گجرات نے تین افسانے لکھے میرے نزدیک افسانہ اور کہانی کی ابتدا ان سے ہوتی ہے۔ یہ افسانے ماہنامہ "پنجابی" لاہور میں شائع ہو چکے ہیں اور سکھ صاحبان نے ناول اور ناٹک کے بعد ان کو اپنانا شروع کیا۔ سب سے پہلے نانک سنگھ ناولسٹ نے سدھراں دے ہار۔ سنجواں دے ہار۔ بدھے ہوئے پھل سفنیاں دی قبر۔ سنہری جلد۔ ٹھنڈیاں چھاواں۔ تصویر دے دو پاسے (ترجمہ)

وغیرہ کتابیں لکھیں۔ سردار گوبخش سنگھ نے پریت کہانیاں۔ انوکھے تے اکلاپے نام کے دو مجموعے شائع کئے۔ ان کے بعد اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا۔ جوشوا فضل دین نے اوبی افسانے، سنت سنگھ سیکھوں نے سماچار، پروفیسر موہن سنگھ نے نکی نکی واشنا۔ سجان سنگھ نے دکھ سکھ کے نام سے کتابیں لکھیں۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر اور بہت کچھ لکھا گیا۔ ان میں مندرجہ ذیل احباب کی مندرجہ ذیل کہانیاں اعلیٰ جرائد میں دیکھی جاتی ہیں:۔

شمس لنحان۔ چیت چور۔ اوس — حنیف باوا، ٹہنی اُنگلا پھل۔ ڈما۔ چانن۔

اصغر سرحدی: نویں منزل دا راہی۔ — سکھدی حیاتی۔ الہڑاں سدھراں۔

ماجد صدیقی: دو بیڑیاں دا ملاح۔ گناہ — ڈوہنگھیاں جڑھاں۔ جفاکشی۔

گلگن نعمانی: آس۔ کملی ہوش۔ — کرن ایں توں بوہا کھڑکاندی۔

عبدالحمید آمر: چیتا۔ بے زبان پیار۔ — مقصود اختر: غیرت

اعجاز بھٹی: اڈیک — امتیاد خانم: ہونی دا ڈنگ۔

نجیب سلم: قربانی — مراتب علی اختر: تتے اتھرو۔

سلیم چودھری: کون ولاں دیاں جانے — منصور قیصر: رات دی گل۔

لطیف منہاس: مسٹر لطیف منہاس بی۔ اے ایل ایل بی۔ ولد چودھری محمد یوسف منہاس لائل پور وکالت کرتے ہیں۔ پنجابی ادب کے زبردست ادیب ہیں کہانی خوب لکھتے ہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل کہانیاں مشہور رہیں:۔

سجرا پیار۔ موجو چودھری۔ وان۔ شیرا۔ موت دا لاڈا۔ کچیاں کلیاں۔ کچیاں کندھاں۔ شوکت چودھری۔ دیوتا۔ پل دے اُتے۔ منگتی۔

صادق قریشی ایم اے : چودھری شیر علی　　شبنم عابد علی : دُرّانی
سمیع اللہ قریشی : جرار دے ٹانڈے　　انور سجاد : لمیاں واٹاں
محمد آصف خاں - دو چھڑے - ساؤن دی پہلی جھڑی -
محمد نواز : ان کی کہانیوں کا مجموعہ "ڈوہنگیاں شاماں" شائع ہو چکا ہے جو کہ نہایت پسندیدہ ہے۔

شہباز ملک : پیار دا پھٹ ، اُلیلاں ، آپ مہاریاں ، سرمئی سرگھٹا ۔ کھلیں پیا ویر ۔ آتم گھاٹ ۔ میٹھی چُوہنڈی ۔

افضل پرویز : میں امانت را بخھ دی ۔　　رحمان مرزا : انہیریاں راتاں ۔
جی این پرویز : دو کلیاں　　مجید بھٹی : جوانی دے پیر ۔
چودھری محمد اکرم : کالے بدل　　ظہور احمد ظہور : ہانناں ۔
محمد ممتاز لیاقت : راج ۔　　طاہر پرویز : یاد ۔
امین کشمیری : بھرا دی سفارش　　ریحان قیوم : جنگ ۔
حنیف چودھری : کچ دی گڈی　　افضل طاہر : اُڈیکاں دی رات ۔
نظام دین توکلی : اہلکاں دی پنڈ ۔ کچھی ۔　　صفدر کمال : خوشیاں دے بلاوے ۔
مرتضیٰ نقوی : میرا لنگوٹیا ۔　　امرتا پریتم : چھمک چھمکو ۔
ترلوک منصور : لوک راج ۔　　کل دیپ : ہمس ۔
کرتار سنگھ دُگل : چاننی رات دا اِک دُکھانیتا　　جگدیش ورک : مانواں دھیاں ۔
سرینڈر نرولا : تُوت پک گئے نیں ۔　　اپندر ناتھ اشک : گیانی
سلیم خاں گمی : دل والا ، موم دا پتھر ، سپ دیوا تے مٹیار ، اسارو ، غسل دین ۔

سُندر سنگھ : کوش مہاراج — راجندر کور . پارٹی ۔
پیارا سنگھ : کاکے دا جنم ۔ — مہندر سرنا : ترکالاں ۔
دلیپ کور : ماں ۔ — ایلن کور : دلیہ تا کہ آدمی ۔

اِن کے علاوہ محمد آصف خاں، محمد عظیم بھٹی اور شہباز ملک صاحبان نے "اجو کی کہانی" کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا ہے جس میں ماہر فنکاروں کی عمدہ کہانیاں انتخاب کر کے درج کی گئی ہیں ۔

مشرقی پنجاب میں اِس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس کی یہ فہرست محترم دوست شہباز ملک کی وساطت سے درج کی جاتی ہے ۔

موہن سنگھ : نکی نکی واشنا ۔ — ہرنیندر کور گریوال : ہنجو تے مسکان ،
گورچرن سنگھ : دُنیا تمدن ہری گل : دن تے کریہ — دُدروں نیڑ لیوں ۔
نریندر پال سنگھ : کل تے کامے ۔ — ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ : رنگ تماشے ،
رُوپ لال : دھرکناں ۔ — پرانڈی : دیوندر ستیبی ۔
بلونت گارگی : ڈھلے پہر : پیل دا پتا ۔ — ہرنام داس صحرائی : بہو بزار
کرتار سنگھ دُگل : ڈنگر : پیل پتیاں : سویرسمار : پھل توڑنا منع ہے : لوناں آدمی ۔
اگ کھان والے : میری چونویں کہانی : کرامات : گوبر ج ۔
بلبیر سنگھ : دس چونویاں کہانیاں : کیلے ڈھ کریہ ۔
سنتوکھ سنگھ دھیر : ساجھی کندھ : سٹیاں دی چھاں : سویرہون تک : پنجابی دیاں
لوک کہانیاں : آنند پوری کہانی ۔
کنول جیت سورمی بہ کرناں ۔

دلیپ کور ستیارتھی : مٹی دیاں مورتاں ؛ سونا گاچی ؛ کنگ پوش ؛ دیوتا ڈگ پیا ؛
تن بوہیاں والا گھر۔

ایس۔ ایس۔ امرؔ ل : پریت کہانیاں ؛ وسیلے کویلے ؛ پنجابی لوک رس۔

سنت سنگھ سیکھوں ۔ تیجا پہر ؛ باراں دری ؛ کایں تے یودھے ؛ سماچار۔
ادھی واٹ ؛ بارا سدھاں نوں ندھاں ؛ پنیا۔

کلونت سنگھ ورک : چھاہ ویلا ؛ دوادشی ؛ توڑی دی پنڈ ؛ ایکیں کہم بارک
دودھ دا چھپڑ ؛ دھرتی تے آکاش۔

گورمکھ سنگھ جیت : کالے آدمی ؛ دھرتی سون سنہری۔

ہرنبس سنگھ جوشی : ادھونک کہانیاں ؛ چیکاں۔

تواڑی : بغاوت تے ہور کہانیاں پرنسپل تیجا سنگھ : سمرتیاں۔

ہری سنگھ دلبر ؛ کسی دا پانی ، مسیادے دیوتے ؛ یاداں لاڑیاں ؛ جھکڑ۔
ہونا ؛ کونجاں اڈ چکیاں۔

نوتیج سنگھ ؛ نویں رت ؛ دیس واپسی ؛ باسمتی دی مہک۔

البیلا پنچھی ؛ اداسی اتے ویرانے گیانی برکھا رام اگروال : سنیہاں دی مالا۔

گوربخش سنگھ ؛ بھوکھت دے دکھوالے ؛ چن تارے ؛ عشق جنہاں دی ہڈیں رچیا۔
ریکھاں دی پنڈ ؛ انوکھے تے اکلاپے ؛ پریتاں دی پہرے دار ؛ شبنم۔
بھابھی مینا ؛ میریاں چونویاں کہانیاں ؛ زندگی وارث ہے ؛ آخری سبق
تے ہور کہانیاں ؛ دنیا وفود تے ہور کہانیاں۔ ناگ پریت اجاڑ ؛ پریت کہانیاں
ڈاکٹر گوربخش سنگھ ؛ لشکدے تارے۔ جگت سنگھ ہنس : کت کتاریاں۔

مہندر سنگھ پریت پجاری : ادھورے سپنے　　گلونت فارغ : چاندی وائل
آنند کمار : امر کہانیاں ؛ سدا چار دیاں کہانیاں ؛ منور نجک کہانیاں۔
ہیرا سنگھ : پنجابی سدھراں ؛ آسی دی تند　　ہرنجھن کور : دس سال بعد۔
مہندر سنگھ : نویں سانجھ۔　　اجیت سینی ایم۔ اے : لوناں پوچ۔
جوگندر سنگھ : ون وں دے پھل ؛ منکھ تے رکھ ؛ دوروں نیڑیوں ؛ سنجوتے مسکان۔
کیسر سنگھ عاجز : ولکھ یاں سدھراں۔　　بلبیر سنگھ موجی : مسالے والہ گھوڑا۔
سجان سنگھ : سب رنگ ؛ دکھ سکھ ؛ دکھ سکھ دے بچھوں ؛ نواں سنگ ؛ منکھ تے پشو۔
نرکاں دے دیوتے۔　　ہردیال سنگھ : چھتے دوالے۔
سشیل ممک : اَن گندے ہار۔　　سرندر سنگھ کوہلی : پنجابی دیاں پریت کہانیاں
جوگندر سنگھ شاد : کلیاں تے کنڈے۔　　گورویل سنگھ پنوں : سپنا ٹٹا ؛ امانت۔
دلیپ کور ٹوانہ : پربل ویہن ؛ نوں بھریں سنگارا ؛ سادھنا ؛ زندگی دور نہیں۔
کنڈے ؛ سندھور ؛ تراٹاں ؛ وراگے نین ؛ ویدنا۔
نرنجن سنگھ : سیل پتھر۔　　جے دیو سنگھ بندرا : کھوٹا پیسہ۔
سرجیت سنگھ سیٹھی : مہینوال ؛ کوڑے گھنٹ ؛ سولہ سنگار ؛ انگریز انگریز ہن۔
اینویں ذرا۔　　پرتیم سنگھ پنچھی : ڈاک پتھر۔
گورویال سنگھ پھل : ایہہ کیہہ ؛ سگی پھل ؛ لیراں ؛ ہن دسو ؛ وچھنا
کرتار سنگھ سورہا : گگران مہنگا ہے ؛ پرانا پنجرا ؛ پربھات کرناں ؛ عرش تے فرش۔
پرتیم سنگھ : سپیاں ؛ نویں سویر : ۱۹۵۹ء دیاں چونویاں کہانیاں۔
گیان کور زمان : پنج کلیاں۔　　برکت سنھ : آندراں دا ساک۔

کرپال کور سرُوج : سرد وج کہانیاں۔ پرنسپل سُرجار سنگھ سرا : اکھیں دیکھے، مرلی منوہر۔
اندرا پریمی : دیس پردیس یاں پریت کہانیاں گنگا سنگھ : بیتیاں۔
پیارا سنگھ داتا : مانگوئیں کھنب ۱۹۴۱ء : میری پہلی پریت۔
گوربخش باہلولی : مرم دی کڑی : سمے دے ہانی۔
تیجا سنگھ صابر : لہو چوس : سمرتیاں۔ کنول جیت : دو انھرو۔
پروفیسر پریتم عرشی : گواچی گاں : ۱۹۵۹ء دیاں چونویاں کہانیاں۔
اوتار سنگھ دیپک : دیوا بلدا رہیا : جادو دا کنول۔
میجر اے۔ ایس مان : دُوجا سنسار لوچن سنگھ بخشی : دتے سراپ : پاپ پُن توں پرے۔
گورمکھ سنگھ مسافر : آہلنے دے بوٹ : سب بھجا : وکھری دنیا : سستا تماشا : گٹار :
چونویاں کہانیاں۔
ایس۔ ایس بے انت سنگھ : ہمدیاں کھیڈ دیاں۔
مہندر سنگھ جوشی : توتاں تے تریتیاں : پریتاں دے پرچھانویں۔
اندر سنگھ چکردتی : ستنا جا۔ پروفیسر بیر سنگھ : ملک ماہی وادے۔
ترلوک منصور : موسم خراب ہے : اوھوی کہانی۔ ہرکشن سنگھ : نویں موڑ نویں راہ۔
اوپندر ناتھ اشک : وا ورولے۔ صوبہ سنگھ : اگ تے پانی۔
موہن سنگھ جوش : آزادی دے پروانے : بنگالی ساہت دی ونگی۔
ولیس۔ ایس۔ ندھاوا : پریت کہانیاں مبارک سنگھ : ایہ ہے ٹھاں۔ نواں جیون۔
مکرم سنگھ گنگا والہ : سیٹھ روڑا تے رب۔ ہکایاں۔ ناگ پریت اجاد : پریت
ہرچرن سنگھ : سیپیاں۔ نویں ہارے۔ جگت سنگھ ہنس : کُت کناریاں۔

سورج سنگھ اپل : ڈھینڈے منارے ؛ بھرا بھرا وال دے۔
امرتا پریتم : آخری خط ؛ گوجھ دیاں پریاں ؛ چانن دا ہوکا۔
امرجیت کور : دلاں دے نیڑے نیڑے۔ لال سنگھ نرمل : گھنڈ دے اوہلے۔
مہندر سنگھ سرنا : چھویاں دی رت ؛ سگناں بھری سویر ؛ سپنیاں دی سیاں۔
پتھر دے آدمی ؛ وکھلی دے دلکنی۔
ہرنجن سنگھ : ٹھکے پتھر۔ خشونت سنگھ : مان وچ کیہ پیا ہے۔
سریندر سنگھ نرولا۔ ایم۔ اے : روپ دے پرچھانویں ؛ لوگ پرلوک ؛ جنجال۔
سکھدیو مادلپوری : زری دا ٹوٹا۔ بلونت سنگھ صید : منگیتر۔
بلونت سنگھ : آہنڈھ گوا ہنڈھ۔ نواز : ڈوہنگھیاں شاماں۔
جوشوا فضل الدین : ادبی افسانے ؛ اخلاقی کہانیاں ؛ منڈے دا ئل ؛ پربھا۔
پنڈ دے ویری۔
بلبیر دھالوں : دل ہی تاں سی۔ کے ایس پارس : ۔ ٹٹے دل۔
دنجارا بیدی : پنجاب دیاں لوک کہانیاں ؛ پنجاب دیاں جنور کہانیاں۔
رام کرشن لسبی پوری : مٹی دیاں مورتاں۔ پیارا سنگھ پدم : آزادی۔
سرجیت سرنا : تیں کی درونہ آیا۔ سکھ پال سنگھ : اک سی چڑی۔
نورنگ سنگھ : مرزے دی جوں ؛ بوہا کھل گیا ؛ انہا کھوہ۔
گورنجن سنگھ : اگ دی کہانی۔ راج بیدی : سازتے پائل۔
دھرجن سنگھ : سپیاں ؛ نویں سویر۔ بوٹا سنگھ : لوچیارے دی۔
گیان کور نرمان : پنج کلیاں۔ برکت سنگھ آنند : اپکار ورشن ؛ نرنکاری جوتان۔

پاندھی : منگھتا روندی ہی : اک سڑک دا جنم ۔

جسونت سنگھ : کھوٹا کھیسا۔ سکھبیر سنگھ : ڈبدا چڑھدا سورج ۔

پروفیسر وریام سنگھ : اِک سی راجہ ۔ اِلیس الیس کنول : بکھڑا پینڈا ۔

جسونت سنگھ کنول : زندگی ڈور نہیں ، کنڈھے سندھور ، بھاونا ، روپ دے راکھے ۔

رنجیت سنگھ چیتر تھ : رنجیت کہانیاں ، دس دوار ، سورنگ وچوں ، سردارنی ۔

ترلوک سنگھ : سندر تاوی دیوی ، انمول کہانیاں ۔

سوہن سنگھ سیتل : جاگدے سپنے ، قدراں بدل گیاں ۔

سیجا سنگھ ہمدرد : دل بول پیا ۔ کلدیپ سنگھ ایم ۔ اے : نوین پنجابی کہانیاں ۔

سردار جسونت سنگھ دوست : اج دی کہانی ۔

ابھے سنگھ : چمبے دیاں کلیاں ۔

امر سنگھ : تیرتھ ، سپ تے ساگر ۔

دیوندر سنگھ ایم ۔ اے : گیت تے پتھر ، دو کنارے ۔

## مقالے:۔

مقالے یا مضامین کا انگریزی عہد سے قبل کوئی وجود نہیں تھا۔ پنجابی ادب میں یہ انگریزی اور اُردو سے براہِ راست داخل ہوئے۔ جب سے پنجابی اخبار و جرائد کا سلسلہ شروع ہوا اچھے اچھے مصنفین علمی، ادبی، مذہبی اور سیاسی مقالے لکھنے لگے۔

قاضی فضل حق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور، ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کے مضامین پنجابی موضوع پر خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

موجودہ دور میں روزنامہ امروز۔ پنج دریا۔ پنجابی ادب میں اعلیٰ پایہ کے مقالہ نگار مقالے لکھ رہے ہیں۔ آئے دن ریڈیو اسٹیشن لاہور اور راولپنڈی سے بھی پنجابی میں عمدہ مقالے اور مضامین نشر ہوتے ہیں۔ بعض ادبی جرائد میں مندرجہ ذیل احباب کے مقالے یا مضامین دیکھنے میں آئے ہیں، جو اس موضوع کی زینت ہیں۔ شریف کنجاہی کی کتاب جھاتیاں اور شہباز ملک کی "چاننی" اس موضوع کی مستقل کتابیں ہیں۔

عبدالمجید سالک:۔ وڈیریاں دے پچ۔ بے حیاواں کجریاں سالوں پنجابی بولی تے فخر اے۔ اردو دا نواں دور۔ ان کی کتاب "پنجابی تے سالک" حال ہی میں لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

نواب زادہ مہدی علی خاں:۔ شیکسپیئر دی انگریزی تے ساڈی پنجابی۔

جوشوا فضل دین:۔ بہشت دی تصویر۔

عبدالسلام خورشید:۔ پنجاب دی تاریخ تے ادب۔

مرزا مقبول بیگ بدخشانی۔ ایم۔ اے۔ ہاشم شاہ۔

شہباز ملک: شرف اک لوکائی کوی۔ پنجابی دا راں وچ منظر کاری۔

نذر فاطمہ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی :۔ جنت داخل۔

نم ۔ نیچ راناء۔ اقبال سے تصوف۔ بلھے شاہ اک آفاقی شاعر۔ خون دا بھل بھلیاں۔

محمد نعیم :۔ پنجابی شاعری دچ تصوف۔

ڈاکٹر نذیر احمد :۔ بلھے شاہ دا تصوف۔

ڈاکٹر وحید قریشی :۔ سسی پنوں۔ پنجابی املا تے معیاری لکھت۔

نور کشمیری :۔ شہد بدا حافظ برخوردار۔

یمین الحق فرید کوٹی :۔ اصلی نام فضل الٰہی ریاست فرید کوٹ کے باشندے رموجودہ رہائش لودیوالہ ضلع ملتان ہے۔ پنجابی تے یونانی زبان دا اثر۔ پنجابی زبان دیاں جڑھاں۔

اختر احسن :۔ پنجابی املا۔

محمد عالم کپورتھلوی :۔ پنجابی املا۔ وارث شاہ دا عشق۔ رمل نال تخرم دا علم۔ جہالت دا علاج۔

سردار محمد :۔ اختر لاہوری۔ سودن چور دا اک دن سعد دا۔ پیر فضل گجراتی پنجابی املا۔

راجہ رسالو :۔ جشن فرید۔

اصلی نام محمد صادق عاجز۔ ضلع شیخوپورہ کے باشندے ہیں۔ پنجابی ادب سے خاص لگاؤ ہے۔ موجودہ دور کے موقر جرائد میں آپ کے نگارشات اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ پنجابی ادب کی سرپرستی میں خاص مقام رکھتے ہیں۔

غلام یعقوب انور : نانواں دی کہانی۔ الیشیا دی چانن۔ ہاسے بکھیڑے۔ تخیل گھر۔

بیداری دے سُفنے۔

محمد آصف خاں :۔ داراں دے پاتہ۔ علاقائی زباناں دی کانفرنس۔ پنجابی املا۔
ساڈا ادبی ورثہ۔ کجھ ناول دے بارے۔

سلیم الرحمٰن :۔ مادھو لال حسین۔

گوبند سنگھ لانبھا :۔ کجھ دمودر بارے۔

ظہور نذر۔ خواجہ فرید دا اصلی روپ۔

مرزا مراد پرویز۔ نویں تقاضے نویں رستے۔

نصیر اے انور۔ اقبال تے جمہوریت۔

میاں اخلاق احمد۔ پنجابی زبان دے ادب تے تاریخ دل جھات۔

احمد حسین احمد۔ عیدی نے عبداللہ لاہوری۔

شفقت تنویر مرزا۔ ماہ نامہ پنجابی ادب لاہور میں ایک مستقل عنوان۔ سدھ سرُ پیے لکھتے ہیں۔

اِس موضوع کا ذوق روز بروز بڑھ رہا ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ ادیب اپنے کمالات دکھانے میں مصروف ہیں۔

سرجیت سیٹھی نے "پنجابی ناول" لکھے۔

محمد سرور نے "پنجابی ادب" اُردو زبان اور اُردو رسم الخط لکھی جس کو ادارہ مطبوعات پاکستان کراچی نے شائع کیا۔

عبدالغفور قریشی نے "پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ" "پنجابی زبان اور اردو رسم الخط میں لکھی، جو لاہور سے شائع ہوئی۔ اب افسانوں اور ڈراموں کے دو انتخاب مرتب کیے ہیں۔

فقیر محمد فقیر نے دو جلدوں میں پہلے پنجابی زبان اور اردو رسم الخط میں لکھی۔

منشی مولا بخش کشتہ نے "پنجابی شاعراں دا تذکرہ" پنجابی زبان اور اردو رسم الخط میں لکھا۔

سلطان محمود صاحب نے "پنجابی شہ پارے" اردو زبان اور اردو رسم الخط میں لکھے۔

راقم قریشی احمد حسین احمد نے "تاریخ ادب پنجابی" ایک مبسوط کتاب اردو زبان اور اردو رسم الخط میں لکھی جو تاحال شائع نہیں ہوئی۔ اس میں زبان کا تاریخی پس منظر رسم الخط کا مسئلہ اصنافِ سخن شروع سے لے کر آج تک کے شعراء کے حالات مع نمونہ ہائے کلام نثر میں ناول۔ افسانہ۔ ڈرامہ۔ تاریخ و تنقید اخبار و جرائد کے موضوع پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

"پنجابی ادبی تذکریاں" تے اِک تنقیدی نظر کے نام پنجابی اور اردو ہر دو زبانوں میں راقم قریشی احمد حسین احمد نے ایک طویل مقالہ لکھا جو پنجابی ادب کے خاص نمبر کی صورت میں شائع ہوا۔ اِس کتاب میں تمام مطبوعہ کتابوں کی تحقیقی اور تاریخی غلطیاں باحوالہ بیان کی گئی ہیں۔ مقالے کی زبان پنجابی اور رسم الخط اردو ہے۔
(اس مقالے کی تحریر پر پاکستان رائٹرز گلڈ نے انعام دیا ہے)

حال ہی میں راقم قریشی احمد حسین احمد کا ایک تنقیدی اور تحقیقی مضمون "عبدی نے عبداللہ لاہوری" کے عنوان سے ماہنامہ پنجابی ادب میں شائع ہوا جبکہ ڈاکٹر عبدالغفور قریشی کی کتاب پر پنجابی زبان و ادب سے تاریخ پر تبصرہ تین اقساط میں ہفتہ وار چٹان میں شائع ہوا۔

میاں اخلاق احمد صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل کا ایک تنقیدی مضمون "پنجابی زبان دے ادب تے تاریخ دا ل جھات" کے عنوان سے ماہنامہ پنج دریا لاہور میں شائع ہوا۔ ان کے علاوہ مزید کوششیں بھی جاری ہیں۔

ان کے علاوہ تاریخ و تنقید کے موضوع پر کام کرنے والوں کی ایک مبسوط فہرست شہباز ملک صاحب نے ترتیب دی ہے بشکریہ کے ساتھ شامل کتاب ہذا کی جاتی ہے۔

موہن سنگھ اگدپدرچنا: جتیندر ساہتیا سرور۔

گورچرن سنگھ: موہن سنگھ تے اوہدی کوی: پنجابی بولی دا وکاش: ساہت پرچول۔

پنجابی گلپ کار: پنجابی ناٹک کار: ورتمان پنجابی وارتک ملکاری (پروفیسر سرندر سنگھ جوہر سنے مل کر لکھی)

پروفیسر پریم پرکاش سنگھ: پنجابی بولی دا نکاس وکاش: پنجابی کوی دی کلا پکھ۔

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ:۔ بلھے شاہ: کبیر تے بھگتی لہر: انگریزی نیلی دھارا صوفیاں دا کلام: پنجابی ادب دی مختصر تاریخ: آدھنک پنجابی کوتا

(A HISTORY OF PUNJABI LITRATURE)

پنجابی بھاکھا تے چند ابندی۔

بلونت گارگی : رنگ منچ (ہندوستانی ڈرامہ پر لکھی کتاب یہ امریکہ میں بھی ترجمہ ہو کر
چھپی ہوئی ہے۔ گارگی کو امریکہ کے دورے کی پیش کش بھی ہوئی۔ گارگی نے
یہ دورہ کیا۔ کتاب کی قیمت بھارت میں ۲۴ روپے ہے۔)

ہیرا سنگھ دکھ : پنجابی سابت دا اتہاس۔ بلبیر سنگھ : موہن سنگھ دی کوی کلا۔
ایس ایس امول : پنجابی لکھن کلا، پراتن پنجابی کاوکاس، کوی ادھن۔
سلنت سنگھ سکھیون : سرسدھ پنجابی کوی، ساہتارتھ۔
بابا بدھ سنگھ : پریم کہانی، پیہا بول، کوئل کوک، ہنس چوک۔
گوربخش سنگھ جیت : امرتا پریتم دی کوی کلا، سمکالی پنجابی کہانی۔
ہربنس سنگھ جوشی : بھائی ویر سنگھ تے اوہناں دی رچنا۔
پرنسپل تیجا سنگھ : پنجابی کویں لکھیے، ساہت درشن، شبد انک لکھاں تے ماترا ں۔
شبدارتھ، نویاں سوچاں۔
گوربخش سنگھ : میرے جھروکے وچوں۔ بلبیر سنگھ دِل : پنجابی کہانی دا دکاش۔
بلونت سنگھ : پستک کلا دا پربودھ۔ محمد لطیف : پنجابی دا اتہاس۔
پروفیسر مشیر سنگھ : بارودے ڈھولے۔ آتر سنگھ، کاوادھیان، درشٹی کون۔
سرسندر سنگھ کوہلی : پنجابی ساہت دا اتہاس، پنجابی ساہت دستوتے بنتر،
پروفیسر پورن سنگھ : لالہ کرپال ساگر تے اوس دی کوتا، پنجابی ساہت بارے۔
آزاد : پنجابی ساہت دے اسیرے۔ گورچرن سنگھ طالب : اڈھونک دا تک سکھاری۔
پال سنگھ : پنجابی کلا النکار۔ وشیشر ناتھ ایم۔اے۔ ساہتک لیکھ۔
ڈاکٹر ہرت سنگھ : ساڈا ادیس۔ ہربال سنگھ : ساہتک سکھیا۔

ڈاکٹر ہرنام سنگھ شان: اسرا پنجاب، سستی ہاشم، چھٹیاں دی وار (ایڈیٹ)
سرجیت سنگھ سیٹھی: کوی چاترک، پنجابی ناول، ناٹک کلا بارے۔
پیارا سنگھ: پنجابی کوتا پروفیسراتے وکاش۔ کرتار سنگھ سوری: ساہت درپن۔
پیارا سنگھ بھوگل: ساہت دی روپ ریکھا، پنجابی کوتا دے سو سال۔
پریتم سنگھ: سکھاں دے راج دی وتھیار، ہاشم بارے۔
دریام سنگھ: وناوی کہانی، بھارت دی کہانی، پرسدھ ہندوستانی، دشوں بھتا دا اتہاس
ستبیر سنگھ: ساڈا اتہاس۔ ہرچرن سنگھ: پنجابی ساہت دا اتہاس (جیبی)
سوندر سنگھ اپل: پنجابی کہانی کار۔ گنڈا سنگھ: پنجاب اتے انگریزاں دا قبضہ۔
ڈاکٹر گوپال سنگھ: پنجابی ساہت دا اتہاس، ساہت دی ریکھ۔
امرتا پریتم: پنجابی ساہت (ادب)، داوکاش۔
سرندر سنگھ نروا۔ ایم اے: ساڈا اتہاس، پنجابی ساہت دا اتہاس، پروفیسر
پورن سنگھ، ساڈے ناول کار۔ پنجابی ساہت دی جان پچھان، بھائی ویر سنگھ ساہت سمارچار۔
ڈاکٹر فقیر محمد فقیر: مہکدے پھل۔ محمد سرور: پنجابی ادب (اردو میں تاریخ)
پیارا سنگھ پدم: ہندوستانی ملکہ، پرسدھ ہندوستانی کوتا، پرسدھ پنجابی کوی،
ہاشم رچنا ولی، پنجابی بولی دا اتہاس، پرسدھ ہندوستانی کوی۔
عبدالغفور قریشی: پنجابی زبان ادب تے تاریخ۔ پنجابی ادبی اکیڈمی: سالک تے پنجابی۔
ڈاکٹر روشن لال آہوجہ: ساہت دے مکھ روپ، الوچنا دے سدھانت،
ادھونک پنجابی ناٹک (گورویال سنگھ پھل کے ساتھ) (دیوان سنگھ کے ساتھ)
ساہت شاستر، پچھمی الوچنا دے سدھانت (انام یافتہ ترجمہ)

کرپال سنگھ کسیل : اودھونگ گھرکار ؛ پنجابی شاہت دی اُتپتی ؛ ساہت دی اتپتی تے وکاس (دو حصّے) ؛ ساہت دے روپ ؛ ساہت پرکاش ؛ پنجابی ساہت وا انتہاس ۔

## فنون :-

پنجابی ادب میں اِن فنی کتابوں کا بھی اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔ ان میں اس سے پنجابی گرامر، لغت اور فلالوجی کے موضوع پر بعض کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

جس وقت پنجاب میں عیسائی مذہب کی تبلیغ کی تحریک شروع ہوئی۔ تو بعض انگریز لوگوں نے پنجابی زبان کی گرامر بھی انگریزی میں لکھی۔ ان میں سے ڈاکٹر کیری یا وری جے نیوٹن کی گرامریں مشہور رہیں۔ ۱۸۶۷ء میں بہاری لعل نے پنجابی زبان میں ایک گرامر لکھی۔ پھر پروفیسر رام سنگھ کا پنجابی دیاکرن بھی اس موضوع میں خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے۔ جدید اسالیب کے پیشِ نظر اردو یا پنجابی زبان میں تا حال پنجابی کی کوئی گرامر نہیں لکھی جا سکی۔ اِس کمی کو محسوس کرتے ہوئے محمد علی فائق نے ایک گرامر کی کتاب قواعد پنجابی کے نام سے لکھی ہے جو عنقریب پنجابی ادبی بورڈ لاہور کی طرف سے طبع ہونے والی ہے۔

البتہ پادری جے نیوٹن نے ۱۸۹۴ء میں اور بھائی لبشن سنگھ ٹوری نے پنجابی لغات تصنیف کی تھی لیکن ابھی رسم الخط میں کوئی قابلِ ذکر کتاب تالیف نہیں ہوئی۔

فلالوجی کے باب میں ڈاکٹر بنارسی داس جین سابق اورینٹل کالج لاہور کی کتاب انگریزی زبان میں موجود ہے۔

اِن کتب کے علاوہ دیگر زبانوں کی فنّی کتابیں بھی پنجابی نثر میں کہیں کہیں نظر آتی ہیں جن میں سے قانونچہ کھیوالی عربی صرف ونحو کی پنجابی زبان میں مشہور کتاب ہے۔ حافظ نور دین چکوڑوی ضلع گجرات متوفی ۱۳۰۲ھ نے رسالہ بسم اللہ، پکی روٹی کے اسلوبِ تحریر میں تحریر کیا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر ایک سو ساٹھ صرفی نحوی اعتراضات کے جوابات لکھے ہیں۔ یہ رسالہ طبع نہیں ہوا۔ قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔

علمِ قرأت میں حاجی محمد دین صاحب گجراتی نے زینت القاری نام کی ایک کتاب لکھ کر شائع کی جو اِس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔ مولوی حیات محمد صاحب واعظ حقیقی تایا مولوی محمد علی فائق مصنف نورانی شعلے (قرآن مجید دا بامحاورہ پنجابی منظوم ترجمہ) نے رموزِ قرآن کے نام سے ایک کتاب پنجابی نثر میں تحریر کی جس میں قرآنِ حکیم کے اعراب و الفاظ کے متعلق بحث ہے۔

انگریزی عہد میں جبکہ جدید سائنسوں نے ترقی کی تو جدید سائنسوں کے متعلق پنجابی نثر میں دیکھنے میں آتے ہیں جن میں سے عارف رضا۔ ایم۔ اے کا مضمون نفسیات کے بارے میں "سفنے" کے عنوان سے دیکھنے میں آیا ہے۔

جناب م۔ ح۔ رانا نے طب کے متعلق ایک مقالہ تحریر کیا ہے۔ مراد پرویز صاحب کا مضمون سائنس قابلِ ذکر ہے۔

## ان کے علاوہ

سائنس طب، پامسٹری۔ انجینئرنگ اور اصطلاحات کے انگریزی سے پنجابی میں تراجم ہو رہے ہیں۔

**پنجابی اکھان**:۔ سلطان بیگ عرف نظام دین ریڈیو پاکستان لاہور کا ایک مجموعہ

چھپا ہے، "سو سنایا اِکّو مت" کے نام سے مسٹر شہباز ملک نے بھی ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں تقریباً چار ہزار کے قریب پنجابی اکھان درج کیے ہیں۔

- - - -

بھائی ویر سنگھ: گورو نانک چمتکار، کلگیدر چمتکار، آشٹ گورو چمتکار، سنت گاتھا۔
نرندر پال سنگھ: نک سُنک، پردیسیاں وچوں، بھارت دے تہوار، میرا دیسی سفر۔
دامودر سنگھ: استری دی کہانی، پرا ار بھگت ارتھ وگیان۔
ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ: جگت تماشا، پت جھڑ۔ بلونت گارگی: نم دے پتے (مضمون)
باوا بلونت سنگھ: کس کس طرحاں دے ناچ۔ کرتار سنگھ دُگل: بند دروازے، سفیر دی کوتا۔
ہیرا سنگھ درد: امتحانی لیکھ، برج بھومی تے ملایا یاترا۔
نانک سنگھ ناولسٹ، رسوئی سکھیا۔
ایس ایس امول: نویں لیکھ پٹواری، جیون سوجھ، انگریزی پنجابی ڈکشنری۔
پنجابی شبد جوڑ، امول یاترا، سنگیت پربھاکر، پردیسی رچنا، سستی پنول۔
ہیر وارث شاہ (ایڈیٹ)، ہیر دمودر (ایڈیٹ)، درشٹی کون۔
سنت سنگھ سیکھوں: پنجابی شبد بوجھ، پنجابی شبد الوی۔ (آٹھ حصے)
ہربنس سنگھ جوش: یہ گئو پالن۔ کشن سنگھ عارف: کلیاں والی ہیر۔
سنت سنگھ: بجلی گائیڈ، شکنتلا کتھائی کلا، سائنس دا پربھاو سماج اتے۔
پرنسپل تیجا سنگھ: انگلو پنجابی ڈکشنری، آرسی، سبھیا چار۔
گوربخش سنگھ: نواں شوالا مضامین، سکھاون سدھری زندگی، چنگیری دنیا، کھلا در، پرسن لمی عمر، ساڈے وارث، میریاں کرھل یاداں، نویں تکڑی دُنیا، بھکھدی جیون انگیاری، ریجھاں دی کھڈی۔ زندگی دی راس، اِک دنیا دے تیراں سُپنے، سوے پرانتا دی لگن۔
جوگندھر سنگھ: پنجابی شارٹ ہینڈ، گنجی شارٹ ہینڈ۔

پروفیسر رام سنگھ: کشمیر تے کلّو؛ پنجابی ویاکرن؛ پنجابی شبد چمتکار۔
بخشیش سنگھ: موج اُڈاری۔ ڈاکٹر ارجن سنگھ: تہاڈی انس تے سہنس۔
پروفیسر لورن سنگھ: کھلے لیکھ۔ کپور سنگھ: سپت سرنگ؛ بہو وستار۔
جگدیش سنگھ: گنجدار نچے؛ زندگی دے راہ تے؛ ساڈے بچے؛ بچے دے پہلے سال۔
ٹھلہدے گھڑے۔ رابندر سنگھ: پنجابی شارٹ ہینڈ۔
ہرندر سنگھ روپ: چنجاں، پہنچے؛ سکھ تے سکھی؛ بھائی گورداس؛ روپ رنگ۔
سہرندر سنگھ کوہلی: ہیر وارث شاہ (ایڈٹ) آزاد: سرت سلاے؛ شہید بھگت سنگھ۔ پنجابی ساہت دے اتہاس
ورلبھ سنگھ: مولانا آزاد۔ امیشور سنگھ چترکار: گل بات؛ اقبال دی آواز۔
ڈاکٹر ہردت سنگھ: پورب تے پچھم؛ من بینتی۔
لال سنگھ کملا اکالی: سیلانی دیس بھگتی؛ میرا ولائتی سفرنامہ؛ موت رانی دا گھنٹہ۔
جیون نیتی؛ من دی موج۔
ہرویال سنگھ: راہاں دے راہی (سفرنامہ)؛ اک سنہری دل۔
پرتاپ سنگھ: پاکستانی گھلگھارا؛ ساڈا دیش؛ قدرت تے چمتکار؛ ساڈا دیس تے ادبدیاں سمسیاواں۔
ڈاکٹر بھگوان سنگھ: بال مرکھیا۔ کیلاش چھپوری: رسوئی کلا۔
نرندر سنگھ سوہج: نویل پرائز جیتو؛ نہرو پردار؛ چڑیا گھر۔
پرنسپل اندر سنگھ: کھیتی باڑی دی پاڑھ پستک۔ تخت سنگھ: شہید کرنیل سنگھ۔
بابا پریم سنگھ: ہری سنگھ نلوا؛ مہاراجہ رنجیت سنگھ؛ مہاراجہ شیر سنگھ۔
نواب کپور سنگھ؛ بابا پھول سنگھ؛ کنول نونہال سنگھ۔
سرجیت سنگھ سیٹھی: نیتاجی؛ جرنیل موہن سنگھ۔

گورویال سنگھ پھل: سائیکل کویں بنیا، ٹیلیفون کویں بنیا، بھیا جودھ سنگھ۔
کلدیپ سنگھ سوری: کھیتی باڑی بارے۔ پروفیسر عطر سنگھ: درشٹی کون۔
پریتم سنگھ: ساڈے پُرھان، سچی زندگی، جیون جاچ، سکھاویں تے سچی زندگی۔
سنت سنگھ: من جیتے جگ جیت، اردو گنا امرت۔
بھگت سنگھ: جیون چیت۔ اندر کوڑ، نویں سوچ کھیا، منموہر سوئی رکھیا۔
زیڈ۔ اے چودھری: سنگ سو تنتر تا، وشو سبھتیا دا اتہاس۔
پیارا سنگھ دانا: اپریل فول ۵۱ء، اکبر بیربل ہاس رس ۵۱ء، آپ بیتیاں ۵۶ء
ورگنیاں ۵۸ء، شکر پارے ۵۹ء، پروانے ۴۲ء، مہاراجہ دلیپ سنگھ ۴۴ء
نیتاجی ۴۶ء، سکھ شہید ۴۵ء، شہید ویوی ۴۳ء، انقلابی بودھا ۴۵ء
سکھ اتہاس دے خونی پنے ۴۶ء، نشان چکی پنے ۴۸ء، لچھمی (ناول) ۵۴ء
آکاش نراس دی کہانی ۴۳ء، نرویا جیون ۴۶ء، استری سکھیا ۵۲ء
سماج سکھیا، وطن دے شہید ۴۲ء، بغی انقلابی، زندی شہید۔
ستونت کوچھڑ: سکول پربندھ، ماتا بھاشا پنجابی دی شکشا۔
نہال سنگھ رس: رس پنجابی شبد کوش۔ ڈاکٹر دیویداس ہندی، پنجابی کھانا دی کھان۔
ٹی آر شرما: منوگیان۔
لالہ جی رام شکل: سکھیا وگیان، ساڈے بچے تے اوہناں دیا سمسیاواں۔
سردی سیوا سنگھ سیوک: پنجابی لیکھ بھنڈار۔ ڈاکٹر ساکھن سنگھ: سربرک ودیا۔
پروفیسر گنگا سنگھ: جیون کرناں، جنتا وچ کویں بولئے؟، سکھ دھرم دی فلاسفی۔
پروفیسر صاحب سنگھ: گوربانی دیا کرن، آسادی دا رسٹیک، سکھ مت صاحب سٹیک۔

سدسٹیک شلوک کبیر سٹیک ؛ متے ہاونت دی وار سٹیک ؛ سدگور گوشٹ سٹیک ؛
برائی دا ٹاکرا ؛ سربت دا بھلا ؛ دھرم تے سدا چار ؛ چانن منارے ؛ جاپ صاحب ؛
شلوک فرید جی ؛ بانی سرگورو انگد دیو جی ۔ پنجابی سُوہبھ پرکاش ۔
سیٹھ آدم جی عبداللہ : پنجابی بول چال ؛ پنجابی بھارتاں ۔
تیجا سنگھ صابر : جگدیاں جوتاں ۔ اوتار سنگھ : شہید بھگت سنگھ ۔
پروفیسر جگجیت سنگھ ایم اے : انتہاس غدر پارٹی گوراندتہ کھنہ : پرسدھ جیونیاں ۔
سردار سنگھ امرتل : جیوں جوتاں ؛ پرسن جیون ۔
مہتاب سنگھ : جیون کرناں ؛ نواں تھانواں داکوش ۔
گوربھکھ سنگھ سانفسر : نیتا جی آزاد ہند فوج ؛ باغی جرنیل ۔
پنجابی ادبی اکیڈمی : بیروارث شاہ (ایڈٹ عبدالعزیز بیرسٹر) کلیات بلھے شاہ ۔
سوہن سنگھ جوش : میری روس یاترا ۔
سوہن سنگھ : مان سرور ۔ مبارک سنگھ ایم اے : نواں جیون ۔
ایم ۔ ایس ۔ رندھاوا : پریت کہانیاں ؛ پنجابی چارک دی پستک ؛ کانگڑا ۔
شہباز ملک : (چانن) ؛ ادبی ۔ علمی ۔ سیاسی ۔ مذہبی مضامین ) ؛ پدھرے راہ (حل پرچہ جات)
سوکھے پینڈے ۔ (حل پرچہ جات) ؛ اجو کی کہانی (پنجابی ایکانکی کہانی کا انتخاب)
کرم سنگھ : صحت خوراک تے سندرتا ؛ کھیتی باڑی بارے ؛ راجہ دھیان سنگھ ۔
بابا آسر سنگھ ۔ آدرشک سنگھنیاں ؛ سہاگ سکھیا ۔
امرتا پریتم : موم بتیاں دا بھیت ؛ باریاں جھروکے (سفرنامہ)
لال سنگھ : یونیورسٹی پنجابی لیکھ ؛ نت ورتوں دی سائنس ؛ سرل چٹھی پتر ۔

دیوان سنگھ مفتون : ہڈبیتیاں ؛ ناقابلِ فراموش

پروفیسر دیوان سنگھ : امرجوتاں ؛ سونیوادتے ہور ویکھ ؛ سوہنی ؛ سسّی ہاشم ؛ باوانسر ید درشن ۔

پروفیسر سندر سنگھ : سوبجھ سواد ۔

پروفیسر کرتار سنگھ : رچیرے پنجابی لیکھ ؛ اے سٹنڈرڈ ڈکشنری آف ٹیکنیکل ٹرمز ۔

پروفیسر آردن : سنسکرت پربودھ

جوشوا فضل دین : لیسوع دی زندگی ۔

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر : لہراں ؛ پنج حادی ؛ بلھے شاہ (ایڈیٹ) ؛ ہیروارث (ایڈیٹ)

ملک عبدالرؤف : بلھے شاہ تے اوہدیاں کافیاں

حبیب اللہ فارُوقی : بنیاں دا سردار

پیارا سنگھ پدم ؛ پُشپانجلی ؛ سولاں کلاں ؛ اسی پنچھی ہاں ۔

گوربچن سنگھ بیدی : چن یاترا ۔

سیوا سنگھ : بہادر سنگھنیاں ۔

چوہدری محمد افضل خاں : ترجمہ شلوک فرید ؛ ترجمہ و شرح کافیاں شاہ حسین ؛ ترجمہ مثنوی مولانا روم ؛ ہیروارث ۔ (ایڈیٹ)

گورچرن سنگھ سوکھی : بچّے دے ڈھلے سال ؛ بال منوگیان ۔

ڈبلیو ۔ اے کینن :—

A COLLECTION OF PANJABI PROVERBS

دریام سنگھ : مہاپُرس ۔

ترلوک سنگھ دید : ماں تے بچہ

ترلوک سنگھ : بھگت سنگھ شہید ؛ مہارانی جنداں ؛ مہارانی چندکور ؛ بہادر چرن کور ۔ رانی سداکور ؛ انکھیلا جرنیل ؛ جیون کتھا گورو تیغ بہادر جی ؛ بہادر بچتر سنگھ ۔ بہادر دلیپ سنگھ ؛ سوہرا گھر ؛ پیکا گھر ۔

ماسٹر تارا سنگھ : میری یاد ؛ انکھی سورما ۔

سوہن سنگھ سیتل : پنجاب دا اُجاڑا ، سکھ شلاں ؛ سکھ راج تے شیر پنجاب
بندا سنگھ شہید ، سکھ راج کویں بنیاں۔
شمشیر سنگھ : گیتا (ترجمہ) آدمی دی پرکھ۔ گورودت سنگھ : میرا پنڈ۔
کرپال سنگھ کسیل : چنڈی وار سٹیک (ایڈیٹ)
سُنتر : بال گنجھلاں۔ ڈاکٹر سیوا سنگھ : لیڈی ڈاکٹر۔
درشن سنگھ آوارہ : بغاوت ، ہل چل ، میں باغی ہاں ، گتا خیاں ، انقلاب دی راہ۔
امیر سنگھ : انگلش ٹیچر۔ دیوندر سنگھ : سیل سپاٹے (سفرنامہ)
سرجیت سنگھ : منکھ تے منوگیان۔
پرکاش کور راؤنا : منوہر رسوئی سکھیا ، سیتل کٹائی سکھیا ، سیتل درزی سکھیا۔
سیتل ایمبرائیڈری بک ، سیتل کشیدہ کاری (۶) حصے ، نیو سیتل
ایمبرائیڈری بک (۶) حصے۔
ہربھجن سنگھ : وادھونچے ، بدھی مان دائی۔

## اخبار و رسائل :-

اخبار و رسائل بھی انگریزی دور کی پیداوار ہیں۔ اور انگریزی اسلوب کے پیشِ نظر معرضِ وجود میں آئے۔ ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (۱) مذہبی جرائد۔ (۲) ادبی جرائد۔ (۳) مزاحیہ جرائد۔

مذہبی جرائد میں سب سے پہلے ۱۸۷۳ء میں ہندو پرکاش امرتسر سے شائع ہوا۔ بعد میں گیانی دت سنگھ صاحب نے خالصہ اخبار۔ بھائی سنت سنگھ نے خالصہ گزٹ۔ بھائی لاہورا سنگھ نے سندھ سبھا گزٹ۔ بھائی ویر سنگھ نے خالصہ سماچار جاری کئے۔ جن کے مدِ نظر سکھ مذہب کا پرچار تھا۔

ادبی رسائل و جرائد میں سے ۱۸۹۶ء میں لالہ امرناتھ منصف جالندھری نے "امرت پتر کا" جاری کیا۔ جس کے ایڈیٹر کرنل بھولا ناتھ وارث بیرسٹر مقرر ہوئے اسی سال گوجرانوالہ سے لالہ بانکے دیال نے بزم شعرا جاری کیا۔ ۱۹۲۵ء میں گیانی ہیرا سنگھ درد نے پھلواڑی۔ ۱۹۲۶ء میں جوشوا فضل دین نے لائل پور سے پنجابی دربار۔ ۱۹۳۰ء میں کرنل بھولا ناتھ نے سارنگ، ۱۹۳۱ء میں چرن سنگھ شہید نے سنبس جاری کیا۔

مزاحیہ رسائل میں سے موجی، چرن سنگھ شہید نے گورمکھی رسم الخط میں جاری کیا۔ پھر اس کے بعد ایک رسالہ پنجابی پنچ جاری ہوا جس میں مذہبی۔ سیاسی مزاحیہ مضامین ہوتے تھے۔

ان رسائل کے علاوہ ۱۹۰۸ء میں بانکے دیال صاحب نے گوجرانوالہ سے

رگھبیر پتر کا جاری کیا۔ ۱۹۰۵ء میں خالصہ نیگ میگزین امرت سر سے نکلا۔ سردار گوربخش سنگھ نارنگ نے ۱۹۲۵ء میں رسالہ پریتم جاری کیا۔ پنجابی زبان اور ہندی رسم الخط میں ایک رسالہ لالہ ملکھی چند اور گوراندتہ کھنہ نے جاری کیا۔ کلکتہ سے رسالہ کوی، گورمکھی رسم الخط میں جاری ہوا۔

تقسیم ہند و پاکستان کے بعد سردار کرتار سنگھ بلگن نے امرت سر سے کوتا کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔ پھر پٹیالہ سے پنجابی دنیا، انبالہ سے جاگرتی لدھیانہ سے الوچنا۔ جالندھر سے پنج دریا، بمبئی سے چیتنا اور جیون رسالے جاری ہوئے۔

پاکستان میں سب سے پہلے فقیر محمد فقیر اور عبدالمجید سالک نے رسالہ پنجابی جاری کیا۔ اس کے بعد رسالہ پنج دریا، اور پنجابی ادب، پنجابی زبان کے معیاری رسالے جاری ہوئے۔

جرائد کی فہرست مسٹر شہباز ملک نے مہیا کی جو بعینہٖ نقل کی جاتی ہے۔ یہ جرائد آج کل شائع ہو رہے ہیں۔

## ماہ نامے۔

(۱) چیتنا۔ (ادبی) دہلی نمبر ۳۲ (بھارت)
(۲) پنجابی ساہت (ادبی) دہلی نمبر ۶ (بھارت)
(۳) کہانی (ادبی) امرتسر (بھارت)
(۴) جیون (ادبی) بمبئی نمبر ۱۱ (بھارت)

(۵) جاگرتی (فیچر سرکاری) چندی گڑھ (بھارت)
(۶) جیون پریتی (ادبی) پٹیالہ۔ بھارت)
(۷) روپ نگ (ادبی) چندی گڑھ (بھارت)
(۸) سردار (کلچرل۔ مذہبی ادبی) لکھنؤ (بھارت)
(۹) بال سندیش (بچوں کیلئے) پریت نگر (بھارت)
(۱۰) منوہر سنسار (نیم ادبی) جالندھر (بھارت)
(۱۱) کنول (ادبی) امرت سر (بھارت)
(۲) پنجابی دُنیا (ادبی) پٹیالہ (بھارت)
(۱۳) کویتا (ادبی) امرتسر۔ (بھارت)
(۱۴) پریتم (ادبی) دہلی ۶ (بھارت)
(۱۵) فتح (ادبی) دہلی نمبر ۷ (بھارت)
(۱۶) سنت سپاہی (مذہبی) امرتسر (بھارت)
(۱۷) نواں ہندوستان (ادبی) نئی دہلی (بھارت)
(۱۸) فلم کلا (فلمی) امرت سر (بھارت)
(۱۹) فلم سنسار (فلمی) امرت سر (بھارت)
(۲۰) پنج دریا (ادبی) جالندھر۔ (بھارت)
(۲۱) آرسی (ادبی) دہلی۔ (بھارت)
(۲۲) الوچنا (ادبی) بھارت
(۲۳) پنج دریا (ادبی) لاہور
(۲۴) پنجابی ادب (ادبی) لاہور
(۲۵) جن ساہت (بھارت)
(۲۶) پریت لڑی۔ پریت نگر۔ (بھارت)
(۲۷) رکست دان۔ نئی دہلی
(۲۸) نویں پود (تھیٹر) جالندھر (بھارت)
(۲۹) پربھات کرناں (بچوں کے لئے) جالندھر۔
(۳۰) ساہت سماچار (سفیدی) لدھیانہ (بھارت)
(۳۱) پنجابی سماچار (ادبی) بمبئی (بھارت) (۳۲) حق اللہ (ادبی) لاہور

## ہفتہ وار:۔

(۱) قومی سندیش بھگواڑا (بھارت)
(۲) پنجابی سماچار۔ بمبئی (بھارت)

## روزنامے:۔

(۱) تیج۔ چندی گڑھ (بھارت)
(۲) پرکاش۔ چندی گڑھ (بھارت)

## طابع وناشرین :۔

انگریزی عہد میں پریس کے جاری ہونیسے کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ بہت وسیع ہوگیا تھا جن میں سے پنجابی کتابیں بھی خاصی تعداد میں مندرجہ ذیل اصحاب کی وساطت سے شائع ہونے لگیں۔

امرتسر سے بھائی کشن سنگھ عارف۔ بھائی چتر سنگھ، جیون سنگھ۔ نیاز علی خاں۔ حبیب الرحمٰن۔ عبدالرحمٰن اور مولا بخش کشتہ نے کافی کتابیں شائع کرائیں۔

لاہور میں رائے صاحب منشی گلاب سنگھ۔ حافظ محمد دین مالک مطبع مصطفائی۔ ملک ہیرا۔ حاجی چراغ دین سراج دین۔ ملک دین محمد۔ شیخ غلام علی۔ شیخ فضل دین۔ چنن دین۔ جے ایس سنت سنگھ اور الٰہی بخش جلال دین نے کافی کتابیں شائع کروائیں۔ ان کے علاوہ خالصہ ٹریکٹیٹ سوسائٹی۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی، لدھیانے کا مشن پریس اور انبالے کا ساڈھورا پریس خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ (ازکشتہ)

تقسیم ہند و پاک کے بعد کئی ایک نئے ادارے پنجابی ادب کی کتابیں شائع کر رہے ہیں۔ ان میں پنجابی ادبی اکیڈمی، الجدید، پنجابی ادبی بورڈ، ادارہ میری لائبریری اور پنجابی رسائل کے ادارے شامل ہیں۔

کتبہ محمد شریف شاہ۔ دسمبر ۶۳ء۔ گجرات

میری لائبریری میں طنز و مزاح کی کتابیں:

کرنل شفیق الرحمٰن کے ہنستے مسکراتے چار مجموعے ۳/۰۰

حماقتیں:- ہنستے مسکراتے رومان اور مزاح کے نمونے ۳/۰۰

مزید حماقتیں- برسات اور دوسرے دلچسپ مضامین کا مجموعہ

لہریں- وہ مضامین جنکے صفحے صفحے پر سو سو قہقہے موجود ہیں ۱/۵۰

پرواز- خوش دلی اور مسرت کے سدا بہار چشمے ۱/۵۰

پروفیسر کنہیا لال کپور کے تیکھے تیکھے آبدار مجموعے

سنگ و خشت، یہ کتاب مردہ دلی کی دشمن ہے ۱/۵۰

شیشہ و تیشہ، چٹکیاں، گدگدیاں ہی نہیں طنز کے نشتر بھی ۱/۵۰

چنگ و رباب- بذلہ سنجی اور شگفتگی سے بھرپور مضامین ۱/۵۰

بال و پر، شخصیات کے بعد بال و پر بھی نہ دیں ہیں ۱/۵۰

نرم گرم، نیا نیا گرم گرم مضامین کا مجموعہ

گرد و کارہ واں، تازہ ترین مزاحیہ مضامین بمع ڈرامہ انارکلی ۱/۵۰

نوک نشتر- کپور کے نشتروں کی واضح تصویریں

چراغ تلے- مشتاق احمد یوسفی کے مضامین اردو مزاح میں ایک نئی آواز، نئے اسلوب، نئے مزاج کی نشاندہی کرتے ہیں- ۱/۵۰

اندیشہ شہر- احمد جمال پاشا نے انشائیہ اور سنجیدہ مزاح پیش کیا ہے-...

بہترین طنز و مزاح (نثر) مرتب ڈاکٹر وحید قریشی، (زیر طبع)

بہترین طنز و مزاح (نظم) مرتب جناب محمد حسین صدیقی (زیر طبع)

ناشر:- میری لائبریری، چوک مینار، انارکلی، لاہور

کلیات غالب فارسی، (غزلیات) مرتب پروفیسر وزیر الحسن عابدی، معہ انتخاب
۸/۰۰ معاصرین، تاریخی تدوین، دیباچے، حواشی اور بہت سی نئی تحقیقی خوبیوں
کے ساتھ۔ مجلد خاص ایڈیشن ۱۸/۰۰

انتخاب غالب (اردو) مرتب سیّد اختر عباس، بلاک کی چھپائی، عمدہ کاغذ
معہ تصویر غالب ۰/۵۰

انتخاب آتش، مرتب ڈاکٹر وحید قریشی ــــ مولانا حسرت موہانی۔
۱/۵۰ آتش کا کلام دو بڑے ادبا کی پسند، تنقیدی مضمون اور انتخاب کی
لغات سے کتاب کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ مجلد چار روپے

لذت آوارگی۔ اے ڈی اظہر کا اچھوتا اسلوب ٹائپ میں نفیس طباعت
قیمت:۔ ۳/۰۰

زادِ راہ۔ منشی پریم چند کے افسانوں کا مجموعہ، تنقیدی مقدمے کے ساتھ
۲/۲۵ کہ منشی جی کے افسانوں پر پوری روشنی ڈالتا ہے، فہرست
تصانیف اور حالات زندگی بھی شامل ہیں۔ مجلد چار روپے۔

فسانہ مبتلا۔ مولوی نذیر احمد کا یہ ناول اُنکے تمام ناولوں میں اہم اور معیاری
۲/۲۵ ہے پروفیسر محمد خاں اشرف کی تنقید اور محاکمے کے ساتھ
مجلد پانچ روپے

۶۳ کے منتخب افسانے۔ ڈاکٹر احراز نقوی کا انتخاب اور دیباچہ
۲/۵۰ لکھائی چھپائی بہترین۔ مجلد ۵/۰۰

اپنے بک سیلر سے خریدیں یا براہِ راست

میری لائبریری، چوک مینار، انار کلی لاہور ۵

دو نئی کتابیں

نوید انجم کے

(زندگی کی خوشبو سے معمور افسانے)

# خوشبو کے گھاؤ

زندگی کی خوشبو گھائل ہوئے بغیر
حاصل نہیں ہوتی!

مجلّد اعلیٰ، چار روپے

---

(ڈاکٹر) سلام سندیلوی

# ادب کا تنقیدی مُطالعہ

ادب اور اصنافِ ادب کا تجزیہ

میری لائبریری میں
۲۰۲۵